پر ایک جامع اور مستند دستاویز
تحفۃ الرضا فی
میلادِ مصطفیٰ
مؤلف
ڈاکٹر رضا محمد شاہ ہاشمی
فاضل درس نظامی و فاضل عربی
مولد الرسول
مکتبہ جمال کرم لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

تحفۃ الرضا فی میلاد مصطفیٰ ﷺ

خلقت ☆ ولادت ☆ رضاعت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

پر ایک جامع اور مستند دستاویز

حضور ﷺ کے شمائل و فضائل کے سلسلہ میں چہل احادیث

آخر میں نہایت ہی اہم فقہی مسائل

تالیف

ڈاکٹر رضا محمد شاہ ہاشمی (فاضل عربی۔ فاضل درس نظامی)

ناشر

مکتبہ جمال کرم

9 مرکز الاویس (سنت ہاؤس) دربار مارکیٹ۔ لاہور فون: 7324948

نام کتاب : تحفۃ الرضا فی میلادِ مصطفےٰ ﷺ
نام مؤلف : رضا محمد شاہ ہاشمی
پروف ریڈنگ : صالح محمد شاہ، محمد ہارون شاہ، محمد الیاس شاہ
خصوصی تعاون : جناب الحاج خان عبدالرؤف خان عیسیٰ خیلوی
حاجی اللہ رکھا ناصر ۔ ابو محمد رائیس۔ ایل۔ ایل۔ سی مطرح۔ مسقط
کمپیوٹر گرافکس : محمد ناصر اعوان انٹرسٹی کمپیوٹر میانوالی
تعداد بار اول : گیارہ سو (1100)
تعداد بار دوم : گیارہ سو (1100)
بار سوئم 1100
طابع : مکتبہ جمال کرم لاہور
ناشر : قاری محمد اسحاق شاہ واندھی آرا یانوالی میانوالی
ہدیہ : [illegible]00 روپے
ملنے کے پتے (۱) ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی
(۲) شبیر برادرز اردو بازار لاہور
(۳) قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور
(۴) احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
(۵) مکتبہ ضیائیہ بوہڑ بازار راولپنڈی
(۶) مکتبہ المدینہ چھوٹی گھٹی حیدرآباد
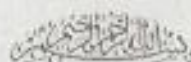
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللّٰہ
وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللّٰہ

اللّٰھم صل وسلم وبارک علیٰ سید نا محمد
نورالانواروسرالاسراروسیدالابرار

اللّٰھم صل وسلم وبارک علیٰ سیدنامحمد
وعلیٰ آلہٖ بقدرِ حسنہٖ وجمالہٖ

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

مقدمہ اول

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ورفعنا لک ذکرک صدق اللہ العظیم

اللہ جل شانہ کا احسان عظیم ہے۔ اور بے پایاں لطف و کرم ہے جس نے اپنے حبیب ﷺ کے ذکر جمیل کے سلسلے میں مجھ جیسے ناچیز کو چند حروف لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔

کافی عرصہ سے یہ ارادہ تھا کہ میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے پیارے رسول جناب محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ تاجدار مدینہ سرور قلب و سینہ ﷺ کے دربار عالیہ میں اپنا نذرانہ عقیدت بصورت تحریر پیش کروں لیکن دل میں یہ خیال آتا تھا کہ اللہ جل شانہ نے جس کی ذات بابرکات کو صاحب لولاک قرار دیا ہو اور جس کے ذکر جمیل کی رفعت کیلئے ورفعنا لک ذکرک کا ارشاد ربانی ہو۔ بزرگان دین نے (جن کا میں خاک پا بھی نہیں) آپ کی ذات پاک و لا یمکن الثناء قرار دیا ہو اور آخر تعریف کا احاطہ ممکن نہ ہونے پر بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کا فیصلہ دیا ہو۔ مجھ جیسے ناچیز سے ان کی تعریف لکھنا کیا ممکن ہے۔ اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی بالآخر شاعر دربار رسالت ﷺ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اس شعر نے میری حوصلہ افزائی فرمائی

ما ان مدحت محمدا بمقالتی

ولکن مدحت مقالتی بمحمد

ترجمہ: میں اپنی نعت گوئی سے محمد ﷺ کی تعریف نہیں کرتا بلکہ درحقیقت اپنی نعت کو آپ کی

تعریف سے متبرک بناتا ہوں۔ بقول شاعر

یہ تو سرکارِ رحمت ہے کرم ہے ان کا
کس کو توصیف پیغمبر کی ادا آتی ہے

میں نے اس کتاب میں حضور ﷺ کی خلقت سے رضاعت تک کے کچھ حالات و واقعات اور اسی سے متعلقہ سیرت طیبہ کے دیگر کچھ پہلو تحریر کیے ہیں۔ اگرچہ اس موضوع پر علماء کرام نے (جن کا میں خاکپا بھی نہیں) کافی کتابیں تحریر کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ سیرت طیبہ کے موضوع پر علامہ قسطلانی نے مواھب اللدنیہ میں قاضی عیاضؒ نے الشفاء میں علامہ الخفاجیؒ نے نسیم الریاض میں کیا ہی موتی بکھیر دیے ہیں۔ میرا یہ مجموعہ بھی انہی کی مخلتوں کا مرہون منت ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ میں نے اختصار کے ساتھ کام لیا ہے کیونکہ موجودہ دور میں جبکہ دین سے بے رغبتی عام ہے ہر ایک شخص کو اپنی بے پناہ دنیاوی مصروفیات کی وجہ سے ضخیم کتابوں کا مطالعہ کرنے اور ان سے استفادہ کرنے کا وقت ہی نہیں۔

ایسے تمام اشخاص کیلئے میں نے یہ مختصر سا مجموعہ میلاد مصطفےٰ ﷺ کے موضوع پر مرتب کرنے کی سعی کی ہے۔ جس کو قلیل سے قلیل وقت میں پڑھا جا سکے گا اور ساتھ ہی ساتھ پڑھنے والوں کو انشاء اللہ تعالیٰ اس موضوع پر رہنمائی میسر ہو سکے گی۔ اس مجموعے کو میں نے خالص تبلیغی اور اصلاحی نقطہ نظر سے مرتب کیا ہے ''ان ارید الا الاصلاح ما استطعت'' دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس سعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

سرکار دو جہاں ﷺ کے دربار عالیہ میں بطور تحفہ یہ حقیر نذرانہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ اسی نسبت سے میں نے اس کتاب کا نام ''تحفۃ الرضائی میلاد مصطفےٰ ﷺ''

رہا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی حضور ﷺ کی خدمت میں تحائف پیش کرتے تھے۔ آپ ان کے تحائف کو شرف قبولیت سے نوازتے تھے انہی نفوس قدسیہ کی نسبت سے انہی کے طفیل اور وسیلہ سے مجھے بھی قبولیت کا شرف حاصل ہو جائے۔

اگر اپنوں کو ہی لیتے محمد ظلِ رحمت میں
تو پھر مایوسیاں لے کر یہ دیوانے کہاں جاتے
اگر نہ رحمت عالم کے قدموں میں جگہ ملتی
تو پھر ہم اپنے دل کے داغ دکھلانے کہاں جاتے

حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں آٹھ سال کا تھا۔ آپ کی تشریف آوری پر مدینہ منورہ کے لوگ آپ کی خدمت میں اپنی اپنی استطاعت کے مطابق ہدایا و تحائف پیش فرما رہے تھے۔ ہمارے گھر میں (بوجہ افلاس) کوئی ایسی چیز نہیں تھی کہ میری والدہ ماجدہ بھی بطور ہدیہ پیش فرمائیں۔ میری والدہ صاحبہ نے مجھے اپنے ساتھ لیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور یوں عرض کیا۔

فقالت یا رسول الله ان رجال الانصار ونساء هم قد اتحفوک ولم احدما اتحفک الا ابنی هذا فاقبله منی یخدمک ماشئت فخدمت رسول الله صلی الله علیہ وسلم عشر سنین الخ

(فتح القدیر ج 1 ص 259)

عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ انصار کے مردوں و عورتوں نے آپ کی خدمت میں تحائف پیش کئے میرے پاس کوئی ایسی شے نہیں جو میں آپ کو بطور تحفہ پیش کروں ہاں میں اپنا یہ بیٹا (انس) لائی ہوں۔ آپ میری طرف سے اسے قبول فرمائیں جب تک آپ چاہیں گے آپ کی خدمت کرے گا (حضور ﷺ نے مجھے قبول فرمایا) میں نے دس سال حضور ﷺ کی خدمت کی۔

میں نے اس کتاب کو تین بابوں میں تقسیم کیا ہے۔

پہلا باب : خلقت محمدی ﷺ

دوسرا باب : ولادت محمدی ﷺ

تیسرا باب : رضاعت محمدی ﷺ

آخر میں میں اپنے ان احباب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جنہوں نے اس عظیم کام کی تکمیل میں میری اعانت فرمائی۔ خصوصا دینی کتب مہیا کرنے کے سلسلے میں پیر طریقت رہبر شریعت جناب قبلہ سید محمد انور شاہ گیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ ہمدرد شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان پیر طریقت رہبر شریعت الحاج حافظ معین الدین صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ شریف ترگ ضلع میانوالی استاذ العلماء مولانا میاں محمد صاحب مہتمم جامعہ شمع صدیقیہ میانوالی۔

فاضل نوجوان جناب صاحبزادہ عبدالمالک صاحب مہتمم جامعہ اکبریہ میانوالی برادر عزیز جناب حافظ محمد ہاشم صاحب خطیب ترگ شریف میانوالی کے اسماء گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

کتاب ہذا کا یہ دوسرا ایڈیشن ہے۔ پہلے ایڈیشن میں یہ کتاب گیارہ سو کی تعداد میں چھپی تھی بندہ ناچیز کو یہ خیال تک نہیں آتا تھا کہ میری اس محنت کو اتنی قبولیت حاصل ہوگی۔ اس ایڈیشن میں پہلے کی نسبت کافی اضافہ کر دیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے خصوصی فضل و کرم سے اپنے محبوب جناب محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے طفیل پہلے کی طرح اسے بھی شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ وسلم۔

طالب دعا

احقر العباد رضا محمد شاہ ہاشمی خطیب جامع مسجد سنٹرل جیل میانوالی

سکنہ ترگ تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی حال واں بھچراں والی میانوالی

مقدمہ ثانی

یہ بات سنت الہیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے انبیاء، محبوب اور مقرب بندوں اوران کے احوال ومقامات کا ذکر فرماتا ہے۔ اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کا وعدہ ہے۔ "فاذکرونی اذکرکم واشکروالی ولاتکفرون" (تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا اور میرا شکر بجالاؤ اور میری ناشکری نہ کرو۔)

ان کے ذکر کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ چاہتے ہیں کہ راہ حق کے داعیوں کیلئے میرے محبوب اور مقرب بندوں کا ذکر کرنا میری سنت بن جائے۔

یوں تو قرآن مجید نے انبیاء کرام اوران کی امتوں کے حالات وواقعات کو بہت سی جگہوں پر تفصیل سے بیان کیا ہے مگر کئی مقامات ایسے بھی ہیں جہاں انبیاء ومقبولین کے ذکر کو ہی عنوان کلام بنایا گیا ہے۔

قرآن مجید میں سورہ مریم میں ارشاد فرمایا گیا۔

کھیعص o ذکر رحمت ربک عبدہ زکریا o (المریم 2)

یہ ذکر ہے تیرے رب کی اس رحمت کا جو اس نے اپنے بندے زکریا پر کی۔

سورہ مریم ہی میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ جل شانہ فرماتے ہیں۔

وسلم علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیاo (المریم 15)

اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس انہیں زندہ اٹھایا جائیگا۔

سورہ ہود میں فرمایا۔

ان ابراھیم لحلیم اواہ منیب.

بیشک ابراہیم بڑے بردبار رقیق القلب اور ہروقت رجوع الی اللہ رکھنے والے تھے۔

پھر سورۃ انبیاء ساری محبوب تذکروں سے بھری پڑی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے مقرب ومحبوب انبیاء کا تذکرہ کرنے سے پہلے فرماتے ہیں۔

وھذا ذکر مبارک انزلنافانتم له منکرون٥ (الانبیا،50)

اور یہ بابرکت ذکر ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے۔ کیا تم اس سے انکار کرتے ہو؟

''ذکر مبارک'' کا عنوان دے کر اگلی آیت 51 سے ذکر شروع کیا جارہا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جو جد الانبیاء ہیں۔ پھران کا تفصیلی تذکرہ کرنے کے بعد حضرت لوط، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہے۔

پھر اس سورت میں ذکر محبوبین کا سارا مبارک سلسلہ سرتاج محبوبان خدا جناب محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ ﷺ پر جا کر ختم کیا۔ ارشاد فرمایا:

وما ارسلنک الارحمة للعلمین٥ (الانبیا،107)

اور اے حبیب ﷺ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے سراپا رحمت (سرچشمہ رحمت، واسطہ رحمت) اور ہر لحاظ سے رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

میں نے بطور نمونہ قرآن مجید سے چند ایک مقامات کا ذکر کیا ہے۔ اہل فہم وبصیرت کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔ ورنہ قرآن مجید میں اور بہت سے مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور مقرب بندوں کے تذکرے فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک ایک کے روحانی احوال، قلبی کیفیات، نیک خصلتوں، مشاغل ومعمولات اور ان کی دعاؤں اور مناجات کا بھی من وعن ذکر فرمایا ہے۔ الغرض ان کے ذکر کا کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام کے ہر دور میں صحابہ کرام سے لیکر آج تک اللہ والوں کا تذکرہ کرنا ہر صاحب ایمان کا محبوب عمل رہا ہے ائمہ ومحدثین علماء کاملین اور اولیاء وعارفین

سب اپنے اپنے ذوق کے مطابق ان تذکروں کو لکھتے پڑھتے اور سناتے رہے۔

اسی سنت الہیہ، سنت انبیاء، سنت اولیاء، وصالحین اور علمائے کاملین سے خوشہ چینی کرتے ہوئے قبلہ والد محترم نے بھی اللہ تعالیٰ جل شانہ کے پیارے محبوب جناب محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ تاجدار کائنات فخر موجودات ﷺ کی خلقت مبارکہ، ولادت باسعادت اور رضاعت مبارکہ کا تذکرہ کیا ہے اور اسے بطور تحفہ ونذرانہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں پیش کیا ہے۔

کافی عرصے سے والد محترم اپنی خواہش کا میرے سامنے اظہار کرتے رہے اور تحریری و مطالعاتی کام کو جاری رکھتے ہوئے آخر ایک مسودے کی صورت میں "تحفۃ الرضائی میلاد مصطفےٰ ﷺ" مجھے عنایت فرمائی کہ اس کی کمپوزنگ وطباعت کے تمام مراحل کو سرانجام دوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے فضل وکرم اور آقائے کائنات کے تصدق سے مجھ جیسے ناچیز کو اس "تحفہ" کو آپ تک پہنچانے کا شرف حاصل ہوا۔

میں برادر محترم قاری محمد اسحاق شاہ اور اپنے ساتھی محترم محمد سجاد امین کا تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے اس کتاب کی کمپوزنگ وپروف ریڈنگ کے سلسلہ میں میرے ساتھ تعاون فرمایا۔

والسلام

محمد الیاس شاہ ہاشمی (ایم اے اسلامیات)

ساکن وانڈھی آرائیاں والی میانوالی

حمد باری تعالیٰ جل شانہ

الٰہی حمد سے عاجز ہے یہ سارا جہاں تیرا
جہاں والوں سے کیونکر ہو سکے ذکرو بیاں تیرا

زمین و آسماں کے ذرے ذرے میں تیرے جلوے
نگاہوں نے جدھر دیکھا نظر آیا نشاں تیرا

ٹھکانہ ہر جگہ تیرا سمجھتے ہیں جہاں والے
سمجھ میں آ نہیں سکتا ٹھکانہ ہے کہاں تیرا

تیرا محبوب پیغمبر تیری عظمت سے واقف ہے
کہ سب نبیوں میں تنہا ہے وہی اک رازداں تیرا

جہان رنگ و بو کی وسعتوں کا راز داں تو ہے
نہ کوئی ہم سفر تیرا نہ کوئی کارواں تیرا

تیری ذات معلی آخری تعریف کے لائق
چمن کا پتہ پتہ روزو شب ہے نغمہ خواں تیرا

نعت رسول مقبول ﷺ

نکل آئے میرے آقا تیرے دیدار کی صورت
کہ پھر سے دشت دل میں ہو میرے گلزار کی صورت

تیری صورت میں بے صورت کی صورت جانی جاتی ہے
تیرے انوار ہیں اللہ کے انوار کی صورت

کھڑے ہیں حسن والے آپ کے دیدار کی خاطر
نہیں گلشن میں کوئی تیرے رخسار کی صورت

یہ بن دیکھے جو دنیا آپ کی زلفوں کی قیدی ہے
خدا جانے کیا ہوگی تیرے دیدار کی صورت

میرے آقا جس نے جو بھی مانگا بالیقیں پایا
کسی کو پیش کب آئی کہیں انکار کی صورت

نہ خود تشریف لاتے ہیں نہ طیبہ میں بلاتے ہیں
یہیں سے چل نکلتی ہے میرے اصرار کی صورت

پریشاں نور ہے کس منہ سے تیرے روبرو آئے
دکھانے کی نہیں تیرے سگ بیکار کی صورت

الحمدالله الحنان المنان الذی ارسل رسوله بالحجج والبرهان وانزل علیه آیات بینات هدی لاهل الایمان والایقان صلی الله علیه وعلی اله واصحابه الذین اطاعوه فی السرو الاعلان.

امابعد فاعوذبالله من الشیطان الرجیم.

بسم الله الرحمن الرحیم. قد جاء کم من الله نور و کتاب مبین.

ترجمہ: تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور روشن کتاب آئی۔ (پارہ نمبر 6، ع 7)

علامہ حسین بن مسعود بغوی تحریر کرتے ہیں۔

قدجاء کم من الله نوریعنی محمد ﷺ (تفسیر معالم التنزیل ج 2 ص 23)

بے شک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد ﷺ۔

حاشیہ خازن۔

علامہ شہاب الدین محمود آلوسیؒ فرماتے ہیں۔

قدجاء کم من الله نور عظیم و هو نور الانوار والنبی المختار ﷺ (روح المعانی ج 6 ص 87)

بے شک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور عظیم اور وہ نور الانوار نبی مختار حضور ﷺ ہیں۔

علامہ ابن جریرؒ تحریر فرماتے ہیں۔

یعنی بالنور محمد ﷺ الذی انار الله به الحق واظهربه الاسلام ومحق به الشرک فهو نور لمن استناربه. (تفسیر ابن جریر ج 4 ص 92)

نور سے مراد ذات مصطفےٰ ﷺ ہیں۔ جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے حق کو روشن کیا۔ اسلام کو ظاہر فرمایا۔ اور شرک کو مٹایا آپ ﷺ ہر اس چیز کیلئے نور ہیں جو روشنی چاہے۔

علامہ محمد اسماعیل حقی فرماتے ہیں۔

سمی الرسول نورالان اول شیئی اظہرہ الحق بنور قدرتہ من ظلمہ العدم کان نور محمد ﷺ کما قال اول ماخلق اللہ نوری.

(روح البیان ج 1 ص 548)

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کا نام نور رکھا کیونکہ جس شئے کو اللہ نے اپنی قدرت کے نور سے سب سے اول پیدا فرمایا وہ نور محمدؐ ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا۔

علامہ قاضی عیاض فرماتے ہیں۔

وقد سماہ اللہ تعالیٰ فی القرآن نور وسراجا منیرا فقال تعالیٰ قد جاء کم من اللہ نور وکتب مبین وقال تعالیٰ انا ارسلنک شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا. (شفاء شریف جزاول ص 11)

بیشک اللہ تعالیٰ نے قرآن میں آپ کا نام نور اور سراج منیر رکھا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے بیشک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب اور بیشک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، بشارت دینے والا، ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بھیجا۔

جسم اطہر کا سایہ نہ تھا

حضور ﷺ نور مجسم کے جسم اطہر کا سایہ نہ ہونے کے بارے میں ائمہ کرام کے وہ ارشادات جن کا تعلق نور محمدیؐ سے ہے۔

امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں۔

وانہ کان نورا فکان اذا مضیٰ فی الشمس والقمر لا ینظر لہ ظل.

(خصائص کبریٰ ص 68)

کیونکہ آپ ﷺ نور مجسم تھے۔ جب آپ دھوپ یا چاندنی میں چلتے تھے تو آپ ﷺ کا سایہ نظر نہ آتا۔

علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں۔

وھو صلی اللہ علیہ وسلم قد خلصہ اللہ من سائر الکثافات الجسمانیۃ وصیرہ نوراً صرفاً لایظھر لہ ظل اصلاً۔ (افضل القریٰ)

حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام جسمانی کثافتوں سے پاک کر کے خالص نور کر دیا تھا۔ اس لئے آپ ﷺ کا سایہ نہ تھا۔

علامہ زرقانی فرماتے ہیں۔

لم یکن لہ ﷺ ظل فی شمس ولاقمر لانہ کان نوراً۔

(زرقانی ج 4 ص 220)

حضور ﷺ کا سایہ دھوپ اور چاندنی میں نہیں تھا اس لئے کہ آپ ﷺ نور تھے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں۔

کان لاظل لشخصہ فی شمس ولا قمر لانہ کان نوراً وان الذباب کان لایقع علیٰ جسدہ ولاثیابہ.

(شفا شریف ج 1 ص 242)

آپ ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ دھوپ اور چاندنی میں نہ ہوتا اس لئے آپ نور تھے اور مکھی آپ کے جسم اطہر اور آپ کے لباس پر نہیں بیٹھتی تھی۔

علامہ شہاب الدین الخفاجی فرماتے ہیں۔

لان ذاتہ صلی اللہ علیہ وسلم نور ولذاورد انہ لم یکن لہ ظل.

(نسیم الریاض ج 3 ص 481)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس نور ہے۔ اس لئے آپ کا سایہ نہ تھا۔

علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔

انه کان لاظل لشخصه فی شمس ولا قمر لانه کان نوراً ای بنفسه والنور لاظل له لعدم جرمه.

(شرح شفاء ملا علی قاری)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کا سایہ دھوپ اور چاندنی میں نہ تھا۔ اس واسطے کہ آپ ؐ بنفسہ نور تھے اور نور کا سایہ بوجہ کثافت نہ ہونے کے نہیں ہوتا۔

علامہ ابن سبع تحریر کرتے ہیں۔

کان صلی الله علیه وسلم نوراً فکان اذامشیٰ فی الشمس او القمر لایظهر له ظل. (مواهب اللدنیه)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے۔ اس واسطے جب آپ ؐ دھوپ یا چاندنی میں چلتے تھے تو آپ کا سایہ ظاہر نہیں ہوتا تھا۔

گوارا تھا خدا کو کب کہ ثانی ہو محمد کا
اسی باعث کیا پیدا نہ سایہ آپ ؐ کے قد کا

ایسا نہ کوئی ہے نہ کوئی ہو نہ ہوا ہو
سایہ بھی تو اک مثل ہے پھر کیوں نہ جدا ہو

نور محمدی کا خصوصی اعزاز، بے مثال نورانیت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں۔

تمام انبیاء علیہم السلام حق تعالیٰ کے اسماء ذاتیہ کے فیض کا پرتو ہیں۔ اولیاء اسماء صفاتیہ کا اور تمام مخلوق صفات فعلیہ کا۔

لیکن سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ذات حق کے (پرتو) سے بلاواسطہ تخلیق ہوئے ہیں۔ اور آپ ہی کی ذات میں حق تعالیٰ کی شان کا ظہور بالذات ہے۔ (مدارج النبوۃ)

☆ علامہ احمد بن محمد قسطلانی اس کی یوں وضاحت فرماتے ہیں۔

لما تعلقت ارادہ الحق تعالیٰ بایجاد خلقه وتقدیر رزقه ابرز الحقیقة المحمدیه من الانوار الصمدیة فی الحضرة الاحدیة ثم سلخ منها العوالم کلها علوها وسفلها علی صورة حکمة.

(مواہب ج 1 ص 5)

جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات اقدس اور شان اعلیٰ کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو اس نے اپنی ذات کے انوار صمدیت سے بلا واسطہ حقیقت محمدی کو ظاہر فرمایا اور پھر ان کے فیض سے تمام عالم پست و بالا کو پیدا فرمایا۔

علامہ قسطلانیؒ آگے چل کر تحریر کرتے ہیں۔

ان اللّٰه تعالیٰ لما خلق نور نبینا محمد صلی الله علیه وسلم امره ان ینظر الی انوار الانبیاء علیهم السلام فغشیهم من نور فانطقهم الله به فقالوا یاربنا من غشینا نوره فقال الله تعالیٰ هذا نور محمد بن عبدالله.

(المواہب ج 1 ص 8)

جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کا نور پیدا فرمایا اس کو یہ امر فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے انوار کی طرف دیکھے آپؐ کے نور نے ان (انبیاء علیہم السلام) کے نور کو ڈھانپ لیا جن کے سبب اللہ تعالیٰ سے انہوں نے یوں عرض کیا اے ہمارے رب یہ کون ہے جس کے نور نے ہم سب کو ڈھانپ لیا ہے؟ اللہ نے فرمایا کہ یہ محمد بن عبداللہ ﷺ کا نور ہے۔

☆ معراج شریف کے موقع پر حضرت جبرائیل علیہ السلام مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ اور مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔ سدرۃ المنتہیٰ پر حضرت جبریئل علیہ السلام رک گئے۔ آپؐ نے فرمایا۔

فقلت یاجبریل فی ھذا المقام یترک الخلیل خلیله۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں میں نے جبریئلؑ سے کہا کہ ایک خلیل اپنے خلیل کو ایسے مقام پر اکیلا چھوڑ دیتا ہے۔

(المواہب ج2 ص30)

تو نوری مخلوق جناب جبریئلؑ نے یوں عرض کیا۔

فقال ان تجاوزته احترقت بالنور۔

اگر میں اس مقام سے آگے بڑھتا ہوں تو نور (کی تجلیات) سے جل جاؤں۔

(المواہب اللدنیہ ج2 ص30)

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

ترجمہ: اگر اس مقام سے آگے ایک بال کے سر برابر بھی تجاوز کروں تو نورانی تجلیات کی تاب نہ لا کر جل جاؤں۔

نورانیت وبشریت

قرآن پاک کی آیت کریمہ قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین میں آپ ﷺ کی ذات اقدس کو نور اور دوسری آیت کریمہ انا ارسلنک شاھد و مبشرا و نذیر او داعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا ۔ میں آپ ﷺ کی ذات اقدس کو سراجا منیرا کہا گیا ہے۔ جبکہ قرآن پاک میں یوں ارشاد باری تعالیٰ بھی ہے۔

قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی۔ اے حبیب ﷺ فرما دیجئے کہ میں تم جیسا بشر ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ (الکھف آیت نمبر 110)

قل کہہ کر اپنی بات بھی لب سے تیرے سنی اللہ کو ہے اتنی تیری گفتگو پسند

عصر حاضر کی مایہ ، ناز شخصیت مفسر قرآن پیر کرم شاہ الازہریؒ اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں تحریر فرماتے ہیں۔

حضور نبی اکرم کی زبان سے یہ اعلان کرایا کہ میں بشر ہوں۔ خدا نہیں ، خدا وہی ہے جو وحدہ لاشریک ہے۔ جس کا میں بھی بندہ ہوں اور ساری کائنات بھی اس کی مخلوق اور اس کے سامنے سر افگندہ ہے۔ آیت کریمہ سے اس صداقت کو ثابت کیا کہ جب یہ مرقع حسن وکمال بایں ہمہ زیبائی ودلربائی خدا نہیں تو اور کون ہے جو خدائی کا دعویٰ کر سکے۔ جب زبان مصطفےٰ یہ اعلان کر رہی ہو لا الہ الا اللہ تو کائنات کی ہر چیز کو طوعا وکرہا کہنا پڑیگا اشھدان لا الہ الا اللہ بعض کم نظر لوگ اس آیت کریمہ سے شان حبیب کبریا کی تنقیص کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ اور دل بینا کو وہ عظمتیں جو نام پاک محمدؐ (تعریف کیا ہوا) ﷺ میں پنہاں ہیں پوری آب وتاب سے دکھائی دے رہی ہیں۔

دل بینا بھی کر خدا سے طلب آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

(تفسیر ضیاء القرآن ج 3، ص 7)

صاحب موصوف آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور صفت بشریت سے متصف ہیں اور حضور کی بشریت کا مطلقاً انکار غلط صرتا پا غلط ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ حضور کو بشر کہنا درست ہے یا نہیں۔ جملہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضور پرنور کی تعظیم وتکریم فرض عین ہے اور ادنی سی بے ادبی سے ایمان سلب ہو جاتا ہے اور اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے وتعزروہ وتوقروہ، اب دیکھنا یہ ہے کہ بشر کہنے میں تعظیم ہے یا تنقیص، ادب واحترام ہے یا سوء ادبی۔

پہلی صورت میں بشر کہنا جائز ہوگا اور دوسری میں ناجائز۔ مہر سپہر علم وعرفان حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے اس عقدہ کا جو حل پیش کیا ہے اس کے مطالعہ کے بعد کوئی اشتباہ نہیں رہتا۔ آپ کے ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ بشر مفہوماً اور مصداقاً متضمن بکمال ہے کیونکہ آدم علیہ السلام کو بشر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ما منعک ان لا تسجد لما خلقت بیدی۔ (اے ابلیس جس کو میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا اس کو سجدہ کرنے سے تجھے کس نے روکا) کیونکہ اس پیکر خاکی کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ لگنے کی عزت نصیب ہوئی۔ اس لیے اسے بشر کہا گیا ہے۔ اس خاک کے پتلے کی اس سے بڑھ کر عزت افزائی کیا ہو سکتی ہے۔ نیز یہی بشر ہے جو آپ کے الفاظ میں کمال انجلاء کیلئے مظہر بنایا گیا اور حالانکہ بوجہ نقص مظہریت کمال سے محروم ٹھہرے۔ یہ دونوں چیزیں اگر ذہن نشین ہوں تو بشر کہنا عین تعظیم وتکریم ہے (مگر چونکہ اس کمال تک ہر کس وناکس سوائے اہل تحقیق واہل عرفان رسائی نہیں رکھتا۔ لہذا اطلاق لفظ بشر میں خواص بلکہ اخص الخواص کا حکم عوام سے علیحدہ ہے۔ خواص کیلئے جائز اور عوام کیلئے بغیر زیادت لفظ دال بر تعظیم ناجائز ہے۔"

(فتاوی مہریہ ص 10 مطبوعہ 1962ء) (ضیاء القرآن جلد سوم ص 60-59)

☆ حضرت پیر مہر علی شاہؒ فرماتے ہیں۔

''صرف بشر کا اطلاق بغیر انضمام کلمات تعظیم نہ چاہئے۔''

(سید البشر، خیر البشر، افضل البشر) (فتاوی مہریہ ج 1 ص 12)

علامہ محمد اسماعیل حقیؒ قرآن کریم کی آیت کریمہ :قل انما انا بشر مثلکم کے تحت تحریر فرماتے ہیں کیا ہی موتی بکھیر دیئے ہیں۔قل یا محمد ما انا الا آدمی مثلکم فی الصورۃ ومساویکم فی بعض الصفات البشریۃ. (روح البیان ص 309 پارہ 16)

ترجمہ: اے محمد ﷺ فرمادیجئے کہ میں صورت میں تمہاری طرح آدمی ہوں اور بعض صفات بشریٰ میں تمہارے مساوی ہوں۔

پیر طریقت مفسر قرآن علامہ پیر کرم شاہؒ اس بارے میں کیا خوب تحریر فرماتے ہیں۔

1 غور طلب بات یہ ہے کہ یہ مماثلت کس چیز میں ہے۔ مراتب ودرجات وہبی ہوں یا کسبی، کمالات علمی ہوں یا عملی، عادات وخصائص روح پرنور بلکہ جسم عنصری تک میں کسی کو مماثلت تو کجا ادنیٰ مناسبت بھی نہیں پھر یہ مماثلت جس کا ذکر آیت کریمہ میں ہے کونسی ہے۔اور کہاں پائی جاتی ہے۔یقیناً صرف ایک بات میں مماثلت ہے وہ یہ کہ انہ لاالہ الاھو وہ بھی ایک خدائے وحدہ لاشریک کا بندہ ہے۔جس کے تم بندے ہو اس کا بھی وہ خالق ومالک ہے جو تمہارا خالق ومالک ہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن ج 3 ص 60)

کون ان کے برابر ہو کون ان کے مماثل ہو
ایسی تو کوئی ہستی آئے گی نہ آئی ہے
ہر ایک فضیلت کے ہیں مظہر کامل وہ
کیا ذات شہ والا خالق نے بنائی ہے

ناموس رسالت ﷺ اور ائمہ مجتہدین

☆ حضرت قاضی ابو محمد بن منصور کے سامنے ایک مسئلہ پیش ہوا کہ ایک آدمی جو دوسرے آدمی کا نقص نکال رہا تھا دوسرے شخص نے جواب میں کہا میں بشر ہوں اور جمیع بشر کو نقص لاحق ہو سکتا ہے۔ حتیٰ کہ نبی ﷺ کو بھی۔ ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟ تو انہیں عمر قید کا فتویٰ دیا۔

فافتاہ باطالۃ سجنہ۔
(نسیم الریاض ج 4 ص 218)

قاضی صاحب نے ایسے الفاظ کہنے والے کیلئے عمر بھر قید کرنے کا فتویٰ صادر فرمایا۔

☆ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی مجلس میں ایک دفعہ کدو کا ذکر ہوا کہ حضور ﷺ کدو کھانا پسند فرماتے تھے۔ مجلس میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں تو کدو پسند نہیں کرتا۔ یہ سن کر امام صاحب غضبناک ہو گئے اور فرمایا۔

وقال جدد الاسلام والا لاقتلنک۔
(شرح شفا الملا علی قاری ص 366)

(حضرت امام صاحب یہ سن کر فوراً اٹھے تلوار نیام سے نکالی) اور فرمایا ایمان کی تجدید کرو ورنہ میں ضرور تجھے قتل کروں گا۔

ثابت ہوا کہ ان حضرات کے نزدیک حضور ﷺ کی پسندیدہ غذا کیلئے ناپسندیدگی کا اظہار کرنا بھی کفر تھا۔

امام مالک کا فتویٰ

صاحب نسیم الریاض بیان کرتے ہیں۔

وقد افتی مالک فیمن قال ان تربۃ المدینہ ردیۃ یضرب ثلاثین درۃ وامر بحبسہ۔
(نسیم الریاض ج 3 ص 435)

حضرت امام مالکؒ نے ایسے شخص کے لئے جو مدینہ شریف کی زمین کو ردی (خراب) کہے فتویٰ دیا کہ اسے تیس درے مارے جائیں اور قید کیا جائے۔

صحابہ کرامؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہیں

صوم وصال: صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو بالاتفاق تمام امت سے افضل ہیں۔ حتیٰ کہ اولیاء کرامؒ سے بھی کوئی ان کا ثانی وہمسر نہیں۔ صحابہ کرامؓ آپ کی مثل نہیں۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ جیسی برگزیدہ ہستیوں کو صوم وصال یعنی بغیر افطار کے روزے پر روزہ رکھنے سے منع فرماتے ہوئے کیا ارشاد فرمایا: (ملاحظہ فرمائیں)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔

حضور ﷺ نے صوم وصال رکھنے سے ممانعت فرمائی تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا حضورؐ آپ خود تو صوم وصال رکھتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

انی لست کھیئتکم انی اطعم واسقی۔ میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے (اپنے رب کی طرف سے) کھلایا جاتا ہے اور پلایا جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

☆ ملا علی قاریؒ حدیث پاک لست کھیئتکم کی تشریح بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

انی لست کھیئتکم ای علیٰ صفتکم وماھیتکم (شرح شفا شریف)۔ میری اور آپ لوگوں کی صفت اور ماہیت ایک جیسی نہیں ہے۔

یعنی میرا حال تمہارے حال جیسا نہیں۔ اس سے صفات میں امتیاز اور عدم شرکت ظاہر ہوتی ہے کہ میری صفات میں سے کسی صفت میں تم میرے شریک نہیں۔ اس لیے کہ نفی کا مقتضیٰ استغراق ہے۔

اس ارشاد کا مطلب یہ ہوا کہ تم لوگ (صحابہ کرامؓ) میرے کسی وصف میں شریک نہیں۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے وصال سے منع فرمایا تب ایک شخص نے عرض کیا۔

یارسول اللہﷺ آپ تو وصال کر لیتے ہیں تو حضورﷺ نے فرمایا:

ایکم مثلی انی ابیت یطعمنی — میرے برابر کون ہے۔

ربی. ویسقینی الیٰ آخرہ. — مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا بھی ہے۔

(مسلم شریف)

پھر لوگ باز نہ رہے (صحابہ کرامؓ نے اس نہی کو براہ شفقت سمجھا) وصال سے تو آپﷺ نے ان کے ساتھ وصال کیا ایک روز پھر ایک روز (دوسرے روز) پھر ایک روز (تیسرے روز) پھر چاند نظر آ گیا تو آپﷺ نے فرمایا۔ اگر چاند نہ ہوتا تو میں زیادہ وصال کرتا اور یہ فرمانا آپﷺ کا بطور زجر و توبیخ کے تھا۔ جب وصال سے باز نہ رہے۔

(مسلم شریف)

☆ حضرت انسؓ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضورﷺ نے آخر رمضان میں وصال فرمایا تو لوگ بھی وصال کرنے لگے۔ تو آپﷺ نے فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا کہ وصال کرتے ہیں۔ تم میری مثل نہیں ہو۔ اللہ کی قسم اگر مہینہ زیادہ ہوتا (چاند نظر نہ آتا) تو میں ایسا وصال کرتا کہ زیادتی کرنیوالے (وصال کرنیوالے) اپنی زیادتی چھوڑ دیتے۔ (اپنے آپ ہار جاتے) (مسلم شریف)

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

حضرت عائشہؓ کی روایت میں ہے۔

حضورﷺ نے رحمت کی نظر سے لوگوں کو (صوم) وصال سے منع فرمایا۔ (مسلم شریف)

ورنہ صحابہ کرامؓ نہی کے بعد کبھی صوم وصال رکھنے کے مرتکب نہ ہوتے۔ حضورﷺ نے صحابہ کرامؓ سے ارشاد فرمایا:

ایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی . (مسلم شریف)

تم میں سے میری مثل کون ہے۔ حضورﷺ کا یہ ارشاد مماثلت ذات کی نفی کرتا ہے۔ یعنی میری ذات تمہاری ذات کے مثل نہیں۔ جس پر بعد کا ارشاد گرامی دلیل بھی ہے۔

انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی. میں اپنے رب کے حضور رات گذارتا ہوں۔ مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے۔

یہ ارشاد گرامی اس پر نص ہے کہ حضورﷺ صوم وصال کے اثنا میں دنیاوی غذا نوش جاں نہیں فرماتے تھے۔

حاصل کلام یہ ہوا کہ حضورﷺ اپنی ذات اور صفات میں شریک سے منزہ ہیں۔ جب صحابہ کرامؓ آپ کی ذات اور آپ کی صفات میں شریک نہیں تو غیر صحابہ کی شرکت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

☆ علامہ بوصیریؒ قصیدہ بردہ شریف میں کیا خوب فرماتے ہیں۔

منزہ عن شریک فی محاسنہ. فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم.

آپﷺ اپنی خوبیوں میں شریک سے منزہ ہیں۔ حضورﷺ کی ذات میں حسن کا جوہر غیر منقسم ہے۔

مفسر قرآن صاحب روح البیان علامہ اسماعیل حقیؒ کی تفسیر کا حوالہ تحریر کر چکا ہوں فرماتے ہیں۔

قل یا محمد ما انا الا آدمی مثلکم فی الصورة. (روح البیان پارہ 16 ص 309)

اے محمد ﷺ فرمادیجئے میں صورت میں تمہاری طرح آدمی ہوں۔

☆ ایک حدیث پاک میں ارشاد نبوی ہے۔

یا ابا بکر والذی بعثنی بالحق لم یعلمنی حقیقة غیر ربی. (مطالع المسرات ص 129)

اے ابوبکر قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اوصاف حمیدہ کی عظمت

آپ ﷺ کی حقیقت کی طرح آپ ﷺ کو عطا کردہ اوصاف حمیدہ کی حقیقت کو بھی خود اللہ تعالیٰ جل شانہ ہی بہتر جانتے ہیں۔ مخلوق میں سے کوئی بھی آج تک آپ ﷺ کی اوصاف حمیدہ کی حقیقت کو نہیں پاسکا اور نہ پاسکے گا۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ ادبنی ربی ادبا حسنا. اللہ تعالیٰ نے مجھے ادب سکھایا اور اس کا ادب سکھانا بہت خوب تھا۔

قارئین کرام! جس ذات اقدس کا مربی خود رب العالمین ہو تو پھر آپ ﷺ کی ذات اقدس کی حسن تربیت اور اس کو عطا کردہ اوصاف حمیدہ کی عظمتوں کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

اسی حسین تربیت اور عطا کردہ اوصاف حمیدہ کے مجموعہ کا نام خلق عظیم ہے۔ قرآن کریم میں جس کا ذکر جمیل یوں کیا گیا ہے۔

وانک لعلیٰ خلق عظیم. اور بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں۔

اس آیت کریمہ کا ہر کلمہ اپنے اندر معارف کی ایک دنیا لئے ہوئے ہے۔

مقصد یہ ہے کہ اوصاف حمیدہ کے تمام تر کمالات کے آپ ﷺ جامع ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے آپ ﷺ کے خلق عظیم کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت عائشہؓ

نے جواب دیا۔

کان خلقه القرآن. حضور علیہ کا خلق قرآن تھا۔ یعنی جن اوصاف حمیدہ اور مکارم اخلاق کو اپنانے کا حکم قرآن پاک نے دیا وہ سارے کے سارے درجہ کمال تک آپ ﷺ میں موجود تھے۔ آیت کریمہ میں آپ ﷺ کی اوصاف حمیدہ اور مکارم اخلاق کو عظیم کہا۔

بزرگان دین نے لکھا ہے کہ وما یكون عند الله عظيما. فكيف يعلمه سواه. بھلا ان اوصاف حمیدہ کی عظمت اور حقیقت کو کون پا سکتا ہے۔

جس کو خود اللہ تعالیٰ جل شانہ عظیم فرما رہے ہیں۔ اور خود اپنی تخلیق کے شاہکار کی توصیف فرما رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بزرگان دین نے آپ ﷺ کو عطا کردہ (حادث قدیم نہیں) اوصاف حمیدہ کی عظمتوں کو لامتناہی قرار دیا ہے۔ کان خلقه القرآن کی مزید وضاحت۔

☆ علامہ احمد بن محمد قسطلانی تحریر فرماتے ہیں۔

فكما ان معاني القرآن لاتتناهى فكذالك اوصافه الجميله الدالة على خلقه العظيم لاتتناهى اذفي كل حالة من احواله يتجددله مكارم الاخلاق. (المواہب ج1 ص288)

ترجمہ: جس طرح قرآن پاک کے معارف اور معانی غیر متناہی ہیں اسی طرح آپ ﷺ کے اوصاف جمیلہ جو آپ ﷺ کے خلق عظیم پر دال ہیں غیر متناہی ہیں۔ (آپ ﷺ کے احوال میں سے یہ بھی ہے) کہ ہر نئی حالت میں مکارم اخلاق کا تجدد ہوتا تھا۔ (سبحان اللہ)

☆ حضرت خالد بن ولیدؓ ایک مرتبہ کسی جنگی مہم پر نکلے راستے میں کسی دیہات میں

قیام کیا۔ دیہات کا سردار حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا۔

کہ ہمیں حضور ﷺ کی صفات عالیہ سے آگاہ فرمائیں۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا: میری کیا مجال کہ میں آپ ﷺ کی صفات عالیہ کا کما حقہ تذکرہ کر سکوں۔ سردار نے عرض کیا، کچھ اجمالی طور پر تذکرہ کر دیں۔

☆ حضرت خالدؓ نے فرمایا:

الرسول علی قدر المرسل۔ رسول ﷺ اپنے بھیجنے والے یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ کی شان کے مظہر ہیں۔

☆ امام ابراہیم بیجوریؒ فرماتے ہیں۔

ومن وصفه ﷺ فانما وصفه علی سبیل التمثیل والافلا یعلم احلحقیقة وصفه الاخالقه.

جس نے آپ ﷺ کے اوصاف بیان کئے ہیں بطور تمثیل ہی کئے ہیں ورنہ ان کی حقیقت سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔

☆ امام علی برہان الدین الحلبیؒ لکھتے ہیں۔

کانت صفاته ﷺ الظاهرة لاتدرک حقائقها.

آپ ﷺ کی صفات ظاہرہ کے حقائق کا بھی ادراک نہیں کیا جا سکتا۔

☆ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں۔

هذه التشبهات الواردة فی حقه علیه الصلوٰة والسلام انما هی علی سبیل التقریب ولتمثیل والا فذاته اعلی. (المواہب)

اسلاف نے نبی اکرم ﷺ کے اوصاف کا جو تذکرہ کیا ہے وہ بطور تمثیل ہے۔ ورنہ آپ ﷺ کی ذات اقدس کا مقام ان سے کہیں بالاتر ہے۔

☆ شیخ عبدالحقؒ محدث دہلوی آپ کی صفات کو از قبیل متشابہات قرار دیتے ہوئے

لکھتے ہیں۔

''مراد در تکلم در احوال وصفات ذات شریف وے وتحقیق آن بر جے تمام است کہ آن متشابہ ترین متشابہات است نزد من کہ تاویل آن ہیچ کس جز خداندانند وہر کسے ہر چہ گوید بقدر وانداز ہ فہم ودانش گوید واو ﷺ از فہم ودانش تمام عالم برتر است۔''

مجھے آپ ﷺ کے اوصاف ومحاسن پر گفتگو کرتے وقت ہمیشہ ہچکچاہٹ محسوس ہوتی ہے کیونکہ میرے نزدیک وہ ایسے اہم ترین متشابہات میں سے ہے کہ ان کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا جس نے بھی آپ کی تعریف کی ہے اس نے اپنے فہم کے مطابق کی اور آپ ﷺ کی ذات اقدس ہر صاحب فہم کے فہم سے بالاتر ہے۔

حقیقت حال یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ہر ایک صفت مخلوق کی صفات سے جداگانہ تھی۔ جسم اطہر کے اعضاء میں کسی کو برابری اور مماثلت تو کیا ادنیٰ سے ادنیٰ مناسبت بھی نہیں۔

(ملاحظہ فرمائیں)

عقل ☆ حضرت وہبؒ فرماتے ہیں میں نے اکہتر (۷۱) کتابوں میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے سارے لوگوں میں دنیا کی ابتداء سے لیکر آخر تک عقل کو تقسیم فرمایا۔ ساری انسانیت کا عقل حضور کو عطا کردہ عقل کے مقابلے میں ایسا ہے جیسے ریت کا ایک ذرہ روئے زمین کے ریت کے ٹیلوں کے مقابلے میں حضور ﷺ عقل کے لحاظ سے بھی تمام لوگوں سے زیادہ عقلمند تھے۔ (المواہب، شفاء شریف)

مطلب یہ ہے کہ اگر ساری روئے زمین کے ریت کے ٹیلوں کو عقل سمجھ لیا جائے۔ اس میں سے ایک ذرہ عقل تو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ساری انسانیت میں تقسیم فرمایا باقی سارا عقل اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمادیا۔ سبحان الله ما اکرمک.

دل ☆ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

تنام عیناى و لاینام قلبی. میری آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔ (بخاری شریف، نسیم الریاض)

☆ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سوئے ہوئے تھے۔ حضرت بلالؓ نے حاضر ہو کر نماز کے بارے میں عرض کیا۔ آپؑ اٹھے نماز ادا فرمائی اور وضو نہ کیا۔ (مسلم و شفاء)

☆ علامہ شہاب الدین الخفاجیؒ اس بارے میں یوں فرماتے ہیں۔

هذا دلیل علی ان ظاهره ﷺ بشری وباطنه ملکی ولذاقالوان نومه علیه السلام لاینقض وضوئه. (نسیم الریاض)

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور ﷺ کا ظاہر بشری تھا اور باطن ملکوتی اس لئے آپ کی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا۔

☆ علامہ شرف الدین بوصیریؒ فرماتے ہیں۔

لاتنکر الوحی من رؤیاه ان له. قلبا اذانامت العینان لم ینم. (قصیدہ بردہ)

ترجمہ: حضور ﷺ کی اس وحی کا انکار نہ کر جو خواب میں آپ ﷺ پر آئی ہو اس لئے کہ ان کا دل مبارک ایسا ہے کہ آنکھیں سو بھی جائیں تو وہ (دل) نہیں سوتا۔

قوت باصرہ ☆ حضور ﷺ نے اپنی امتیازی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: بے شک میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔

حضرت ابو سعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ تحقیق میں اپنے اس مقام سے حوض کوثر کو دیکھ

رہا ہوں۔ (مشکوۃ شریف)

☆ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ رات کے اندھیرے میں بھی ایسا ہی دیکھا کرتے تھے۔ جیسے دن کی روشنی میں دیکھتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا بیشک میں اپنے پیچھے سے بھی ایسا دیکھتا ہوں جیسے اپنے آگے سے دیکھتا ہوں۔ نگاہ رسول کی سب سے بڑی عظمت یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے سر مبارک کی آنکھوں سے رب کریم کو دیکھا۔

☆ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ایک بار سر کی آنکھ اور دوسری بار دل کی آنکھ سے۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جب موسیٰ علیہ السلام کیلئے (کوہ طور پر) تجلی فرمائی (تو تجلی ربی کو دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام کی یہ کیفیت اور حالت ہو گئی تھی) کہ موسیٰ علیہ السلام تیس میل کے فاصلے سے رات کی تاریکی میں چلتی ہوئی چیونٹی کو دیکھ لیتے تھے۔ (شرح شفا ملا علی قاری)

کوئی طور پہ جلوہ دیکھتا یا کوئی چوتھے سما تک جا پہنچا پر مثل تیرے سانے صل علیٰ کوئی عرش پہ جانا کیا جانے

موسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ کی تجلی کو دیکھا قوت باصرہ اتنی تیز ہو گئی کہ تیس میل فاصلے سے چلتی ہوئی چیونٹی کو دیکھ لیتے تھے۔ بھلا اس ہستی (حضور ﷺ) کی بصارت کا عالم کیا ہوگا جس نے رب تعالیٰ کی ذات پاک کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

کس کو دیکھا یہ موسیٰؑ سے پوچھے کوئی آنکھوں والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سر عرش تخت نشین ہوئے وہ نبی ہوئے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

قوت سامعہ ☆ حضور ﷺ نے اپنی امتیازی شان کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ بے شک میں دیکھتا ہوں جو تم

نہیں دیکھتے اور میں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ (مشکوۃ شریف)

حضورﷺ نے (ایک مرتبہ) حضرت بلالؓ سے فرمایا اے بلال کیا تو سنتا ہے جو میں سنتا ہوں۔ حضرت بلالؓ نے (قسم کھا کر) عرض کیا اللہ کی قسم یا رسولﷺ میں نہیں سنتا۔ حضورؐ نے فرمایا۔

کیا تو نہیں سنتا ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے۔

پسینہ مبارک ☆ حضورﷺ کا جسم اطہر پاکیزہ اور خوشبودار تھا۔ گلی سے گذرتے تو پوری گلی خوشبو سے مہک جاتی۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ جب مدینہ شریف کی کسی گلی سے گذرتے تو لوگ اس گلی سے خوشبو پا کر کہتے کہ اس گلی سے حضورﷺ کا گزر ہوا ہے۔

سانس لیتا ہوں تو آتی ہے مہک طیبہ کی
یہ ہوا کوچہ سرکار سے آئی ہو گی

جسم اطہر کا پسینہ مبارک بھی خوشبودار تھا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے کبھی کوئی کستوری اور کوئی عطر ایسا نہیں سونگھا جو نبی کریمﷺ کے پسینہ مبارک سے زیادہ خوشبودار ہو۔

(شمائل ترمذی)

فضلات شریفہ ☆ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں۔ بے شک آپﷺ کے فضلات شریفہ کے طاہر اور پاکیزہ ہونے پر کثرت سے دلائل ہیں اور آئمہ کرام نے اس کو آپﷺ کے خصائص سے شمار فرمایا ہے۔ (فتح الباری)

☆ علامہ بدرالدین عینیؒ نے اس پر تفصیل سے بات کی ہے۔ حضورﷺ کا خون مبارک اور پیشاب پینے والے صحابہ کرامؓ کے اسماء گرامی تحریر کئے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ

ہے۔

صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت نے حضورﷺ کا خون مبارک پیا، ان میں حضرت ابوطیبہؓ ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت علیؓ اور ایک قریشی لڑکا بھی ہیں۔

حضرت ام ایمنؓ اور برکتؓ نامی کنیز نے حضورﷺ کا بول مبارک پیا۔ ان میں سے ہر ایک کے بارے میں حضورﷺ نے فرمایا:

تم نے اپنے نفس کو دوزخ کی آگ سے بچالیا۔ (کذافی عمدۃ القاری)

جنگ احد کے موقع پر حضورﷺ کا ہونٹ مبارک زخمی ہو گیا۔ حضرت مالک بن سنانؓ نے ہونٹ مبارک سے خون چوسا اور پی گئے۔ حضورﷺ نے فرمایا: جو کسی بہشتی آدمی کو دیکھنا چاہے وہ اس شخص (مالک بن سنانؓ) کو دیکھ لے۔ (زرقانی)

ان واقعات اور حقائق کا مزید تفصیل سے بیان کرنے کا یہاں موقع نہیں یہ چند الفاظ اہل علم کی تنبیہ کیلئے کافی ہیں۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی ایسا بشر ہے جس کے اعضاء، بدن مثلاً عقل، دل، کان، آنکھ وغیرہ حضورﷺ جیسے ہوں۔ جس کے بدن کے فضلات طاہر اور پاکیزہ ہوں۔ جس کی نیند سے وضو نہ ٹوٹتا ہو۔ نیند کی حالت میں جس کا دل نہ سوتا ہو۔ یقیناً یقیناً اور یقیناً کوئی بھی ایسا بشر نہیں۔

نورانیت اور بشریت میں کوئی تضاد نہیں

قرآن پاک نے آپﷺ کی ان دونوں عظمتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ احادیث پاک میں بھی ان دونوں کا ذکر جمیل ہے۔ بزرگان دین کے اقوال بھی آپ کے سامنے ہیں۔ ان دلائل کی روشنی میں اس بات کی اچھی طرح سے وضاحت ہوگئی کہ آپﷺ نور بھی ہیں، بشر بھی ہیں۔ نور اور بشر میں کوئی تضاد نہیں۔ جس سے اجتماع ضدین لازم

آئے۔جیسا کہ آج سمجھا جاتا ہے۔(مزید وضاحت کیلئے)

☆ حضرت علامہ شہاب الدین الخفاجیؒ نے اس سلسلے میں کیا خوب فرمایا ہے۔

وقد نطق القرآن بانه النور المبین وکونه بشرا لا ینافیه کما توهم فان فهمت فهو نور علی نور فان النور هو بنفسه المظهر لغیره تفصیله فی مشکاة الانوار للغزالی۔

تحقیق قرآن پاک نے آپ کو نور فرمایا اور آپ کا بشر ہونا نور کے منافی نہیں جس طرح وہم کیا جاتا ہے۔اگر تو نے اس بات کو سمجھ لیا تو یہ نور علی نور ہے کیونکہ نور کہتے ہی اسے ہیں جو خود ظاہر ہو اور غیر کو ظاہر کرنے والا ہو۔

(نسیم الریاض ج 3 ص 282)

☆ قاضی عیاضؒ اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فجعلوا من جهة الاجسام والظواهر مع البشر ومن جهة الارواح والبواطن مع الملائكة. (الشفاء)

پس انبیاء علیہم السلام اجسام اور ظاہر کے لحاظ سے بشری صفات سے متصف کئے گئے اور روح وباطن کے لحاظ سے فرشتوں کے ساتھ۔

☆ علامہ شہاب الدین الخفاجی اسی ملکوتی طاقت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

والحاصل ان بواطنهم وقواهم ملكية ولذا ترى مشارق الارض ومغاربها وتسمع اطيط السماء وتشم رائحة جبرئيل عليه الصلوٰة والسلام اذا ارادنزول اليهم كماشم يعقوب عليه الصلوٰة والسلام رائحة يوسف.

(نسیم الریاض ج 3 ص 545)

حاصل کلام یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بواطن اور روحانی طاقتیں ملکوتی ہوتی ہیں اس لئے وہ زمین کے مشارق ومغارب کو دیکھتے ہیں اور آسمان کے (فرشتوں کے کثرت سے چلنے وعبادت کرنے کی وجہ سے) چرچراہٹ کی آوازیں سنتے ہیں اور جبریل علیہ السلام کے ارادہ نزول کے وقت (ان کی آمد پر) ان کی خوشبو سونگھ لیتے ہیں۔ جس طرح کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے (انی لاجد ریح یوسف فرما کر) یوسف علیہ السلام کی خوشبو کو سونگھ لیا تھا۔

وحی کا بیان

قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی.

قرآن پاک میں جہاں بشر مثلکم آیا ہے وہیں اس کے ساتھ آپ کا امتیازی وصف یوحی الیٰ کا ذکر بھی ہے۔ اس امتیازی وصف (وحی) نے ہماری اور آپ ﷺ کی بشریت میں نمایاں فرق قائم کر دیا ہے۔ اور ایک خط امتیاز کھینچ دیا ہے۔ وحی کا یہ امتیازی وصف کوئی معمولی وصف نہیں جسے نظر انداز کر دیا جائے۔ وحی کی عظمت اور اس کی رفعت کا بیان ضروری ہے۔

وحی اور اس کی عظمت

وحی کا مقام دوسرے مقامات کی طرح کسبی نہیں بلکہ وہبی ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ

فرماتے ہیں۔

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ (سورۃ الانعام آیت نمبر 125)

اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں جہاں وہ رکھتے ہیں اپنی رسالت کو۔

☆ علامہ شرف الدینؒ بوصیری کیا خوب فرماتے ہیں۔

تبارک اللہ ما وحی بمکتسب ولا نبی علیٰ غیب بمتھم۔

اللہ تعالیٰ برکت والا ہے۔ وحی اپنی کوشش سے حاصل ہونیوالی شئی نہیں اور نہ نبی پر غیب کی

خبروں میں کوئی اتہام لگایا جاسکتا ہے۔

وحی کا معنےٰ ☆ وحی کا معنےٰ پوشیدگی سے آگاہ کرنے کے ہیں۔ اصطلاح شرع میں اللہ

تعالیٰ جل شانہ کی اس کلام کو کہتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی ہو۔ انبیاء علیہم السلام

کے سوا کسی اور کی طرف وحی کا معنی صرف الہام ہوتا ہے۔

جیسے واوحی ربک الی النحل. اور وحی کی تیرے رب نے شہد کی مکھی کو

یعنی الہام کیا۔ علماء کرام نے وحی کی متعدد مراتب اور اس کے اقسام تحریر کئے ہیں۔ امام حلیمیؒ

نے وحی کی چھیالیس قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ علامہ سہیلی نے وحی کی سات قسمیں بیان کی

ہیں۔ عام شارحین کی رائے بھی یہی ہے۔

پہلی قسم ☆ وحی کی پہلی قسم رؤیائے صادقہ یا رؤیائے صالحہ

سچے خواب یا اچھے خواب ہیں۔ امام بخاریؒ اپنے اسناد کے ساتھ حضرت عائشہ

صدیقہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتداء اچھے خوابوں سے ہوئی۔

آپ ﷺ کوئی خواب نہ دیکھتے مگر وہ صبح کی روشنی کی طرح واضح ہو جاتا۔ الیٰ آخرہ۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں۔ رؤیا الانبیاء علیھم السلام وحی. انبیاء علیہم السلام کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔ حضور ﷺ کیلئے رؤیائے صالحہ کا سلسلہ چھ ماہ تک جاری رہا۔ وحی آنے کی ساری مدت 23 سال ہے۔ جس کی چھیالیس ششماہیاں ہوتی ہیں۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ رؤیائے صالحہ نبوت کے چھیالیسویں اجزاء سے ہے۔

رؤیائے صادقہ کی ابتداء

یہ بات مسلمہ ہے کہ قرآن پاک کے نزول کی ابتداء وحی کی ابتداء رمضان شریف میں ہوئی۔ (شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن)

رؤیائے صادقہ کا ابتدائی مہینہ معلوم کرنے کیلئے رمضان شریف سے پہلے چھ ماہ کی گنتی کی جائے تو یوں ہوگی۔

ربیع الاول، ربیع الثانی، جمادی الاول، جمادی الثانی، رجب، شعبان معلوم ہوا کہ رؤیائے صادقہ کی ابتداء ماہ ربیع الاول سے ہوئی تھی۔ اس طرح ربیع الاول شریف کو حضور ﷺ کی ذات سے چار خصوصیات وابستہ ہیں۔

(۱) ولادت باسعادت (۲) وصال (۳) ظہور نبوت (۴) تکمیل ہجرت۔ سبحان اللہ

وحی کی دوسری قسم ☆ القاء فی القلب۔ قلب شریف میں القاء کر دیا جانا۔

جیسا کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ ان روح القدس نفث فی روعی لن تموت نفس حتیٰ تستکمل رزقھا. الیٰ آخرہ.

روح القدس (جبرائیلؑ) نے میرے قلب میں القاء کیا کہ ہرگز کوئی نفس نہیں مریگا۔ یہاں تک کہ وہ اپنا رزق پورا کریگا۔ (الحدیث)

وحی کی تیسری قسم ☆ فرشتہ انسانی (مرد کی) صورت میں کلام ربانی پیش کرتا۔ جیسا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت دحیہ کلبیؓ (صحابی رسول) کی صورت میں حاضر ہوتے تھے۔ اور کبھی غیر معروف آدمی کی شکل میں بھی تشریف لائے۔

☆ جیسا کہ حدیث جبرئیل سے واضح ہے۔

عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال بينما نحن عندرسول ﷺ ذات يوم اذطلع علينا رجل شديد بياض الثياب شديد سواد الشعر لا يرى عليه اثر السفر و لا يعرفه منا احد حتىٰ جلس الى النبی ﷺ واسند ركبتيه الى ركبتيه ووضع كفيه على فخذيه وقال يا محمد اخبرني عن الاسلام قال الاسلام ان تشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله وتقيم الصلوٰة وتوتی الزكوٰة وتصوم رمضان وتحج البيت ان استطعت اليه سبيلاً قال صدقت فعجبنا له يسئاله ويصدقه.

حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اچانک ایک شخص ہمارے سامنے نمودار ہوئے جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال بہت زیادہ کالے تھے۔ ان پر سفر کے کوئی آثار ظاہر نہ تھے اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس (اس طرح) بیٹھ گئے کہ اپنے دونوں گھٹنے حضور ﷺ کے دونوں گھٹنوں سے لگا دیئے اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں زانوؤں پر رکھ لئے۔ اور عرض کیا اے محمد ﷺ مجھے بتائیں اسلام کیا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا، اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اور تو نماز پڑھے اور زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے۔ بیت اللہ شریف کا حج کرے جبکہ تو اس کی طرف راہ کی طاقت رکھے اس نے کہا کہ آپؐ نے سچ فرمایا ہم نے تعجب کیا کہ آپ ﷺ سے پوچھتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ الیٰ آخرہ (اسی طرح سے ایمان، احسان اور قیامت کے بارے میں سوال کیے اور چلے گئے)

صحابہ کرامؓ حیران ہو گئے

حضرت جبرائیلؑ کی انسانی شکل میں تشریف آوری نے صحابہ کرامؓ کو حیرانگی میں ڈال دیا۔

حیرانگی کی چند وجوہات

پہلی وجہ☆شدید بیاض الثیاب و شدید سواد الشعر۔ (الحدیث)

کپڑے بہت زیادہ سفید اور بال زیادہ سیاہ تھے۔

دوسری وجہ☆ لایریٰ علیہ اثر السفر۔ (الحدیث)

اس پر سفر کے کوئی آثار نہیں تھے۔

مسافر ہوتے تو کپڑوں پر میل ہوتی، بالوں پر گردوغبار ہوتی۔ ناواقف معلوم ہوتے۔

تیسری وجہ☆ ولا یعرفہ منا احد۔ (الحدیث)

ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہیں تھا۔

مدینہ شریف یا قرب جوار کے سکونتی ہوتے اس سے پہلے آنا جانا ہوتا تو کم ازکم ہم میں سے کوئی تو ان کو پہچانتا۔

چوتھی وجہ☆ حتیٰ جلس الیٰ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (الحدیث)

یہاں تک کہ وہ سیدھے نبی ﷺ کے پاس بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ صحابہ کرامؓ میں رل مل کر رہتے تھے۔ باہر سے آنے والا آدمی عموماً پوچھتا تھا۔ ایکم محمد ﷺ۔ تم میں سے محمد ﷺ کون ہیں۔ لیکن اس شخص کے واقف ہونے کا یہ عالم تھا کہ حضور ﷺ کے بارے میں کسی سے پوچھے بغیر سیدھے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔

پانچویں وجہ☆وقال یامحمد ﷺ اخبرنی عن الاسلام . (الحدیث)

سائل نے عرض کیا اے محمدؐ مجھے اسلام کی خبر دیجئے۔

حضورؐ کا نام نامی اسم گرامی لیکر اس شخص نے اپنے سوالات پوچھنے کا آغاز کیا۔تعجب ہوا کہ یہ شخص تو آپ ﷺ کی ذات اقدس سے اتنا واقف ہے کہ آپ ﷺ کے اسم گرامی کو بھی جانتا ہے۔

چھٹی وجہ☆قال صدقت فعجبنالہ یسئلہ ویصدقہ. (الحدیث)

سائل نے عرض کیا آپؐ نے سچ فرمایا ہم نے تعجب کیا کہ آپؐ سے پوچھتا بھی ہے۔اور تصدیق بھی کرتا ہے۔(کیونکہ تصدیق کرنا جاننے کی علامت ہے)۔

یہ بات اتنی تعجب خیز تھی کہ صرف روای حدیث کو ہی اس پر تعجب نہیں ہوا۔بلکہ تمام صحابہ کرامؓ اس پر متعجب ہوگئے۔جیسا کہ فعجبنالہ (پس ہم کو ان پر تعجب ہوا) کا صیغہ اس پر دال ہے۔حدیث پاک کے آخر میں ہے۔

ثم انطلق فلبثت ملیا ثم قال لی یاعمر اتدری من السائل قلت اللہ ورسولہ اعلم قال فانہ جبرئیل اتاکم یعلمکم دینکم. (مسلم شریف)

راوی فرماتے ہیں پھر وہ شخص چلا گیا۔میں دیر تک ٹھہرا پھر آپؐ نے مجھے فرمایا اے عمر جانتے ہو وہ سوالات پوچھنے والا کون تھا؟

میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ جاننے والے ہیں ۔حضور ﷺ نے فرمایا پس تحقیق وہ جبرائیل تھے۔تمہارے پاس تمہارا دین سکھلانے کیلئے آئے تھے۔

(مسلم شریف)

عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

دربار رسالت میں حاضری ☆ دربار رسالت میں حضرت جبرائیل کی انسانی شکل میں حاضری اور تشریف آوری عام طور پر حضرت دحیہ کلبیؓ کی شکل میں ہوا کرتی تھی۔ اس موقع پر غیر معروف آدمی کی شکل میں حاضر ہوئے۔ دیگر عظمتوں کی طرح یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور شرافت ہے کہ آپؐ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو پہچان لیا۔

قرآن پاک میں تین مختلف مقامات پر حضرت جبرائیل اور دیگر ملائکہ کی انسانی شکل میں تشریف آوری کا ذکر آیا ہے لیکن کسی مقام پر کوئی بھی ملائکہ کی پہچان نہ کر سکا۔

حضرت ابراہیمؑ ☆ حضرت ابراہیمؑ کے پاس فرشتے انسانی شکل میں آئے فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلام کیا۔ آپ نے جواب دیا ابراہیم علیہ السلام ملائکہ کو نہ پہچان سکے انہیں آدمی سمجھ کر مہمان نوازی کیلئے اٹھے۔ نہایت فربہ بچھڑا بھون کر سامنے رکھا دیکھا کر ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں آتے گھبرا گئے۔ قرآن پاک میں ہے۔

واوجس منهم خيفة . (سورہ ہود آیت نمبر 70) اور دل میں ان سے ڈرے۔

الحاصل ☆ حضرت ابراہیم ملائکہ کو انسانی شکل میں نہ پہچان سکے۔

حضرت لوطؑ ☆ کے پاس بھی ملائکہ انسانی شکل میں آئے۔ آپ بھی ملائکہ کو نہ پہچان سکے۔ قوم کی خوئے بد معلوم تھی سخت فکر مند اور تنگ دل ہوئے۔ آخر فرشتوں نے کہا یا لوط انا رسل ربک لن یصلوا الیک. (سورۃ ہود) اے لوط ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں (یہ لوگ ہمارا تو کیا بگاڑ سکتے ہیں) آپ تک بھی ہرگز نہیں پہنچ سکیں گے۔

الحاصل ☆ حضرت لوط علیہ السلام بھی ملائکہ کو انسانی شکلوں میں نہ پہچان سکے۔

حضرت مریمؑ ☆ ایک روز گوشہ تنہائی میں مصروف عبادت تھیں اچانک کیا دیکھتی ہیں کہ خوبرو نوجوان ان کے بالکل قریب کھڑا ہے۔ یہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو انسانی شکل میں ان کے پاس آئے تھے۔ قرآن کریم میں ہے:

فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشراً سویا. (سورۃ مریم آیت نمبر 17)

حضرت مریمؑ یہ خیال کر کے گھبرا گئیں کہ اس کی نیت اچھی نہیں فوراً پکار اٹھیں۔

قالت انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا. قال انما انا رسول ربک. (مریم آیت نمبر 18-19)

بولیں میں پناہ مانگتی ہوں رحمان کی اگر تو ڈر رکھنے والا ہے۔ (حضرت جبرائیلؑ) نے کہا میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں۔

الحاصل ☆ حضرت مریم علیہ السلام بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام کو انسانی شکل میں نہ پہچان سکیں۔

عظمت مصطفیٰ ☆ حضور کی شان اور عظمت ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو انسانی شکل میں پہچان لیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ھذا جبرائیل آتاکم یعلمکم دینکم. (مسلم شریف)

یہ جبرائیل علیہ السلام تھے تمہیں تمہارا دین سکھلانے کیلئے آئے تھے۔ سبحان اللہ ما اکرمک۔

وحی کی چوتھی قسم ☆ فرشتہ آپ ﷺ کے پاس اپنی اصلی صورت میں آتا۔ جس صورت میں وہ پیدا کیا گیا تھا۔ (اس کے چھ سو بازو تھے)

آپ ﷺ اس کو اصلی صورت میں دیکھتے تھے۔

یہ صورت دو دفعہ واقع ہوئی۔

پہلی صورت ☆ حضور ﷺ کو ابتداء بعثت میں حضرت جبرائیلؑ اپنی اصلی صورت میں ایک

کرسی پر بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ آسمان ایک کنارہ دوسرے کنارے تک ان کے وجود سے بھرا ہوا تھا۔ پورے افق کو گھیرے ہوئے تھے۔

دوسری صورت ☆ معراج شریف کی رات جب آپ ﷺ ساتویں آسمان کے اوپر سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام کو اپنی اصلی صورت میں دوسری بار دیکھا۔

حضرت حمزہ کی طلب ☆ حضرت عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں۔

حضرت حمزہؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا۔ مجھے جبرائیل علیہ السلام اپنی اصلی صورت میں دکھلائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تیری طاقت نہیں کہ تم جبرائیل علیہ السلام کو (اپنی اصلی صورت میں) دیکھ سکو۔ حضرت حمزہؓ نے عرض کیا مجھے ضرور دکھلائیں حضور ﷺ نے حضرت حمزہؓ سے فرمایا اچھا بیٹھیں (حرم شریف میں تھے) حضرت حمزہؓ (کعبہ شریف کے پاس) بیٹھ گئے۔ حضرت جبرائیلؑ نے کعبہ شریف میں ایک لکڑی تھی اس پر نزول فرمایا۔ حضور ﷺ نے حضرت حمزہؓ سے فرمایا سر اٹھاؤ اور دیکھو۔ حضرت حمزہؓ نے سر اٹھایا حضرت جبرائیلؑ کے پاؤں کو جو مثل سبز زبرجد تھے دیکھا اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ (نسیم الریاض ج3 ص250)

وحی کی پانچویں قسم ☆ وحی آپ ﷺ کے پاس گھنٹی کی آواز کی مثل آتی تھی۔ اس قسم کی وحی آپ ﷺ پر زیادہ سخت ہوتی تھی۔ سخت سردی کے دنوں میں پیشانی مبارک پر پسینہ مبارک بہنے لگتا تھا۔ اگر آپ اونٹنی پر سوار ہوتے تو اونٹنی بیٹھ جاتی تھی۔ (بوجہ ثقل)

ایک مرتبہ ایسی وحی ایسے حال میں آئی کہ آپ ﷺ کی ران مبارک حضرت زید بن ثابتؓ کی ران پر تھی۔ آپ ﷺ کی ران مبارک اتنی ثقیل ہوئی کہ قریب تھا کہ آپ ﷺ کی ران مبارک حضرت زیدؓ کی ران کو توڑ ڈالے۔ خود حضرت زید بن ثابتؓ سے مروی ہے فرماتے

ہیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میری ران ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگی۔

وحی کی چھٹی قسم ☆ اللہ تعالیٰ جل شانہ بلا واسطہ فرشتہ کلام فرمائے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر اور آپ ﷺ کو شب معراج میں پیش آیا۔

تفسیر مواہب الرحمن میں ہے۔ آنحضرت ﷺ کہ آپ سے شب معراج میں کلام فرمایا اور نہایت تقرب کے ساتھ کہ قاب قوسین اور ادنیٰ کا وقت تھا اور معراج شریف میں جبرائیلؑ کا واسطہ نہ تھا۔ حتیٰ کہ جبرائیلؑ وہاں تک جانے سے باز رہے تھے۔ اور یہاں سے ظاہر ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرنے میں اور محمد ﷺ سے کلام کرنے میں فرق عظیم ہے۔ (مواہب الرحمن پارہ 3 ص 3)

وحی کی ساتویں قسم ☆ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آپ ﷺ کی طرف ایسے حال میں وحی کی تھی کہ آپ ﷺ آسمانوں پر تھے وہ وحی فرض نماز وغیرہ کیلئے کی گئی تھی۔

صحابہ کرامؓ کے دلوں میں وحی کی عظمت

حضور اکرم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ منورہ میں داخل ہونے کا سماں عجیب تھا۔ اہل مدینہ کیلئے یہ دن عید اور خوشی کا دن تھا بچے اور غلام گلیوں میں آوازیں لگا کر آپ کی آمد کا اعلان کر رہے تھے بچیاں چھتوں پر چڑھ کر آپ کی زیارت کا شرف حاصل کر کے اس طرح اپنی عقیدت کا اظہار کر رہی تھیں۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا ما دعی للہ داع

مرد گلیوں اور راستوں میں کھڑے ہو کر آپ کا استقبال کر رہے تھے اور اس انتظار میں تھے کہ شاید حضور ﷺ ہمارے گھر تشریف لائیں اور ہمیں مہمان نوازی کا شرف

بخشیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز حضرت ابوایوب انصاریؓ کی قسمت میں لکھ رکھا تھا آپؐ اونٹنی پر سوار تھے اور یہ فرما رہے تھے۔

خلوا سبیلھا فانھا مامورۃ وقد ارخی زمامھا. (مواہب ج1 ص68)

میری سواری کا راستہ چھوڑ دو یہ اللہ کی طرف سے حکم یافتہ ہے آپؐ نے اونٹنی کی مہار ڈھیلی چھوڑ رکھی تھی۔

حتی برکت علی باب ابی ایوب انصاری. (مواہب ج1 ص68)

یہاں تک کہ اونٹنی ابوایوب انصاری کے دروازے پر بیٹھ گئی۔

یوں مہمان نوازی کا اعزاز حضرت ابوایوب انصاری کو نصیب ہوا۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ کا مکان دومنزلہ تھا۔ اپنا قیام اوپر والی منزل میں رکھا تھا (آنے جانیوالوں کی سہولت کیلئے) نچلی منزل حضور ﷺ کے حوالے کی۔ رات کے وقت جب دونوں میاں بیوی اوپر کی منزل میں آرام کیلئے تشریف لے گئے بالا خانے میں داخل ہوتے ہی ام ایوبؓ (زوجہ محترمہ) سے کہا ہم نے کیا کیا؟ ہم ایسی چھت پر ہیں جس کے نیچے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ آرام فرما ہیں۔ ہمارا حق تو نیچے کی منزل میں تھا اوپر کی منزل میں تو رسول ﷺ آرام فرما ہوتے۔ ساری رات اسی خیال میں دونوں نے جاگ کر گزار دی۔ صبح ہوئی تو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم دونوں نے ساری رات جاگ کر گزار دی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

قال صلی اللہ علیه وسلم لم یا ابا ایوب قلت کنت احق بالعلو منا تنزل علیک الملائکه وینزل علیک الوحی والذی بعثک بالحق لااعلو سقیفة انت تحتها ابدا. (مواہب ج 1 ص 68)

حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوایوب آپ نے رات کیوں جاگ کر گزار دی؟ میں نے عرض کیا اوپر کی منزل میں آپ رہنے کے زیادہ حقدار ہیں۔ آپ کے پاس ملائکہ تشریف لاتے ہیں۔ آپ پر وحی کا نزول ہوتا ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ میں اس بالاخانے میں کبھی نہیں رہوں گا۔ جس کی نچلی منزل میں آپ ہوں۔

حضور ﷺ اپنی حیات مبارکہ میں حضرت اسامہؓ کی والدہ حضرت ام ایمنؓ کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ آؤ حضرت ام ایمنؓ کی زیارت کیلئے جائیں کیونکہ حضور ﷺ ان کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے چنانچہ ہم دونوں ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگ گئیں۔ ہم نے پوچھا کیوں روتی ہو؟ کیا آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ اللہ جل شانہ کے ہاں جو کچھ اپنے رسول ﷺ کیلئے ہے وہ (بہتر ہے) بہتر ہے۔ فرمانے لگیں میں اس بات پر نہیں روتی مجھے اس بات کا علم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جو کچھ اپنے رسول ﷺ کیلئے ہے وہ بہتر ہے فرمایا۔

ولکن ابکی ان الوحی قد انقطع من السماء فهیجتهما علی البکاء فجعلا یبکیان معها رواه مسلم. (مشکوۃ ص 548)

میں اس بات پر روتی ہوں کہ آسمان سے وحی کا آنا بند ہو گیا ہے پس ام ایمن نے ان دونوں کو بھی رلا دیا۔ دونوں ام ایمن کے ساتھ رونے لگ گئے۔

حضور ﷺ کا جب عالم دنیا سے پردہ فرمانے کا وقت آیا اور حضرت جبرائیلؑ حاضر ہوئے۔ عرض کیا کہ ملک الموت دروازے پر کھڑے اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں۔ حالانکہ آپؐ سے پہلے انہوں نے کسی سے اجازت طلب نہیں کی اور نہ آئندہ آپؐ کے بعد کسی سے اجازت طلب کریں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جبرائیل اسے کہو اندر آنے کی اجازت ہے ملک الموت حاضر خدمت ہوئے اور آپؐ سے یوں عرض کیا۔

فقال السلام علیک یا محمد ان ربی امرنی ان اطیعک فیما امرتنی به ان اقبض نفسک قبضتها وان اترکها ترکتها فقال اقبض یا ملک الموت کما امرت۔

ملک الموت نے یوں سلام عرض کیا السلام علیک یا محمدؐ میرے رب نے مجھے یہ حکم فرمایا ہے کہ روح قبض کرنے کے سلسلے میں آپ کی اطاعت کروں اگر آپ چاہیں تو روح قبض کروں آپؐ نہ چاہیں تو نہ کروں۔ آپؐ نے فرمایا روح قبض کر جس طرح تجھے حکم دیا گیا ہے۔

حضور ﷺ نے جب ملک الموت کو روح قبض کرنے کی اجازت فرمائی۔ تو وحی لانے والے فرشتے حضرت جبرائیلؑ نے حضور ﷺ سے یوں عرض کیا۔

فقال جبرائیل السلام علیک یا رسول الله هذا آخر موطئی من الارض۔

(نسیم الریاض ص 284، ج 3)

پس جبرائیل علیہ السلام نے السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ کہہ کر عرض کیا۔ روئے زمین پر (وحی کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کے پاس آنے کا) یہ میرا آخری پھیرا ہے۔

قارئین کرام! وحی کا سلسلہ بند ہونے پر یہ حالت تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کی تھی۔ یہ حالت صحابہ کرام کی تھی۔ جن کے سامنے وحی کا نزول ہوتا تھا۔

ذرا اس ہستی کا حال بھی پڑھیں جس پر وحی کا نزول ہوتا تھا۔

فطرت وحی سے حزن

سورۃ اقرء کے نزول کے بعد کچھ عرصہ تک قرآن پاک کا نزول نہیں ہوا۔ یعنی وحی کی آمد کا سلسلہ بند رہا۔ اس مدت کو فترۃ الوحی کا زمانہ کہتے ہیں۔ فترۃ الوحی کے ایام میں آپ ﷺ کو بڑا قلق و اضطراب رہتا۔ حدیث مبارکہ میں ہے۔

وفتر الوحی فترۃ حتیٰ حزن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ وحی رک گئی ایک عرصہ تک سلسلہ وحی منقطع رہا جس سے نبی کریم ﷺ کو (بڑا) غم لاحق ہوا۔

آپ ﷺ شدت سے اس انتظار میں رہتے کہ وحی آنے کا سلسلہ پھر سے شروع ہو جائے۔ غار حراء میں پھر سے مجاورت فرمائی۔

غار حراء میں مجاورت

☆ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا میں نے ایک مہینہ حرا میں مجاورت کی جب میں اپنی مجاورت پوری کر کے نیچے اترا مجھے آواز دی گئی میں نے اپنی دائیں طرف دیکھا مجھے کچھ نظر نہ آیا اپنی بائیں جانب دیکھا کچھ نظر نہ آیا۔ پیچھے دیکھا کچھ نظر نہ آیا۔ میں نے اپنا سر اٹھایا میں نے ایک شے دیکھی الی آخرہ (متفق علیہ)

بخاری شریف میں ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

میں چلا جا رہا تھا کہ اچانک آسمان کی طرف سے ایک آواز سنی میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ تھا جو میرے پاس حراء میں آیا تھا۔ آسمان و زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔........ (وحی کا سلسلہ پھر دوبارہ شروع ہو گیا) اس کے بعد وحی میں گرمی اور تسلسل پیدا ہو گیا۔ (بخاری)

حضرت جبرائیل کا اشتیاق

حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل سے فرمایا۔ اس مرتبہ (وحی لانے میں) بہت دیر کردی ہمیں تمہارا بہت اشتیاق رہا۔ حضرت جبرائیل نے عرض کیا۔

کنت الیک اشد شوقا ولکنی عبد مامور ماننتزل الا بامر ربک.

حضور مجھے بھی آپ کی بارگاہ اقدس میں (وحی لیکر) حاضر ہونے کا بڑا اشتیاق تھا۔ مگر حکم کا بندہ ہوں آپ کے رب کا حکم ہوتا ہے تو حاضر ہوتا ہوں اپنے آپ حاضر نہیں ہو سکتا۔

حاضری کی تعداد☆ حضرت جبرائیل علیہ السلام انبیاء علیہم السلام کے پاس وحی لاتے رہے۔ علامہ زرقانی نے انبیاء علیہم السلام کے پاس وحی کے سلسلے میں ان کی حاضری کو اس تعداد میں بیان فرمایا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں بارہ مرتبہ، حضرت ادریسؑ کی خدمت میں چار مرتبہ، حضرت نوحؑ کی خدمت میں پچاس مرتبہ، حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں بیالیس مرتبہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں دس مرتبہ تین بار بچپنے میں سات بار بڑے ہونے کے بعد، حضرت یعقوبؑ کی خدمت میں چار بار، حضرت ایوبؑ کی خدمت میں تین بار۔ سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی خدمت میں چوبیس ہزار مرتبہ باریابی سے مشرف ہوئے۔

(زرقانی ص 234، ج 1)

پہلا باب: نورِ محمدی ﷺ کی خلقت کا بیان

اس باب کا آغاز آپ ﷺ کے اول الخلق ہونے سے کیا جاتا ہے۔ حضرت جابرؓ کی حدیث پاک اس باب کی روح رواں ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ فرماتے ہیں۔

قلت یارسول الله بابی انت وامی اخبرنی عن اول شئی خلق الله تعالی قبل الاشیاء قال یا جابر ان الله تعالی قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نوره فجعل ذالک النور یدور بالقدرة حیث شاء الله ولم یکن فی ذالک الوقت لوح ولا قلم ولا جنة ولا نار ولا ملک ولا سماء ولا ارض ولا شمس ولا قمر ولا جنی ولا انسی فلما اراد الله ان یخلق الخلق قسم ذالک النور اربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم ومن الثانی اللوح ومن الثالث العرش ثم قسم الجزء الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول حملة العرش ومن الثانی الکرسی ومن الثالث باقی الملئکة ثم قسم

کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا؟ حضور ﷺ نے فرمایا اے جابر! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا پھر وہ نور قدرتِ الٰہیہ سے جہاں اللہ نے چاہا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح، نہ قلم، نہ جنت، نہ دوزخ، نہ فرشتہ، نہ آسمان، نہ زمین، نہ سورج، نہ چاند، نہ جن، نہ انس (کچھ بھی) نہ تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نے نور کے چار حصے کئے پہلے حصہ سے قلم، دوسرے سے لوح محفوظ، تیسرے سے عرش پیدا کیا اور چوتھے حصے کے پھر چار حصے کر دیئے، پہلے حصہ سے حاملین عرش، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی سب فرشتے پیدا کئے اور چوتھے حصہ کے پھر چار حصے کر دیئے پہلے حصے سے (ساتوں) آسمان،

الرابع اجزاء فخلق من الاول السموت ومن الثاني الارضين ومن الثالث الجنة والنار ثم قسم الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول نور ابصارهم ومن الثاني نور قلوبهم وهي المعرفة بالله ومن الثالث نور انسهم وهو التوحيد لااله الا الله محمدرسول الله.

ثم قسم الرابع اربعة اجزاء فخلق الشمس من جزء وخلق القمر من جزء والكواكب من جزء واقام الجزء الرابع في مقام الرجاء اثنى عشر الف سنة ثم جعله اربعة اجزاء فخلق العقل من جزء العلم والحلم من جزء والعصمة والتوفيق من جزء واقام الرابع في مقام الحياء اثنى عشر الف سنة ثم نظر اليه فترشح النور عرقا فقطر منه مائة الف وعشرون الف

دوسرے سے (ساتوں) زمینیں، تیسرے سے جنت دوزخ پیدا کئے اور چوتھے حصے کے پھر چار حصے کر دیے، پہلے حصے سے (مومنوں کی) آنکھوں کا نور، دوسرے سے ان کے دل کا نور جس سے اللہ کی معرفت حاصل کرتے ہیں، تیسرے سے ان کے انس ومحبت کا نور، اور وہ توحید ہے۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پھر چوتھے حصے کے چار حصے کر دیے پہلے حصے سے سورج، دوسرے سے چاند اور تیسرے سے ستارے پیدا کئے۔ چوتھے حصے کے مقام رجاء میں بارہ ہزار سال تک مقیم رکھا۔ پھر اس کے چار حصے کر دیے۔ پہلے حصے سے عقل، دوسرے سے علم وحلم اور تیسرے سے عصمت وتوفیق پیدا فرمائی اور چوتھے حصے کو مقام حیا میں بارہ ہزار سال تک مقیم رکھا پھر اس کی طرف ایک ایسی نظر فرمائی کہ اس نور سے ایک لاکھ چوبیس ہزار (124000)۔

اربعةالاف قطرة فخلق الله من
كل قطرة نبياورسوله ثم تنفست
ارواح الانبياء فخلق الله من
انفاسهم نورارواح الاولياء
والسعداء والشهداء والمطيعين
من المومنين الى يوم القيامة
فالعرش والكرسى من نورى
والكروبيون والروحانيون من
الملائكتمن نورى والجنةو
مافيهامن النعيم من نورى
والشمس والقمروالكواكب من
نورى العقل والعلم والتوافيق من
نورى وارواح الانبياء والرسل
من نورى والرسل من نورى
والشهداء والسعداء والصالحين
من نتائج نورى ثم خلق الله اثنى
عشر حجابافاقام النور وهوا لجزء
لرابع فى كل حجاب الف سنة و
هى مقامات العبودية وهى
حجاب الكرامة والحلم والعلم
والوقار والسكينة والصبر.

قطرے جھڑے اللہ تعالیٰ نے ہر قطرے سے
نبی اور رسول پیدا فرمائے۔ پھر انبیاء کرام کی
ارواح نے سانس لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی
سانس سے قیامت تک ہونیوالے سعداء،
شہداء اور اطاعت کرنیوالے مومنوں کی
ارواح کے نور کو پیدا فرمایا تو حضور ﷺ نے
فرمایا عرش وکرسی میرے نور سے ہیں اور
ساتوں آسمانوں کے فرشتے میرے نور سے
جنت اور اس کی ساری نعمتیں میرے نور سے
ہیں سورج چاند اور ستارے میرے نور سے
ہیں عقل، علم اور توفیق میرے نور سے ہیں۔
ارواح انبیاء ورسل میرے نور سے
ہیں۔ شہداء سعداء اور صالحین میرے نوری
بچوں سے ہیں۔ پھر اللہ نے بارہ حجاب پیدا
فرمائے اور نور کے چوتھے حصے کو ہر حجاب میں
ایک ایک ہزار سال تک مقیم رکھا اور وہ
مقامات عبودیت ہیں اور وہ کرامت،
سعادت، زینت، رحمت، رافت، علم، حلم،
وقار، سکون، صبر، صدق اور یقین کے حجابات
ہیں۔

والصدق واليقين فعبد الله ذالک النور فی کل حجاب الف سنة فلما خرج ذالک النور من الحجب رکبه الله فی الارض فکان یضیئی منه بین المشرق و المغرب کالسراج فی اللیل المظلم ثم خلق الله آدم من الارض ورکب فیه النور فی جبهته ثم انتقل منه الی شیث ولده و کان ینتقل من طاهر الی طاهر ومن طیب الی طیب الی ان وصل الی صلب عبدالله بن عبدالمطلب ثم اخرجنی الی الدنیا فجعلنی سیدالمرسلین و خاتم النبین ورحمة للعالمین و قائد الغرا المحجلین هذا کان بدء نور نبیک یاجابر. (الدرر البھیة ص ۴)

پھر اس نور نے ہر حجاب میں ایک ہزار سال عبادت کی پھر جب وہ نور حجابات میں سے نکلا تو اللہ نے اس کو زمین پر رکھا۔ تو وہ مشرق اور مغرب کے درمیان اس طرح چمکتا تھا جس طرح اندھیری رات میں روشن چراغ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کیا اور اس نور کو ان کی پیشانی میں رکھا۔ پھر وہ نور ان سے منتقل ہو کر ان کے بیٹے شیث (علیہ السلام) میں آیا۔ اسی طرح وہ نور طاہر سے طاہر کی طرف اور طیب سے طیب کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کے صلب میں آیا (فرمایا) پھر اللہ نے مجھے دنیا کی طرف نکالا اور مجھے سیدالمرسلین، خاتم النبیین رحمتہ اللعالمین اور قائد الغر المحجلین بنایا یہ ہے تیرے نبی کے نور کی ابتداء اے جابر۔

☆ علامہ احمد بن محمد القسطلانی نے اور علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی نے اس حدیث پاک کو اختصار کیساتھ ذکر فرمایا ہے۔

حدیث پاک کی روشنی میں معلوم ہوا کہ کائنات کی ہر شئی اپنی خلقت میں نور محمدیؐ کی مرہون منت ہے۔ (سبحان اللہ)

کچھ بھی نہیں تھا ہرگز خیر الوریٰ سے پہلے
حق بھی نہیں تھا ظاہر شمس الضحیٰ سے پہلے

کون و مکاں سے پہلے حق نے انہیں بنایا
اس نے خدا کو مانا قالوا بلیٰ سے پہلے

صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب

اس حدیث پاک کے راوی حضرت جابرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابہؓ سے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت کا حصول یہ کوئی اتفاقی امر نہیں صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونا بہت ہی بڑا اعزاز ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اور صحابیت کیلئے خود ہی ان نفوس قدسیہ کا انتخاب فرمایا۔

حدیث پاک ☆ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اختار اصحابی علی جمیع العالمین سوی الانبیاء والمرسلین واختار لی منھم ابوبکر عمر عثمان وعلیا۔ (نسیم الریاض ص426 ج3)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے صحابہ کرام کا چناؤ فرمایا۔ اور ان کو انبیاء و رسل علیہم السلام کے سوا باقی تمام عالمین پر برگزیدہ فرمایا پھر صحابہ کرامؓ سے میرے لیے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمر، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو منتخب فرمایا۔ (سبحان اللہ ما اکرمک)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار صحابہ کرامؓ میں سے کسی صحابی کا نام نامی اسم گرامی سننے پڑھنے یا لکھنے کے موقع پر ہر مسلمان کا حق ہے کہ وہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کو خراج تحسین پیش کر کے اپنی عقیدت اور محبت کا اظہار کرے۔

☆ علامہ شہاب الدین الخفاجی اسی چیز کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

فاذا ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لایقال رحمہ اللہ بل صلی اللہ علیہ وسلم. بل لایقال لصحابۃ رحمہ اللہ بل رضی اللہ عنھم. (نسیم الریاض ص444 ج3)

پس جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جمیل ہو تو رحمہ اللہ نہ کہا جائے بلکہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جائے اسی طرح صحابہ کرامؓ کے ذکر جمیل کے وقت بھی رحمہ اللہ نہ کہا جائے بلکہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کہا جائے۔

یہ کلمات دعائیہ نہیں

علامہ خفاجی آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں۔

لیس دعاء لھم بل اخبار بان اللہ رضی عنھم واعدلھم جنت النعیم

(نسیم الریاض ج 3 ص 509)

رضی اللہ عنہم کے کلمات صحابہ کرامؓ کیلئے دعائیہ نہیں بلکہ اس بات کی خبر ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گئے اور ان کے لئے جنت کو تیار فرمایا۔

راوی حدیث ☆ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ حدیث پاک کے راوی ہیں سلسلہ تحریر کو مزید جاری رکھنے سے پہلے حضرت جابر کا مختصر سا تعارف تحریر کر کے صحابی رسول کو خراج تحسین پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ حضرت جابرؓ مشہور صحابہ میں سے ہیں۔ مدینہ شریف کے رہنے والے اور قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں کثیر تعداد میں احادیث مبارکہ کی روایت کرنے والے صحابہؓ سے ہیں۔ غزوہ بدر اور اس کے بعد پیش آنے والے تمام غزوات میں شریک ہوئے ہیں ایسے تمام غزوات کی تعداد اٹھارہ ہے۔ 74ھ میں مدینہ شریف میں وفات پائی۔ ان کی عمر 94 سال بتلائی جاتی ہے ایک قول کے مطابق صحابہ کرامؓ سے مدینہ منورہ میں وفات پانے والے سب سے آخری صحابی ہیں۔ یہ وہ نیک بخت صحابی رسول ہیں جنہیں غزوہ خندق کے موقع پر حضور ﷺ کی مہمانی کا خصوصی شرف حاصل ہوا تھا۔ پھر ان کی دولت کدہ پر حضور ﷺ کی تشریف آوری پھر وہاں پر معجزہ رسول ﷺ کا ظہور بھی ان کیلئے بہت بڑا شرف اور اعزاز تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی مہمانی خود حضرت جابرؓ کی زبانی

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ خندق کے دن ہم خندق کھودتے تھے اس میں ایک سخت پتھر آیا صحابہ نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ یہ پتھر بہت سخت ہے خندق میں جو نوٹتا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں اتروں گا اور آپؐ کھڑے ہوئے اور آپ کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا اور ہم نے تین روز تک کوئی چیز نہیں کھائی۔ آپؐ نے کدال لیا اس پتھر پر مارا تو وہ پھسلنے والی ریت کی طرح ہو گیا۔ میں اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے دریافت کیا کہ تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے کیونکہ میں نے رسول ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ پر سخت بھوک کا نشان ہے۔ اس عورت نے ایک تھیلی نکالی کہ اس میں ایک صاع جو تھے اور ایک بکری کا بچہ ہمارے پاس تھا۔ میں نے اس کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جو پیسے اور ہم نے اس گوشت کو ہانڈی میں ڈالا اور میں نے چپکے سے آنحضرتؐ سے عرض کی کہ ہم نے ایک چھوٹا سا بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو پیسے ہیں آپ تشریف لائیں اور کچھ لوگ سات لائیں۔ آپ نے آواز دی اے اہل خندق جابرؓ نے تمہاری مہمانی تیار کی ہے تم جلدی چلو اور آپؐ نے فرمایا۔ اے جابرؓ میرے آنے تک اپنی ہانڈی نہ اتارنا اور آٹا نہ پکانا آپؐ تشریف لائے اور میں آپؐ کے سامنے آٹا لے آیا جو گندھا ہوا تھا۔ آپؐ نے اس میں لعاب ڈالا اور برکت کی دعا کی پھر آپ نے فرمایا کہ روٹی پکانے والی کو بلاؤ جو تیرے ساتھ روٹیاں پکائے اور چمچے کے ساتھ گوشت نکال اور ہانڈی کو چولہے سے مت اتارنا خندق والے ہزار آدمی تھے۔ اللہ کی قسم سب نے پیٹ بھر کر کھایا اور پھر بھی باقی چھوڑ دیا اور وہ سب کھا کر چلے گئے اور ہماری ہانڈی ابھی جوش مارتی تھی اور آٹا بھی اسی طرح تھا۔ (متفق علیہ)

حقیقی اولیت

حضرت جابرؓ کی روایت کردہ حدیث پاک کے مطابق خلقت میں اولیت نورِ محمدی ﷺ کو حاصل ہے۔ حالانکہ ایک جگہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے۔

اول ماخلق اللہ القلم.	اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا۔
اول ماخلق اللہ العقل.	اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا فرمایا۔
اول ماخلق اللہ تعالیٰ الروح.	اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے روح کو پیدا فرمایا۔

ان روایات کی روشنی میں نوری محمدی ﷺ کے ساتھ قلم، عقل اور روح کو بھی شرف اولیت حاصل ہے۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ حضرت جابرؓ کی روایت کردہ حدیث پاک میں قلم، عقل، روح اور دیگر اشیاء کا نورِ محمدی ﷺ سے خلقت میں متاخر ہونا منصوص ہے۔

نوری محمدی ﷺ کا خلقت میں اول ہونا حقیقی ہے اور باقی اشیاء مثلاً قلم، عقل اور روح وغیرہ جن کی اولیت کا ذکر احادیث میں آیا ہے وہ اضافی ہے۔

اکثر برآں رفتہ اند کہ اول حقیقی نور پیغمبر ماست ﷺ و اولیت روح و عقل و قلم اضافیست یعنی اول از مخلوقات از ارواح روح محمد ﷺ اول از مجردات عقل بود و از اجسام قلم. (معارج النبوۃ ص196 رکن اول)	اکثر حضرات یہ فرماتے ہیں خلقت میں اولیت حقیقی ہمارے پیغمبر ﷺ کے نور مبارک کو ہے۔ روح قلم اور عقل کی اولیت اضافی ہے۔ یعنی مخلوقات ارواح میں اولیت روح محمدی ﷺ کو مجردات میں عقل کو اور اجسام میں قلم کو اولیت حاصل ہے۔

خلقت میں اول ہونے کی نوعیت

حدیث جابر کے الفاظ ہیں۔

قال یا جابر ان اللہ تعالی خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ.

بے شک اللہ تعالی نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور (کے فیض) سے پیدا فرمایا۔

جمال پاکش از نور جلال است　　وجود نور را سایہ محال است

☆

عالم ناسوت میں عالم لاہوت میں　　کوندتی ہے ہر طرف برق جمال مصطفیٰ

طوالت سے دامن بچاتے ہوئے صرف دو ہم معنی روایات پیش خدمت ہیں۔

☆ علامہ جلال الدین المعروف ابن جوزی رحمہ اللہ تعالی نقل فرماتے ہیں۔

اول ما خلق اللہ نوری ومن نوری خلق جمیع الکائنات.

(المیلاد النبوی صفحہ 22)

سب سے پہلے اللہ تعالی نے میرے نور کو پیدا فرمایا اور میرے نور سے ساری کائنات کو پیدا فرمایا۔

☆ علامہ امام المہدی الفاسی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔

قال صلی اللہ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ نوری ومن نوری خلق کل شیی.

(مطالع المسرات)

حضور ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالی نے میرے نور کو پیدا فرمایا اور میرے نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔

☆ حضرت علامہ محمود آلوسی فرماتے ہیں۔

ولذا کان نورہ صلی اللہ علیہ وسلم اول المخلوقات فمعنی الخبر اول ما خلق اللہ تعالی نور نبیک یا جابر۔

(روح المعانی پ20 ص96)

اس لئے حضور ﷺ کا نور اول المخلوقات ہے جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالی نے پیدا فرمائی وہ تیرے نبی کا نور ہے اے جابر۔

حضرت جابرؓ کی روایت کردہ اس حدیث پاک میں نورہ کی ضمیر کا مرجع اللہ ہے۔ لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کا نور اللہ جل شانہ کے ذاتی نور کا حصہ ہے کیونکہ مضاف اور مضاف الیہ میں مغایرت شرط ہے اور یہ اضافت تشریفی ہے۔ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔

فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ سجدین

(پارہ14 ع3)

پس جب میں (آدم کے جسم کو) ٹھیک کروں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کو سجدہ کرنا۔

☆ حضرت علامہ معین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں۔

پس حق سبحانہ وتعالی خواست تا موجودات را از کتم عدم بفضائے عالم شہود وجود آرد نور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم از پرتو نور احدیت خود بیرون آورد۔

(معارج النبوت ج1 ص188)

جب مشیت ایزدی اس بات پر آمادہ ہوئی کہ کائنات کو کتم عدم سے عالم وجود میں لائے تو اس نے اپنے نور کے پرتو سے نور محمدی ﷺ کو ظاہر فرمایا۔

پرتو اسم ذات احد پہ درود
نسخہ جامعیت پہ لاکھوں سلام

☆ حضرت علامہ قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وقد قال الاشعری انه تعالیٰ نور لیس کالانوار والروح النبوۃ القدسیة لمعة من نورہ۔
(نسیم الریاض ج 2 ص 396)

امام اشعری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نور ہے جو کسی نور کی مثل نہیں اور حضور ﷺ کی روح مقدسہ اسی نور کی چمک ہے۔

☆ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لما تعلقت ارادۃ الحق تعالیٰ بایجاد خلقه وتقدیر رزقه ابرز الحقیقة المحمدیة من الانوار الصمدیة فی حضرۃ الاحدیة۔
(مواہب اللدنیہ ج 1 ص 5)

جب اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کو پیدا کرنے اور ان کے رزق کو مقدر کرنے کا ارادہ فرمایا تو انوار صمدیت سے حضرت احدیت میں حقیقت محمدیہ کو ظاہر فرمایا۔

اہل معرفت کے نزدیک نور محمدی ﷺ حقیقت محمدیہ ہے

پیر کرم شاہ صاحب الازہری ضیاء القرآن میں رقمطراز ہیں۔

اہل معرفت کی اصطلاح میں اسی نور کو حقیقت محمدیہ کہا جاتا ہے۔ اور یہ حقیقت محمدیہ حقیقت الحقائق ہے۔ وبھذا الاعتبار سمی المصطفیٰ بنور الانوار وباب الارواح (زرقانی) یعنی اسی وجہ سے حضور ﷺ کو نور الانوار اور تمام ارواح کا باپ کہا جاتا ہے۔
یہ مسئلہ بڑا نازک ہے مجھ جیسے کم علم کو یہ زیبا نہیں کہ میں اس میں اپنی خیال آرائی کو دخل دوں

بہتر یہی ہے کہ ان نفوس قدسیہ کی تحقیقات ہدیہ قارئین کرنے پر اکتفا کروں جن کا علم وتقویٰ اہل شریعت واہل طریقت دونوں کے نزدیک مسلم ہے اور جن کا قول ساری امت کے نزدیک حجت ہے۔ اس لیے میں حضرت امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کا ایک اقتباس نقل کر رہا ہوں شاید جلوہ حسن محمدیؐ کی جھلک.. دیکھ کر چشم اشکبار مسکرا دے۔ کسی کے دل بیقرار کو قرار آ جائے۔ آپ لکھتے ہیں۔

''جاننا چاہئے کہ پیدائش محمدیؐ تمام افراد انسان کی پیدائش کی طرح نہیں بلکہ افراد عالم میں سے کسی فرد کی پیدائش کے ساتھ نسبت نہیں رکھتی۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ آپؐ نے فرمایا ہے ''خلقت من نور اللہ'' کشف صریح سے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیدائش اس امکان سے پیدا ہوئی ہے جو صفات اضافیہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور نہ کہ اس امکان سے جو تمام ممکنات عالم میں ثابت ہے۔ ممکنات عالم کے صحیفہ کا خواہ کتنا ہی باریک نظر سے مطالعہ کیا جائے لیکن آنحضرت ﷺ کا وجود مشہود نہیں ہوتا بلکہ ان کی خلقت وامکان کا منشاء عالم ممکنات میں ہے ہی نہیں کیونکہ اس عالم سے برتر ہے یہی وجہ ہے کہ ان کا سایہ نہ تھا۔ نیز عالم شہادت میں ہر ایک شخص کا سایہ اس کے وجود کی نسبت زیادہ لطیف ہوتا ہے اور جب جہاں میں ان سے لطیف کوئی نہیں تو پھر ان کا سایہ کیسے متصور ہو سکتا ہے۔''

(دفتر سوم ترجمہ مکتوب نمبر 100 ص 666 ضیاء القرآن ج 3 ص 59)

''نور محمدی ﷺ کی خلقت کیلئے وقت کا تعین ممکن نہیں''

نور محمدی ﷺ کی خلقت کیلئے وقت کا تعین ممکن نہیں۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے حضور ایک نور تھا۔ (زرقانی، مواہب، سیرۃ الحلبیہ)

ضروری وضاحت

حضرت علیؓ کی روایت کردہ مندرجہ بالا حدیث میں چودہ ہزار سالوں کا ذکر آیا ہے اب اگر کسی روایت میں اس سے زیادہ سالوں کا ذکر ہو (جیسا کہ اگلی روایتوں میں آ رہا ہے) تو ان میں تعارض نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اقل اکثر کی نفی نہیں کرتا۔

☆ علامہ شہاب الدین الخفاجی رحمۃ اللہ علیہ ایک اصول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

والاقل لاینفی الاکثر. اقل اکثر کی نفی نہیں کرتا۔

(نسیم الریاض ج 3 ص 489)

لہذا چودہ ہزار سالوں سے زیادہ مدت ہو سکتی ہے اور اس قسم کی روایتوں میں تعارض نہیں سمجھا جائیگا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں و زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوق کی تقدیریں لکھ دیں اور اس کا عرش پانی پر تھا اور جو کچھ اس نے ام الکتاب میں تحریر فرمایا من جملہ اس کے یہ لکھا کہ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ ہیں۔ (مواہب ص 6 بحوالہ مسلم شریف)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا جبرائیلؑ ذرا یہ تو بتاؤ تمہاری عمر کتنی ہے۔ حضرت جبرائیلؑ نے عرض کیا یارسول اللہ عمر کا تو مجھے صحیح علم نہیں لیکن ہاں اتنا یاد ہے کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارہ ہر ستر ہزار سال کے بعد ایک مرتبہ چمکتا تھا میں نے اپنی زندگی میں اس کو بہتر ہزار مرتبہ دیکھا حضور ﷺ نے فرمایا۔

وعزۃ ربی انا ذالک الکوکب. میرے رب کی عزت کی قسم، وہ ستارہ میں ہی تھا۔

(سیرۃ حلبیہ ج1 ص34 جواہر البحار ص 776) روح البیان ج3 ص543

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کیلئے دن، وقت، تاریخ اور سال کا تعین تو ہے (جیسا کہ تفصیلاً آئندہ صفحات پر اس کا بیان ہے) مشہور اور مختار قول کے مطابق آپ کی ولادت باسعادت بوقت صبح صادق بروز پیر بتاریخ 12 ربیع الاول عام الفیل مطابق 22 اپریل 571ء کو ہوئی۔ لیکن حضور ﷺ کی خلقت کیلئے وقت دن تاریخ اور سال کا تعین کرنا کسی کے بس کی بات نہیں۔ کوئی بھی اس وقت کا تعین نہیں کرسکتا کہ نور محمدی ﷺ کو عالم وجود میں کب سے منتقل فرمایا گیا۔

خلقت کے بعد نور محمدی ﷺ کی تسبیح و تحمید

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا عمر تم جانتے ہو میں کون ہوں پھر خود فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر شے سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

فسجد للہ فبقی فی سجودہ سبع مائۃ عام فاول کل شی سجد للہ نوری. پس اس (نور محمدی ﷺ) نے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حضور سجدہ کیا وہ سجدہ سات سو سال تک جاری رہا اور اللہ کی بارگاہ میں سب سے پہلے میرے نور نے سجدہ کیا۔

(جواہر البحار ج2 ص345)

☆ حدیث جابرؓ کے الفاظ ہیں۔

فعبد اللہ ذالک النور فی کل حجاب الف سنۃ پھر اس نور نے ہر حجاب میں ایک ایک ہزار سال عبادت فرمائی۔

جواہرالبحار کی روایت میں سات سو سال اور حضرت جابرؓ کی روایت میں بارہ حجابات کا ذکر ہے۔ ان میں سے ہر حجاب میں ایک ایک ہزار سال عبادت کرنے کا ذکر آیا ہے۔ ان میں کوئی تعارض نہیں جیسا کہ پہلے تحریر کیا جا چکا ہے کہ "والاقل لاینفی الاکثر" اقل اکثر کی نفی نہیں کرتا۔

☆ حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وھذا یوبدانه صلی الله علیه وسلم مرسل للملائکة کغیرھم.

(نسیم الریاض ج 2 ص 201)

یہ (ملائکہ کی آپ کیساتھ تسبیح) اس بات کی تائید ہے کہ آپ دوسری مخلوقات کی طرح ملائکہ کے بھی رسول ہیں۔

ارواح انبیاء کی فیض یابی

حضرت میسرہ والضبیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا۔

متی کنت نبیاقال وادم بین الروح والجسد.

(مواہب ج 1 ص 6)

آپ کب سے نبی تھے تو آپؐ نے فرمایا آدم روح اور جسد کے درمیان تھے (یعنی ابھی ان کے جسم مبارک میں روح بھی نہیں پھونکی گئی تھی)

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد پڑھا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے تو خیال آیا کہ اس وقت نور نبوی ﷺ کس حال میں تھا۔ میں نے اپنے آقا ﷺ کے حضور عرض کیا۔

"یا رسول اللہ ﷺ مجھ پر اپنے اس فرمان کا معنی واضح فرما دیجئے۔" میرا التجا کرنا تھا کہ اچانک حضور ﷺ کی روح طیبہ مجھ پر اس حال میں منکشف ہوئی جس حال میں وہ

تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے تھی اور تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی روحیں اس سے فیضاب ہو رہی تھیں۔ (تفہیمات الہیہ)

فیض الٰہی کا واسطہ

سید محمود آلوسی آیت کریمہ وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

وکونہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للجمیع باعتبار انہ علیہ الصلوۃ والسلام واسطۃ الفیض الالھی علی الممکنات علی حسب القوابل ولذا کان نورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اول المخلوقات و فی الخبر "اول ماخلق اللہ تعالیٰ نور نبیک یاجابر وجاء "اللہ تعالیٰ المعطی وانا القاسم وللصوفیۃ قدست اسرارھم فی ھذاالفصل کلام فوق ذالک. (روح المعانی)

یعنی حضور نبی کریم ﷺ کا تمام کائنات کیلئے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ عالم امکان کی ہر چیز کو حسب استعداد جو فیض الٰہی ملتا ہے وہ حضورؐ کے واسطہ سے ہی ملتا ہے اسی لیے حضور کا نور تمام مخلوقات سے پہلے پیدا فرمایا گیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اے جابر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا اور دوسری حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور میں (اس کی رحمت کے خزانوں کو) بانٹنے والا ہوں اور صوفیائے کرام قدست اسرارہم نے اس ضمن میں اسرار و معارف بیان کیے ہیں

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

خلقت آدم علیہ السلام اور نور محمدی ﷺ

الاابی من کان ملکا وسیدا. و آدم بین الماء والطین واقف. (ابن عربی)

میرے ماں باپ اس سردار اور فرمانروا پر قربان جو اس وقت تھا جب آدم کا خمیر پانی اور مٹی سے تیار ہو رہا تھا

دل مخلوق میں یوں راہ اندیشے نے جب پائی
تسلی کے لئے فوراً ندا جبرائیل کی آئی
کہ اے طاعت گذار و امر ربی کے پرستارو
بنام حضرت حق امن و راحت کے طلبگارو
نگاہ غور سے دیکھو ذرا آدم کی پیشانی
نظر آتی نہیں کیا ایک خاص الخاص تابانی
یہی جلوہ ہے تخلیق جہاں کی علت غائی
اسی کی روشنی ہے دیدہ ہستی کی بینائی
یہی جلوہ ہے پہلے جس کو سجدہ کر چکے ہو تم
اسی جلوے سے دامان بصیرت بھر چکے ہو تم

خلقت آدم علیہ السلام

☆ حدیث جابرؓ کے الفاظ ہیں۔

ثم خلق الله آدم من الارض وركب فيه النور في جبهته.

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو مٹی سے پیدا فرمایا اور اس نور کو ان کی پیشانی میں رکھا۔

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت کا ارادہ فرمایا تو ملائکہ کو زمین سے مٹی لانے کا حکم فرمایا۔ آخر میں حضرت عزرائیل علیہ السلام زمین پر تشریف لائے۔

☆ تفسیر قرطبی میں ہے۔

فاخذ من وجه الارض وخلط لم ياخذ من مكان واحد واخذ من تربة حمراء وبيضاء وسوداء.

(تفسیر قرطبی ج1 ص280)

حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کل روئے زمین سے مختلف رنگ کی سرخ سفید اور سیاہ خاک لی اور سب ملا کر حاضر کر دی۔

فخلقه الله بيده.

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے حضرت آدم علیہ السلام کا قالب بنایا اور ان کی جبین میں ایک گڑھا سا رکھ دیا۔

نور محمدی ﷺ کی جبین آدم علیہ السلام میں جلوہ فرمائی

☆ حدیث جابرؓ کے الفاظ ہیں۔

وركب فيه النور في جبهته.

اور اس نور کو (اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی) پیشانی میں رکھا۔

☆ علامہ معین واعظ کاشفی فرماتے ہیں۔

چوں تسویہ قالب ادم باتمام رسید و وقت دمیدن روح آمد اول خطاب بجبرائیل علیہ السلام رسید کہ اے جبرائیل آں درج گرانمایہ عالی مقدار کہ از خاک پاک کہ از نور پاک روضہ مقدسہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کہ ترتیب نمودہ بودے، وباب تسنیم وسلسبیل غوطہ دادہ وجائی صدف گوھر نور محمد ﷺ است وباساق عرش آویختہ است بیار و درمیان دوابروی آدم صفا کی گذاشتہ ایم در آنجاودیعت بہ کہ صفائے نور وے آدم علیہ السلام ازاں نور خواھد بود جبرائیل فرمان بجا آورد۔

(معارج النبوہ رکن اول صفحہ نمبر 218)

جب قالب آدم تکمیل کے مرحلے سے گزر گیا اور اس میں روح پھونکنے کا وقت آیا اس وقت سب سے پہلے حضرت جبرائیل کو خطاب ہوا کہ اس عالی مرتبت ذی عزت وذی وقار جوہر کو (جو باعث تخلیق کائنات خواجہ لولاک جناب احمد مجتبیٰ ﷺ کے روضہ پاک کی خاک اقدس سے بنایا اور اسکو آب تسنیم اور نہر سلسبیل میں دھویا گیا تھا) جو نور محمدی ﷺ کے گوہر کا صدف ہے جس کو عرش کے پائے میں لٹکایا گیا تھا لے کر آئیں اور جبین آدم میں جو گڑھا میں نے رکھا ہے اس سے اس گڑھے کو پر کریں اور یہ امانت جناب آدم علیہ السلام کی پیشانی کی تابندگی کا سبب ہوگی۔ حضرت جبرائیل نے حکم کی تعمیل کی۔

نگاہ غور سے دیکھو ذرا آدم کی پیشانی
نظر آتی نہیں کیا ایک خاص اقدس تابانی

جمال نور محمدی ﷺ کا اثر

علامہ معین واعظ کاشفی فرماتے ہیں کہ جب قالب آدم تیار ہو گیا تو اللہ جل شانہ نے روح سے فرمایا۔

ادخل فی هذا الجسد الذی خلقته.
(معارج النبوۃ رکن اول ج 1 ص 219)

اس جسم میں داخل ہو جس کو میں نے پیدا کیا ہے۔

اس پر روح نے معذرت کی۔

☆ علامہ معین کاشفی نے اس کا پس منظر یوں بیان کیا ہے۔

گویند سبب کراهت روح بجهت آن بود که وے لطیف بود نورانی وبدن آدم کثیف وظلماتی از در آمدن دران و اختلاط وهمنشینی باو ابا میکرد واماچوں شمع جمال محمد ﷺ را درلگن پیشانی آدم علیه السلام برافروختند شعاعی از نور قدس درآن حرم سرائے انس تاباں شد درزمان روح راعشق جمال محمد ﷺ گریبان گرفت بسرور ازطرف فوق بلذوق و شوق تمام بفرق آدم علیه السلام نزول فرمود. (معارج النبوۃ رکن اول ص 219)

روح کی معذرت کرنے کا بظاہر سبب یہ تھا کہ روح لطیف اور نورانی ہے جبکہ جسم آدم (ظاہرا) کثیف اور ظلماتی۔ اس لئے روح اختلاط و ہم نشینی سے انکار اور معذرت کر رہی تھی۔ لیکن جب شمع جمال مصطفائی ﷺ کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں منور کیا گیا اور اس کی نورانی شعاؤں سے جسم آدم منور ہوا فوراً عشق ومحبت کی آگ اس روح کے اندر روشن ہو گئی اور بلاتر دد حضرت آدم علیہ السلام کے سر مبارک کی جانب سے داخل ہو گئی۔

اظہار مقام محمدی ﷺ

صاحب نسیم الریاض، مواہب اللدینہ اور البدایہ والنھایہ حضرت عمرؓ سے روایت نقل کرتے ہیں۔

عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لما اقترف الخطیة قال یارب اسئلک بحق محمد لما غفرت لی فقال الله یا آدم وکیف عرفت محمدا ولم اخلقه قال لانک یارب خلقتنی بیدک ونفخت فی من روحک رفعت راسی فرایت علی قوائم العرش مکتوبا لااله الاالله محمدرسول الله فعلمت انک لم تضف الی اسمک الا احب الخلق الیک فقال الله تعالی صدقت یاآدم انه لا حب الخلق الی واذا سالتنی بحقه قد غفرت لک ولولا محمدما خلقتک۔

(البدایہ والنھایہ ج 1 ص 75)
(نسیم الریاض ج 2 ص 224)
(مواہب ج 1 ص 12)

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جب آدم علیہ السلام نے خطا کی تو کہا اے رب محمدؐ کے طفیل تو میری مغفرت کر دے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے پوچھا اے آدم تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا حالانکہ میں نے ان کو ابھی پیدا نہیں کیا انہوں نے عرض کیا اے رب میں نے محمد ﷺ کو یوں پہچانا کہ جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور اپنی روح مجھ میں پھونکی میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا قوائم عرش پر میں نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کی طرف اضافت نہیں کی ہے مگر اس ہستی کی جو تیرے نزدیک احب الخلق (سب مخلوق سے زیادہ محبوب) ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا محمدؐ میرے نزدیک ابتہ احب الخلق ہیں جس وقت تم نے بحق محمد مجھ سے سوال کیا ہے تحقیق میں نے تمہاری مغفرت کر دی محمد نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔

وہ نور لم یزل جو باعث تخلیق آدم ہے
خدا کے بعد جن کا اسم اعظم اسم اعظم ہے

ثنا خواں جس کا قرآن ہے ثنا ہے جس کی قرآن میں
اسی پر میرا ایمان ہے وہی ہے میرے ایمان میں

☆ حضرت علامہ معین واعظ کاشفی رحمتہ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔

چوں دیدہ پسندیہ اش بلوامع نور روح روشن گشت نخست نظرش بر لوح محفوظ وعرش افتاد برساق عرش مکتوب دید که لا اله الا الله محمد الرسول الله.
(معارج النبوۃ رکن اول ج 1 ص 219)

جب قالب آدم علیہ السلام میں روح پھونک دی گئی اوران کی آنکھیں روشن ہوگئیں تو ان کی سب سے پہلی نظر جو اٹھی تو لوح محفوظ اور عرش پر پڑی تو انہوں نے عرش پہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا۔

سبحان اللہ جسم مبارک کو لٹائے جانے کا انداز ہی کیا تھا کہ پہلی نظر عرش الٰہی پہ پڑی اور نگاہ اولین میں عرش الٰہی پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا۔

کنیت آدم علیہ السلام اور مقام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ جل شانہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی کنیت خود ہی ابومحمد فرمائی اور پھر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وعظمت کو ظاہر کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خود ہی الہام فرمایا کہ وہ اس بارے میں سوال کریں۔ سبحان اللہ ما اکرمک۔

☆ صاحب مواہب اللدینہ لکھتے ہیں۔

وفی مولد الشریف ظفر بیک یروی انہ لما خلق اللہ تعالی ادم الھمہ ان قال یارب لم کنیتنی ابامحمد قال اللہ تعالی یا ادم ارفع راسک فرفع راسہ فرای نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی سرادق العرش یارب ما ھذا النور قال ھذا نور نبی من ذریتک اسمہ فی السماء احمد و فی الارض محمد لولاہ ما خلقتک ولا خلقت سماء ولا ارضا۔

(مواہب اللدینہ ج 1 ص 9)

ابن ظفر بیک کے مولد شریف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کو الہام کیا انہوں نے پوچھا اے میرے رب تو نے میری کنیت ابو محمد کس لئے رکھی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم اپنا سر اوپر اٹھاؤ۔ انہوں نے سر اٹھایا تو محمد کا نور سرادق عرش میں دیکھا۔ آدم علیہ السلام نے پوچھا اے رب یہ کیا نور ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ اس نبی کا نور ہے جو تیری اولاد سے ہے اس کا نام آسمان پر احمد اور زمین پر محمد ہے اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا نہ آسمان کو پیدا کرتا نہ زمین کو۔

سجود ملائکہ نور محمدی ﷺ کی تعظیم

ملائکہ کا سجدہ تعظیم اصل میں نور محمدی ﷺ کو سجدہ تعظیم تھا۔ بطور تمہید یہاں تحریر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ یہ سجدہ کتنے ملائکہ نے کیا، کس دن کیا، اور کتنا طویل کیا۔

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

واذقلنا للملئکۃ اسجدوا لادم۔

(پارہ 1 ع 4)

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کیلئے سجدہ کرنے کا حکم فرمایا جاننا چاہیے کہ یہ سجدہ تعظیم کا تھا۔ عبادت کا نہیں تھا کیونکہ سجدہ عبادت کسی بھی شریعت میں غیر اللہ کو جائز نہیں تھا۔ ہاں البتہ تعظیم کا یہ سجدہ سابقہ انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں میں جائز تھا جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی تعظیم کیلئے آپ کے بھائیوں نے آپ کو سجدہ 1 کیا لیکن شریعت محمدی ﷺ میں تعظیم کا سجدہ بھی حرام قرار دیا گیا۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں شام آیا تو دیکھا کہ نصرانی اپنے بادشاہوں کو سجدہ کرتے ہیں تو میں نے (واپسی پر) آپؐ سے عرض کیا کہ آپؐ اس کے زیادہ حق دار ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا نہیں! اگر میں کسی شخص کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کے واسطے دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو (عظمت کی وجہ سے) سجدہ کرے۔

ملائکہ کی تعداد

☆ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وما یعلم جنود ربک الاھو۔ اور کوئی نہیں جانتا تیرے رب کے لشکروں کو مگر وہ خود۔

(پارہ 29 ع 15)

حضرت حکیم بن حزامؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے آپؐ نے پوچھا جو کچھ میں سن رہا ہوں تم بھی سن رہے ہو صحابہ نے عرض کیا ہم کچھ نہیں سن رہے فرمایا میں آسمان کی چرچراہٹ کی آواز سن رہا ہوں اور تم اسے اس پر ملامت نہیں کر سکتے کیونکہ آسمان پر ایک بالشت بھی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ سجدہ نہ کر رہا ہو یا قیام میں نہ ہو۔

---

1 وخروا لہ سجدا (یوسف) اور سب آپ کیلئے سجدہ میں گر پڑے۔

اسی طرح زمین کے بارے میں روایت ہے کہ حضرت کعبؓ روایت فرماتے ہیں۔

عن کعب رضی اللہ عنہ مامن موضع جرم ابرۃ فی الارض الاوملک موکل بھایرفع علم ذالک الی اللہ تعالیٰ. (مرقاہ ج1 ص310)

زمین پر سوئی رکھنے کی جگہ بھی ایسی نہیں ہے جہاں فرشتہ مقرر نہ ہو اور وہ فرشتہ اس مقام کا علم (باوجود جاننے کے) اللہ جل شانہ کو نہ پہنچاتا ہو۔

☆ علامہ شہاب الدین الخفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لایعلم عدتھم الا اللہ. (نسیم الریاض ج3 ص305)

ان (فرشتوں) کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اس سے ثابت ہوا کہ ملائکہ کی تعداد کا صحیح علم اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہے کہ ان کی تعداد کتنی ہے۔

طویل ترین سجدہ

☆ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ قال کان السجود یوم الجمعۃ من وقت الزوال الی العصر. (مواہب اللدنیہ ج1 ص10)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہ سجدہ جمعۃ المبارک کے دن زوال کے وقت سے لیکر عصر تک تھا۔

یہ اصول ذہن میں رہے کہ" والاقل لاینفی الاکثر "اقل اکثر کی نفی نہیں کرتا۔

☆ علامہ معین واعظ کاشفی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

چون ملائکہ بسجدہ آدم علیہ السلام اقدام نمودند در آں سجدہ مدت صد سال بماندند و بروایتی پنج صد سال. (معارج النبوۃ ج1 ص232)

جب ملائکہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیم بجالائے تو سو سال سجدے میں رہے اور ایک روایت کے مطابق پانچ سو سال۔

یہ سجدہ کتنے ملائکہ نے کیا

☆ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فسجد الملئکۃ کلھم اجمعون الا ابلیس ابی ان یکون مع السجدین. (پارہ14 ع3)

پس سارے کے سارے فرشتے سربسجود ہوگئے سوائے ابلیس کے اس نے انکار کردیا کہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہو۔

یہ سجدہ کسی فرشتے کا انفرادی سجدہ نہیں تھا کسی خاص آسمان والے فرشتوں کا سجدہ نہیں تھا بلکہ یہ سب کے سب ملائکہ کا سجدہ تھا صرف ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کردیا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قال یا ابلیس مالک الا تکون مع السجدین. قال لم اکن لاسجد لبشر خلقتہ من صلصال من حماء مسنون. (پارہ14 ع3)

ابلیس کیا وجہ ہے کہ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہیں دیا؟ کہنے لگا میں گوارا نہیں کرتا کہ سجدہ کروں اس بشر کو جسے تو نے پیدا کیا بجنے والی مٹی سے جو پہلے سیاہ بدبودار تھی۔

☆ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فاخرج منها فانك رجيم وان عليك اللعنة الى يوم الدين. (پارہ 14ع3)

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا نکل جا یہاں سے تو مردود ہے اور بلاشبہ تجھ پر لعنت ہے روز جزا تک۔

سجدہ کرنے میں شان اولیت

☆ امام جعفر صادق رحمتہ علیہ سے روایت ہے۔

عن جعفر صادق رحمه الله تعالىٰ انه قال اول من سجد لادم جبرئيل ثم ميكائيل ثم اسرافيل ثم عزرائيل ثم الملائكة المقربون. (المواہب ج1ص10)

حضرت امام جعفر صادقؒ روایت کرتے ہیں (کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم فرمایا تو) سب سے پہلے جبرئیل علیہ السلام نے سجدہ فرمایا پھر حضرت میکائیل، پھر حضرت اسرافیل، پھر حضرت عزرائیل اور مقربین ملائکہ نے سجدہ کیا۔

فائدہ:

اللہ تعالیٰ کا حکم پا کر تمام ملائکہ نے یہ سجدہ بیک وقت بلا تاخیر فرمایا تاہم قدرے تقدم سے یہ سجدہ کرنے کا اعزاز ان ملائکہ نے حاصل کیا۔

تمنا مختصر سی تھی مگر تمہید طولانی

اصل میں سجدہ کس کو تھا

☆ حضرت امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں۔

ان الملائکة امروا بالسجود لادم ان نور محمد ﷺ کان فی جبهته. (تفسیر کبیر ج 2 ص 318)

تحقیق ملائکہ جنہیں آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا وہ اس وجہ سے تھا کہ آدم علیہ السلام کی پیشانی میں محمدؐ کا نور تھا۔

☆ علامہ احمد بن محمد بن ابی بکر القسطلانی اسی تفسیر کا حوالہ دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

واما السجود الملائکة لادم فقال الفخر الرازی فی تفسیره ان الملائکة امروا بالسجود لادم لاجل ان نور محمد ﷺ کان فی جبهته. (مواہب ج 1 ص 380)

امام فخر الدین رازی آدم علیہ السلام کیلئے ملائکہ کے سجدہ تعظیم کے سلسلے میں اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں تحقیق ملائکہ جنہیں آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا وہ اس وجہ سے تھا کہ آدم علیہ السلام کی پیشانی میں محمدؐ کا نور تھا۔

ملائکہ نے کیا تھا اس سبب سے سجدہ آدم کو
کہ پیشانی سے ان کی نور تھا پیدا محمد کا

☆

محمد مصطفیٰ محبوب داور سرور عالم
وہ جس کے دم سے مسجود ملائک بن گیا آدم

نکاح آدمؑ اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جمیل

حضرت آدم علیہ السلام خلقت کے بعد نوع انسان میں فرد واحد تھے عالم تنہائی میں تھے۔ اپنی جنس میں کوئی آپ کا ساتھی نہ تھا اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضرت آدمؑ کے انس کیلئے حضرت حواء کو پیدا فرمایا۔

☆ علامہ قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ثم خلق الله تعالى حوا زوجته من ضلع من اضلاعه اليسرى وهو نائم.
(مواہب ج 1 ص 10)

پھر اللہ تعالیٰ نے ان (حضرت آدم) کی زوجہ کو ان کی بائیں پہلو کی پسلیوں میں سے ایک پسلی سے اس وقت پیدا فرمایا جس وقت وہ سو رہے تھے۔

☆ علامہ معین کاشفی رحمتہ اللہ علیہ نے یوں تحریر کیا ہے۔

روزنحست آدم راانیسی مے بایست کہ باوانس گیرد والیفے کہ خاطر باو الفت پذیرد دریں فکر بود کہ خواب بروے غلبہ کرد برسم قیلولہ بخواب رفت واقعہ آفرینش حواء روی نمود واز استخوان بالائی پھلوی چپ آدم علیہ السلام حواء راخلق کرد چنانچہ آدم راخبر نہ شد. (معارج النبوۃ رکن اول ج 2 ص 238)

حضرت آدم علیہ السلام کو ایک مونس اور غمخوار کی ضرورت محسوس ہوئی تا کہ اس کی رفاقت میں الفت پائیں آپ اسی فکر میں تھے کہ آپ پر نیند کا غلبہ ہوا رسم قیلولہ کے طور پر آپ نے آرام فرمایا اور حضرت حواء کی خلقت کا واقعہ اس طرح رونما ہوا کہ آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی کی اوپر والی ہڈی سے حضرت حواء علیہا السلام کی خلقت کی گئی۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اس کی خبر تک نہ ہوئی۔

چنانچہ آدم علیہ السلام بیدار ہوئے تو اپنی جنس سے ایک پاکیزہ حسین وجمیل عورت کو دیکھا آپ نے اس سے سوال فرمایا تم کون ہو؟ حضرت حواؑ نے جواب دیا میں تمہارے ہی بدن کا ایک جزو ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے تیرے انس کیلئے پیدا فرمایا ہے۔

بے مثال تقریب نکاح

حضرت حواؑ کی خلقت کے بعد نکاح کی تقریب سعید کا انعقاد کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کیلئے ایک خصوصی مسند لانے کا حکم دیا۔ حضرت حواء کو بھی خصوصی مسند (کرسی) پر بٹھایا گیا۔ تمام ملائکہ نے حکم الٰہی سے حاضری کا شرف حاصل کیا اور آدم علیہ السلام کو گھیرے میں لے لیا۔

☆ علامہ معین کاشفی علیہ الرحمہ نے اس تقریب کا یوں ذکر فرمایا ہے۔

آدم علیہ السلام را بالائے کرسی بنشاند وملائکہ جمع آمدند حق تعالیٰ فرمود اے آدم حواء راخطبہ کن یعنی خواستگاری نما آدم خطبہ کرد حق تعالیٰ اورا بآدم داد۔

تمام ملائکہ اکٹھے ہوئے اور آدم علیہ السلام کو کرسی پر بٹھایا گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! حواء کو نکاح کیلئے طلب کرو۔ آدم علیہ السلام نے طلب کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا علیہا السلام کو آدم علیہ السلام کی زوجیت میں دے دیا۔

(معارج النبوۃ رکن اول ص 240)

نکاح کی اس سب سے بڑی اور پہلی تقریب سعید کا خطبہ نکاح خود اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔

خطبہ نکاح اور مقام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار

عالم انسانیت میں ازدواجی سلسلے میں منسلک ہونے کا یہ پہلا نکاح تھا اور اس لحاظ سے بھی انفرادی حیثیت کا حامل تھا کہ اس میں نکاح کا خطبہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے خود ارشاد فرمایا خطبہ نکاح میں اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد وثناء کے بعد اپنے محبوب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بہت انوکھے نرالے اور بہت ہی بڑے اعزاز کا ذکر جمیل فرمایا اور وہ اعزاز آپ کیلئے ''حبیب اللہ'' ہونے کا ہے۔

☆ خطبہ نکاح نقل کرتے ہوئے علامہ معین کاشفی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

حق تعالیٰ خطبہ بخودی خود برخواند وخطبہ بقول اصح این بود خطبہ آدم علیہ السلام این است. (معارج النبوۃ رکن اول ص240)

باری تعالیٰ نے نکاح کا خطبہ خود ارشاد فرمایا صحیح روایتوں کے مطابق آدم علیہ السلام کے نکاح کے موقع پر پڑھا جانے والا خطبہ یہ ہے۔

خطبہ نکاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد ثنائی والکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری والخلق کلھم عبیدی وامائی ومحمد حبیبی ورسولی انی قد زوجت الاشیاء لیستدلوا بہ علی وحدانیتی اشھدوا ملائکتی وسکان سموتی وحملۃ عرشی انی قد زوجت امتی حواء ببدیع فطرتی وضیع قدرتی آدم علیہ السلام بصداق تسبیحی تھلیلی وتنزیھی وتقدیسی وھی شھادہ ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ یاادم ویاحواء اسکنا جنتی وکلامن ثمرتی ولاتقربا شجرتی والسلام علیکما ورحمتی۔ (معارج النبوۃ ص240 رکن اول باب دوم)

خطبہ نکاح کی عبارت میں ''محمد حبیبی ورسولی'' کی عبارت اللہ کے ہاں آپ ؐ کے مرتبہ ومقام کی نشاندہی کرتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد وثناء کے بعداور ایجاب وقبول سے پہلے تمام ملائکہ حاملین عرش حضرت آدم وحضرت حواء علیہا السلام کی موجودگی میں اس بات کا اعلان (کمایلیق بشانہ) فرمایا محمد میرے حبیب اور میرے رسول ہیں۔

اس وقت سے لیکر آج تک خطبہ نکاح پڑھا جاتا ہے۔خطبہ پڑھنا سنت ہے۔خطبہ نکاح ایجاب وقبول کرانے سے پہلے کھڑے ہوکر پڑھا جائے۔

حضرت حواء علیہا السلام کا حق مہر

حضرت آدم وحواء علیہما الصلوٰۃ والسلام کے نکاح میں حضور ﷺ پر درود پاک پڑھنا اس عقد کا حق مہر قرار دیا گیا۔

ملاحظہ فرمائیں۔

☆ امام قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وذکرابن الجوزی فی کتابہ صلوٰۃ الاحزان انہ لمارام القرب منھا طلبت منہ المھر فقال یارب، وماذا اعطیھافقال یاادم صل علی حبیبی محمدبن عبداللہ عشرین مرہ ففعل. (نشر الطیب ص14 مواہب ج1ص10)

علامہ ابن جوزی نے اپنی کتاب صلوٰۃ الاحزان میں نقل فرمایا ہے کہ آدم علیہ السلام نے جب حضرت حواء علیہا السلام سے قربت کرنا چاہی تو انہوں نے مہر طلب فرمایا۔آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے رب میں ان کو مہر میں کیا چیز دوں۔ارشاد ہوا اے آدم! میرے حبیب محمد بن عبداللہ ﷺ پر بیس مرتبہ درود بھیجو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے نکاح کی اس تقریب میں بھی اپنے حبیب کا ذکر خطبے میں فرمایا اور اس تقریب سعید کے بعد پھر مزید اپنے حبیب کی شان وعظمت کو یوں ظاہر فرمایا کہ حضرت حواء نے جناب آدم سے مہر طلب فرمایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مہر کی ادائیگی کیلئے ایسا انوکھا اور نرالہ حکم فرمایا جو اپنی مثل آپ ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنے حبیب کی ذات گرامی پر بیس مرتبہ درود پاک پڑھنے کا حکم فرمایا اور اپنے حبیب کا مزید تعارف محمد بن عبداللہ سے فرما کر اس بات کو یقینی طور پر واضح فرمایا کہ میرے حبیب محمد بن عبداللہ ہیں۔ چنانچہ آدم علیہ السلام نے بیس مرتبہ درود پاک پڑھا یوں حضرت حواء علیہا السلام کا مہر ادا ہوا۔

وسیلہ آدم علیہ السلام

حضرت آدم علیہ السلام کی شجر ممنوعہ سے پھل کھانے کی خطاء حضور ﷺ کے وسیلے سے معاف ہوئی۔

یاادم اسکن انت وزوجک الجنة وکلامنھا رغدا حیث شئتما ولاتقربا ھذه الشجر فتکونا من الظلمین۔ (پارہ 1 رکوع 4)

اے آدم! تم اور تمہاری بیوی اس جنت میں رہائش رکھو اور تم دونوں اس میں سے جو چاہو جہاں سے چاہو کھاؤ مگر اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ حد سے بڑھنے والوں میں (شامل) ہو جاؤ گے۔

حضرت آدم اور حضرت حواء علیہما السلام کو جنت سے تمام فواکہات (پھل) کھانے کی کھلی اجازت تھی ہاں البتہ شجرہ ممنوعہ (گندم) سے کھانا روک دیا گیا تھا۔ ان کے مقابلے میں شیطان سجدہ تعظیم نہ کرنے کی وجہ سے راندہ درگاہ ہو چکا تھا اور اسے عزت کے مقام سے ہٹا دیا گیا تھا۔ اس لئے شیطان کے دل میں حضرت آدم کی دشمنی جاگزیں ہوگئی اس نے سوچا اسی شجرہ ممنوعہ کے ذریعے اپنی آتش انتقام کو بجھایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ شیطان

ملعون نے اسی شجرہ ممنوعہ کو موضوع کلام بنایا اور فرش زمین سے عالم بالا کی طرف روانہ ہوا اور مختلف حیلوں سے آدم علیہ السلام کے پاس پہنچا اور اس طرح نوحہ کیا کہ اس کے نوحہ اور گریہ نے ان دونوں کو غمگین کر دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا کہ کیوں روتا ہے شیطان نے کہا کہ میں تم دونوں پر روتا ہوں کہ تم دونوں مر جاؤ گے اور جنت کی نعمتوں سے محروم ہو جاؤ گے۔ میں تمہیں ایک ایسا پھل کھانے کیلئے کہتا ہوں جس سے تمہیں ابدیت نصیب ہوگی۔ اور تمہیں اس درخت کا پھل کھانے سے اس لئے روکا گیا ہے کہ تمہیں ابدیت نصیب نہ ہو اور اپنی اس بات کو پکا اور سچا کرنے کیلئے ایک بار نہیں ستر بار قسمیں کھائیں۔

☆ تفسیر قرطبی میں حضرت قتادہؓ سے روایت ہے۔

قال قتادة حلف بالله حتى خدعهما.	حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ کے نام کی قسمیں کھا کر آخر کار ان دونوں کو دھوکہ میں ڈال دیا۔
(تفسیر قرطبی ج7 ص180)	

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے خیال فرمایا کہ شیطان لاکھ نافرمان اور میرا دشمن سہی لیکن اللہ تعالیٰ کا نام لے کے جھوٹی قسمیں نہیں کھا سکتا۔

☆ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے۔

فلما ذاقا الشجرة بدت لهما سوآتهما وطفقا يخصفان عليهما من ورق الجنة وناداهما ربهما الم انهكما عن تلكما الشجرة واقل لكما ان الشيطان لكما عدو مبين.	پھر جب دونوں نے درخت (کا پھل) چکھ لیا تو ان پر ان کی شرمگاہیں ظاہر ہوگئیں اور اپنے بدن پر جنت کے پتے چپٹانے لگ گئے انہیں ان کے رب نے ندا دی کیا میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہیں کیا تھا۔ اور کیا میں نے نہ کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔
(پارہ 8 ع 9)	

حضرت آدم علیہ السلام نے عاجزی اور لاچاری کے عالم میں اپنی خطا پر نادم ہوتے ہوئے عرض کیا۔

ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخسرین۔ (پارہ 8 ع 9)

اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اگر تو نے ہمیں معاف نہ فرمایا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

☆ اللہ جل شانہ نے فرمایا۔

قال اہبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین۔ (پارہ 8 ع 9)

فرمایا نیچے اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور تمہارے لئے زمین میں ٹھکانہ ہے اور نفع اٹھانا ہے ایک وقت تک۔

چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا حکم پا کر دونوں کو زمین پر اتار دیا۔

الطاف الٰہیہ سے یکبارگی محرومی اور اس کے ساتھ جنت سے نکلنے کا غم بھی کوئی معمولی غم نہ تھا۔ یہ غم اس درجہ غالب رہتا کہ زاروقطار روتے ہی رہتے۔ تین سو سال تک روتے رہے۔

مجاہد فرماتے ہیں کہ سو سال تک اس طرح روتے رہے کہ شرم کے مارے آسمان کی طرف سر نہیں اٹھاتے تھے آخر سالہا سال روتے گزر گئے دن رات کے آہ وفغاں سے صدیاں گزر گئیں لیکن مغفرت کی خوشخبری نہ ملی آخر ایک دن ایسے کلمات زبان سے نکلے کہ رب العالمین کو ترس آ گیا چشم عنایت مائل بہ کرم ہو گئی۔

فتلقى ادم من ربه كلمت فتاب علیه.

پھر آدمؑ نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ لئے پس اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول فرمالی۔ (پارہ 1ع 4)

اکثر مفسرین کی رائے کے مطابق یہ کلمات ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخسرین ہیں۔ اور یہ کلمات آپ کو جنت سے نکلنے سے پہلے ہی القاء کر دیے گئے تھے ان کلمات کو بھی ورد زبان رکھا۔ ہر وقت بارگاہ الٰہی میں حصول مغفرت کیلئے التجاء فرماتے رہے اور ایک دن یوں عرض گزار ہوئے۔

اگر نام محمدؐ رانیاوردے شفیع آدمؑ

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما اقترف آدم خطية قال يارب اسئلک بحق محمد لما غفرت لی فقال الله تعالى یادم وکیف عرفت محمدا ولم اخلقه قال لانک یارب لما خلقتنی بیدک ونفخت فی من روحک رفعت راسی فرایت علی قوائم العرش مکتوبا لااله الاالله محمد رسول الله فعلمت انک لم تضف الی اسمک الااحب الخلق الیک فقال الله تعالی صدق یاادم انه لاحب الخلق الی واذا سالتنی بحقه قدغفرت لک ولولا محمدما خلقتک.

(رواہ البیہقی، مواہب اللدنیہ ج 1 ص 12)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آدم نے خطیہ (خطاء) کی کہا اے رب محمدؐ کے طفیل تو میری مغفرت کر دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدمؑ تم نے محمد کو کیونکر پہچانا حالانکہ میں نے ابھی انہیں پیدا ہی نہیں کیا۔ آدم علیہ السلام نے کہا اے رب میں نے محمد کو یوں پہچانا جبکہ تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور تو نے اپنی روح مجھ میں پھونکی میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو قوائم عرش پر میں نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کی طرف اضافت نہیں کی مگر اس ذات کی جو تیرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدمؑ تم نے سچ کہا محمدؐ میرے نزدیک البتہ احب الخلق ہیں۔ جس وقت تو نے محمد کے وسیلے سے مجھ سے سوال کیا تحقیق میں نے تمہاری مغفرت کر دی اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔

رب کریم کو رحم آ گیا

حضرت جبرائیل علیہ السلام امر ربی پا کر نازل ہوئے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو حضورؐ کے وسیلہ سے معافی مانگنے کا طریقہ سکھلایا۔ رب العزت نے معافی فرمائی۔ ان دعائیہ کلمات کو علامہ سید مہر علیشاہ نور اللہ مرقدہ نے اپنی کتاب تحقیق الحق فی کلمۃ الحق میں فتوحات جلد رابع کے حوالے سے یوں نقل کیا ہے۔

قال له جبریل علیه السلام یا آدم تکلم بهؤلاء الکلمات فان الله تعالی غافر ذنبک وقابل توبتک قال فما هی قال قل اللهم انی اسألک بحق محمد وآل محمد سبحانک اللهم وبحمدک عملت سوء او ظلمت نفسی فاغفرلی فانه لا یغفر الذنوب الا انت فارحمنی وانت خیر الراحمین سبحانک اللهم وبحمدک لا اله الا انت عملت سوءً او ظلمت نفسی فتب علی انک انت التواب الرحیم سبحانک اللهم وبحمدک لا اله الا انت عملت سوءا وظلمت نفسی فاغفرلی وانت خیر الغافرین۔

(تحقیق الحق فی کلمۃ الحق ص 99)

دعائیہ کلمات کی عربی عبارت خط کشیدہ کر کے واضح کر دی گئی ہے۔

حضرت جبرائیل نے ارشاد فرمایا اے آدم ان کلمات کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو اللہ جل شانہ (ان کلمات کی برکت سے) آپ کی غلطی معاف فرمائیں گے۔ حضرت آدم نے پوچھا وہ کلمات کونسے ہیں۔ حضرت جبرائیل نے کہا اس طرح کہو۔ اے اللہ میں تجھ سے تیرے محبوب محمد اور اس کی آل کے صدقہ سے سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ تو اپنی تعریفوں کیساتھ پاک ہے۔ میں نے زیادتی کی میں نے نفس پر ظلم کیا ہے پس تو مجھے بخش دے۔ تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں پس تو مجھ پر رحم فرما تو خیر الراحمین ہے اے اللہ تو اپنی تعریفوں کیساتھ پاک ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں نے زیادتی کی ہے اور اپنے نفس پر ظلم کیا ہے میری توبہ قبول فرما تحقیق تو ہی ہے توبہ قبول کرنیوالا اور رحم کرنیوالا۔ اے اللہ تو اپنی تعریفوں کیساتھ پاک ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں نے زیادتی کی اور اپنے نفس پہ ظلم کیا میری توبہ قبول فرما تو میری بخشش فرما تو بہتر بخشش کرنیوالوں میں سے ہے۔

☆ منذر کی روایت میں یہ کلمات ہیں۔

اللھم انی اسئلک بجاہ محمد عبدک وکرامتہ علیک ان یغفرلی خطیئتی.

یا اللہ میں تجھ سے تیرے بندے محمدؐ کی جاہ و مرتبت کے طفیل اور اس کی کرامت کے صدقے میں جو ان کو تیرے دربار میں حاصل ہے مغفرت چاہتا ہوں۔

☆ علامہ احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔

یاادم لوتشفعت الینابمحمد فی اھل السموات والارض لشفعناک.

(مواہب اللدنیہ ج 1 ص 12)

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اے آدم اگر تم محمدؐ کے واسطے سے تمام آسمان والوں اور تمام زمین والوں کیلئے شفاعت کرتے تو ہم تمہاری شفاعت قبول کر لیتے۔

خطا بخشی خدائے پاک نے آدم کی اک دم میں
دعا کی آپ نے جب واسطہ دیکر محمد کا

اگر نام محمد را نیاوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

حضرت شیث علیہ السلام کی انفرادی ولادت

حضرت حوا علیہا السلام کے بطن سے ہر حمل میں ایک لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوتے تھے لیکن حضرت شیث علیہ السلام نور محمدی ﷺ کے منتقل ہونے کی وجہ سے اکیلے پیدا ہوئے۔

☆ علامہ قسطلانی فرماتے ہیں۔

ولما خلق الله تعالى حواء لتسكن الى ادم ويسكن اليها فحين صار لدليها فاضت بركاته عليها فولدت تلك الاعوام الحسناء اربعين ولدا في عشرين بطنا ووضعت شيئا وحده كرامة لمن اطلع الله تعالى بالنبوه سعده.

(مواہب اللدنیہ ج1 ص12)

جبکہ اللہ نے حضرت حواء علیہا السلام کو اس لئے پیدا کیا تھا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس قرار پکڑیں اور حضرت آدم علیہ السلام حضرت حواء علیہا السلام کے پاس آرام لیں۔ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حواء سے مقاربت کی حضرت آدم علیہ السلام کی برکات حضرت حواء علیہا السلام پر فائض ہوگئیں۔ حضرت حواء نے ان نیک سالوں میں بیس بطنوں میں (ہر بطن میں ایک بچہ ایک بچی) چالیس بچے جنے اور حضرت شیث علیہ السلام کو تنہا اس ذات کی بزرگی کی وجہ سے جنا جس کے سعد کو اللہ تعالی نے نبوت کی اطلاع دی (وہ سعد حضور ﷺ ہیں۔)

اسی مضمون کو معارج النبوۃ ص255 رکن اول میں علامہ معین کاشفی نے بھی ذکر فرمایا ہے۔

وہ نور احمدی جس سے شرف تھا روئے آدم کا
ہدایت کے لئے تاریکیوں میں پے بہ پے چمکا
جناب شیث کا روئے مبارک اس سے روشن تھا
یہی ادریس کی لوح جبیں پر جلوہ افگن تھا

انفرادیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ جل شانہ نے آپ کی عزت و کرامت کیلئے بطن آمنہ رضی اللہ عنہا کو بھی صرف اور صرف آپ کی ذات پاک کیلئے مخصوص فرمایا کہ آپ کا کوئی حقیقی بھائی نہیں تھا اور نہ ہی حقیقی بہن تھی۔

ثم انه علیه السلام لم یشرکه فی ولادته من ابویه اخ ولا اخت لانتهاء صفوتهما الیه وقصور نسبها علیه لیکون مختصابنسب جعله الله تعالی النبوه غایة ولتمام الشرف نهایة.

(مواہب اللدنیہ ج 1 ص 13)

اس امر کو جان لو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ماں باپ سے جو پیدا ہوئے آپ کی اس ولادت میں کوئی بھائی اور بہن شریک نہیں۔ یہ اس سبب سے ہے کہ آپ کے ماں باپ کا خالص ہونا آپ تک ہی رہے اور آپ کے ماں باپ کا نسب آپ تک ہی مخصوص رہے تا کہ آپ اس نسب کے ساتھ مختص ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی نبوت کے واسطے غایت اور شرف پورا کرنے کیلئے نہایت ٹھہرایا ہے۔

اقول باللہ التوفیق اے اہل ایمان ان روایات کی روشنی میں اس بات کی پوری طرح وضاحت ہوگئی کہ حضرت حوا علیہا السلام نے بیس بطنوں میں چالیس بچوں کو جنم دیا ہر بطن میں دو بچے یعنی ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے لیکن ان بیس بطنوں میں پیدا ہونے والے کسی بطن کے لڑکے کو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم منتقل نہیں فرمایا گیا۔

جب نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو جبین آدم علیہ السلام سے آگے منتقل کرنے کی باری آئی تو آخری حمل اور اکیسویں حمل میں تنہا پیدا ہونے والے فرزند ارجمند جناب شیث علیہ السلام

کو نور محمدی ﷺ تفویض کیا گیا۔ سابقہ ولادتوں کی طرح آپ کے ساتھ جڑواں بہن پیدا نہیں ہوئی یہ کوئی اتفاقی امر نہیں تھا بلکہ یہ صرف اور صرف نور محمدی ﷺ ان کو منتقل ہونے کی وجہ تھی جس کی وجہ سے اللہ رب العزت نے جناب شیث علیہ السلام کو اس اعزاز و اکرام سے سرفراز فرمایا کہ آپ اکیلے پیدا ہوئے آپ کے ساتھ جڑواں بہن نہیں تھی سبحان اللہ! اسی طرح حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے ولادت باسعادت کے موقع پر بھی آپ کا ماں و باپ کی طرف سے کوئی بہن اور بھائی شریک نہیں تھا۔

ایک عہد جو لیا جاتا رہا

اللہ تعالیٰ نے ہر نبیؑ سے اور پھر ہر نبی نے اپنی قوم سے ایک عہد لیا تھا اور عہد کونسا عہد تھا؟

☆ صاحب مواہب اللدنیہ فرماتے ہیں۔

وعن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ انہ قال لم یبعث اللہ تعالیٰ نبیا من آدم فمن بعدہ الا اخذ علیہ العہد فی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لئن بعث وھو حی لیؤمنن بہ ولینصرنہ ویاخذ العہد بذالک علی قومہ۔

(مواہب اللدنیہ ج 1 ص 8)

حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا مگر اس نبی سے حضور ﷺ کے بارے میں عہد لیا کہ اگر محمد ﷺ مبعوث کیے جاویں اور وہ نبی زندہ ہو تو اس کو چاہیے کہ آپ پر ایمان لائے اور وہ نبی آپ کی نصرت و مدد کرے اور وہ نبی ان کل امور کے ساتھ اپنی قوم سے بھی عہد لے۔

اقول باللہ التوفیق! اللہ جل شانہ نے اپنی مخلوق کی رشد وہدایت کے لئے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا۔ ہر نبی کو جب اس کی امت کی طرف مبعوث کرنے کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ حکم بھی فرمایا کہ وہ نبی اپنے عہد کی طرح اپنی امت سے بھی یہ عہد لے کر جب محمدؐ مبعوث ہوں اور تم لوگ اس وقت زندہ ہو تو ضرور ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا۔ حالانکہ ہر نبی کی امت اس حکم میں بطریق اولی ان کی تابع تھی کیونکہ جس نبی کو یہ حکم ہو کہ وہ محمدؐ پر ایمان لائے اس کی امت بطریق اولی اس حکم کی مامور ہوگی۔

اللہ جل شانہ کے اس حکم کے مطابق ہمیشہ انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کو نبی اکرم ﷺ کا ذکر سناتے رہے اور یوں اپنی مجالس کو حضور ﷺ کے ذکر سے زینت دیتے رہے اور امتیوں سے ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کا عہد بھی لیتے رہے۔ اس طرح حضور ﷺ کا تعارف صرف انبیاء علیہم السلام کی پاک اور برگزیدہ ہستیوں تک ہی محدود نہ رہا بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام نے حکم ربی سے اپنے امتیوں کو بھی آپ ﷺ کی ذات بابرکات سے متعارف کرایا۔ ان کے دل میں آپ ﷺ کی عظمت ایسے مرکوز ہوئی کہ وہ لوگ آپؐ کے ظہور سے پہلے کافروں پر آپؐ کے وسیلے سے فتح طلب کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا۔ (پارہ ۱، رکوع ۱۱)	حالانکہ اس سے قبل فتح مانگتے تھے کافروں پے۔

یعنی پہلے ان کی کیفیت یہ تھی کہ کافروں پر حضور ﷺ کے طفیل فتح کی دعا مانگتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہودی حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے حضور ﷺ کے طفیل اوس اور خزرج (قبیلے) پر فتح کی دعا مانگا کرتے تھے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی نصیحت

حضرت آدم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ اے میرے بیٹے تم میرے بعد میرے خلیفہ ہو پس خلافت کو تقویٰ اور محکم یقین کے ساتھ پکڑے رہو اور جب تم اللہ کا ذکر کرو تو اس کے ساتھ ہی محمد ﷺ کا ذکر کرو کیونکہ میں نے ان کا نام عرش کے ستونوں پر لکھا دیکھا ہے میں نے تمام آسمانوں پر نظر کی تو مجھے کوئی جگہ ایسی نظر نہیں آئی جہاں میں نے نام محمد ﷺ لکھا ہوا نہ دیکھا۔ میرے رب نے مجھ کو جنت میں ٹھہرایا۔

فلم ارفی الجنة قصرا و لا غرفة الا اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکتوبا علیہ.

میں نے جنت میں کوئی محل اور بالاخانہ (مکان) ایسا نہیں دیکھا جس پر محمد ﷺ کا نام نہ لکھا ہو۔

(مواہب اللدنیہ ج 1 ص 186)

نور محمدی ﷺ کیلیے پاکیزہ اصلاب وارحام کا انتخاب

حدیث جابرؓ کے الفاظ ہیں۔

☆ علامہ احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔

وکان ینتقل من طاھر الی طاھر ومن طیب الی طیب الی ان وصل الی صلب عبداللہ بن عبدالمطلب ثم اخرجنی الی الدنیا فجعلنی سید المرسلین وخاتم النبیین ورحمۃ للعالمین وقائد الغر المحجلین ھذا کان بدء نور نبیک یا جابر. (حدیث جابرؓ)

اسی طرح وہ نور طاہر سے طاہر کی طرف اور طیب سے طیب کی طرف منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ وہ حضرت عبداللہؓ کی صلب میں آیا۔ آپ فرماتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا کی طرف نکالا اور مجھے انبیاء کا سردار، خاتم النبیین اور قائد الغر المحجلین بنایا ہے یہ تیرے نبی کے نور کی ابتداء ہے اے جابر۔

مسلسل منتقل ہوتا رہا نیک بندوں میں
خدا کے مرسلوں پیغمبروں میں حق پسندوں میں

نوری محمدی ﷺ کی برکات

حضرت ابراہیمؑ پر آگ کا گلزار ہونا اور نوحؑ کی کشتی کا کنارے لگنا نور محمدی کی برکت سے تھا

☆ صاحب نسیم الریاض حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنهما عنه صلی اللہ علیه وسلم لما خلق اللہ ادم اهبطنی فی صلبه الی الارض وجعلنی فی صلب نوح فی السفینة وقذف بی فی النار یزل ینقلنی فی الاصلاب الکریمة الی الارحام الطاهرة حتی اخرجنی بین ابوی لم یلتقیا علی سفاح قط۔

(نسیم الریاض ج 2 ص 203-202)

حضرت ابن عباسؓ سے حضور علیہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا تو مجھے ان کی صلب میں رکھ کر زمین پر اتارا پھر مجھے نوحؑ کی صلب میں رکھا جب وہ سفینے پر سوار تھے پھر مجھے ابراہیمؑ کی پشت میں رکھا اس حال میں کہ وہ آگ میں ڈالے گئے پھر مجھے اصلاب کریمہ اور ارحام طاہرہ میں منتقل فرمایا حتیٰ کہ میرے والدین سے مجھے نکالا (پیدا فرمایا) اور میرے آباؤ اجداد میں کوئی بغیر نکاح کے نہیں ملے۔

☆ اس سلسلے میں علامہ خفاجی رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث پاک کی تشریح بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

(وجعلنی فی صلب نوح فی السفینة) فکان ذالک ببرکته صلی اللہ علیه وسلم وباسم اللہ مجرها ومرسها (وقذف بی فی النار فی صلب ابراهیم) فکانت بردا وسلما ببرکته صلی اللہ علیه وسلم۔

(نسیم الریاض ج 2 ص 203)

پھر مجھے نوحؑ کی صلب میں رکھا حالانکہ وہ کشتی میں سوار تھے۔ پھر وہ کشتی آپؐ کے نور کی برکت اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے کنارے لگی۔ پھر مجھے ابراہیمؑ کی پشت میں رکھا حالانکہ وہ آگ میں ڈالے گئے تو وہ آگ آپؐ کے نور کی برکت سے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوگئی۔

روح محمدی ﷺ

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے تمام اشیاء کی خلقت سے پہلے نور محمدی کی خلقت فرمائی نور محمدی ﷺ کو تمام اشیاء کی خلقت پر حقیقی اولیت حاصل ہے جس کا بیان گذشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔

ارواح کی خلقت پر بھی روح محمدی ﷺ کو اولیت حاصل ہے۔ لیکن یہ اولیت اضافی ہے۔

☆ علامہ معین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

اول از مخلوقات از ارواح روح محمدی ﷺ است۔

ارواح کی خلقت پر روح محمدی ﷺ کو اولیت حاصل ہے۔

(معارج النبوۃ ص 194)

☆ علامہ شہاب الدین الخفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ان اللہ خلق روحہ قبل سائر الارواح وخلع علیھا خلعۃ التشریف بالنبوۃ۔

اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح کی خلقت سے قبل روح محمدی ﷺ کی خلقت فرمائی اور اسے نبوت کے تاج سے سرفراز فرمایا۔

(نسیم الریاض ج 2 ص 200)

اس مقام پر اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ بعض حضرات نے نور محمدی ﷺ سے مراد روح محمدی ﷺ کو لیا ہے لیکن یہ بات قرین قیاس نہیں اس لئے کہ نور محمدی ﷺ کی خلقت کے بعد اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ میں مسلسل منتقل ہونا ہے۔ لیکن اگر نور محمدی ﷺ سے مراد روح محمدی ﷺ لیا جائے تو اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ میں منتقل ہونا قرین قیاس نہیں بلکہ بداہۃً محال ہے۔ کیونکہ اس طرح دو روحوں کا ایک جسم میں جمع

ہونا لازم آئے گا اور یہ محال ہے۔

قانون قدرت کے مطابق شکم مادر میں ابتدائی طور پر ہر انسان کا مادہ تخلیق منتقل ہوتا ہے۔ روح منتقل نہیں ہوتی۔ آپؐ کا مادہ تخلیق جسم مبارک کا جوہر [1] جو نور تھا۔ ہزار ہا سال سے اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ میں منتقل ہوتا چلا آ رہا تھا وہی صدف رحم آمنہ میں منتقل ہوا۔

نبوت ملنے میں اول

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جس طرح آپ کو خلقت میں اول ہونے کا اعزاز عطا فرمایا اسی طرح نبوت ملنے میں بھی اول ہونے سے سرفراز فرمایا۔

☆ حضرت میسرہ الفضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

عن میسرہ الضبی رضی الله عنه قال قلت رسول الله صلی الله علیه وسلم متی کنت نبیا قال وآدم بین الروح والجسد۔ (مواہب ج1 ص6)

حضرت میسرہ الفضیؓ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کب سے نبی ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا میں اس وقت نبی تھا کہ آدم علیہ السلام ابھی اپنے خمیر میں تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے جبکہ اس کا عرش پانی پر تھا خلق کی تقادیر لوح محفوظ پر لکھیں۔ من جملہ اس کے یہ لکھا کہ محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں۔

---

[1] ہمیشہ جوہر وے نور بود مدارج النبوۃ

ان احادیث پاک کی روشنی میں یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ آپؐ خلقت میں اول ہونے کی طرح نبوت ملنے میں بھی اول ہیں۔ بعض احباء نے ان احادیث سے آپ کا علم الٰہی میں نبی ہونا مراد لیا ہے کہ آپ کا نبی ہونا علم الٰہی میں تھا کہ آپ مستقبل میں نبی ہوں گے۔ اس معنی سے تو آپ کی کوئی خصوصیت نہیں ہوگی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا علم تو جمیع اشیاء کو محیط ہے کونسی شے تھی جو اس وقت علم الٰہی میں نہیں تھی۔ تمام انبیاء کی نبوتیں علم الٰہی میں تھیں آدم علیہ السلام کے روح وجسد کے درمیان ہونے کے وقت سے نہیں بلکہ اس سے پہلے سے تھیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی دیگر صفات کی طرح علم کی صفت بھی قدیم ہے۔ اس قدیم کا کسی وقت کے ساتھ معلق کرنا قدیم کو حادث بنانا ہے اور یہ محال ہے۔ ہاں آپ ﷺ کی صفت نبوت حادث ہے اور اس صفت سے موصوف ہونے کیلئے حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت سے پہلے کا وقت مقرر ہونا حادث کا حادث سے ربط ہے اور یہ جائز ہے۔

☆ علامہ احمد بن محمد بن ابی بکر القسطلانی رحمتہ اللہ علیہ نے اس امر کی کیا خوب وضاحت فرمائی ہے۔

کان نبیا و ادم بین الروح والجسد وغیرہ من الانبیاء لم یکن نبیا الا حال نبوته وزمان رسالته.	آپؐ اس وقت بھی نبی تھے جبکہ آدمؑ ابھی روح وجسد کے درمیان تھے بخلاف دوسرے انبیاء کے کہ ان پر احکام نبوت کا اجراء بعثت کے بعد ہوا۔
(مواہب ج 1 ص 379)	

☆ اسی طرح حضرت علامہ شہاب الدین الخفاجی نے حدیث ابو ہریرہؓ پر بحث کرتے ہوئے کیا خوب نکات بیان فرمائے ہیں۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قالوا یارسول الله متی وجبت لک النبوه قال ادم بين الروح والجسد.

(مواہب ج 1 ص 6، نسیم الریاض ج 2 ص 200، مشکوۃ شریف ص 513)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ آپؐ کیلئے نبوت کس وقت واجب ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا اس وقت سے جب آدم روح اور جسد کے درمیان تھے۔

☆ علامہ شہاب الدین تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

متی وجبت لک النبوۃ ای فی ای زمان ثبتت لک.

(نسیم الریاض ج 2 ص 200)

کہ آپ کیلئے نبوت کس زمانے میں ثابت ہوئی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سوال یہ تھا کہ آپ کیلئے نبوت کس زمانے میں ثابت ہوئی اور کس وقت ثابت ہوئی اس کے جواب میں آپؐ نے فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا۔ جب آدم ابھی روح اور جسد کے درمیان تھے۔

اس سوال سے علم الٰہی میں نبی ہونا کیسے مراد لیا جاسکتا ہے۔ اس قسم کا سوال تو کسی بھی سائل کے ذہن میں نہیں آسکتا۔ آخر وہ کونسی شے تھی جو علم الٰہی میں نہیں تھی۔

☆ علامہ شہاب الدین آگے چل کر کیا خوب فرماتے ہیں۔

وليس المعنى انه كان نبيافى علم الله كماقيل لانه لايختص به بل ان الله خلق روحه قبل سائر الارواح و خلع عليها خلعة التشريف بالنبوة اعلاماللملاء الاعلى و اذا كانت النبوة صفة لروحه علم انه صلى الله عليه وسلم بعدموته نبى ورسول ولا يضر انقطاع الاحكام والوحى وقد اكمل دينه وانكار ذالك جهل فاحفظه فانه نفيس جدا.

(نسیم الریاض ج2 ص200)

اس کا یہ معنی نہیں کہ آپ علم الٰہی میں زمانہ مستقبل میں ہونیوالے نبی تھے جیسا کہ کہا گیا ہے (یہ بات آپ کے شایان شان نہیں) اس طرح سے تو آپ کی کوئی خصوصیت نہیں ہوگی بلکہ حقیقت حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح مبارک کو سب ارواح سے پہلے پیدا فرما کر ملاء اعلیٰ کو بتانے (دکھلانے) کیلئے نبوت کے تاج سے سرفراز فرمایا اس طرح سے نبوت جب روح محمدی کی صفت ہے یہ بات بھی جانی گئی کہ آپ موت کے بعد بھی نبی و رسول ہیں اور اس وقت وحی اور احکام کے انقطاع سے کوئی فرق نہیں ہوگا کیونکہ آپ کا دین مکمل ہو چکا ہے اس کا انکار کرنا جہالت ہے اور اس کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے کیونکہ یہ نہایت ہی نفیس ہے۔

☆ علامہ انور شاہ کشمیری حضرت عبدالرحمٰن جامی کا قول نقل کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

انه عليه السلام كان نبيا قبل النشاة العنصرية.

(العرف الشذی ج2 ص202)

حضور ﷺ وجود عنصری پانے سے پہلے نبی تھے۔

☆ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تحریر فرماتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کنت نبیا و ادم بین الروح و الجسد یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ اس حدیث کو طبرانی نے ابن عباس سے اور ابو نعیم نے حلیہ میں اور ابن سعد نے ابوالجد عاء سے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالی کو جو علوم اور کمال نبوت حضور ﷺ کو عطا فرمانے تھے اور وہ تجلیات ذاتیہ جو انبیاء علیہم السلام سے مخصوص ہیں سب کی سب اسی وقت عطا فرما دی تھیں جبکہ آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے۔ (تفسیر مظہری ج 1 ص 88)

دوسرا باب: ولادت محمدی ﷺ

دعائے ابراہیم علیہ السلام (ابتدائی مراحل)

حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام جب دونوں باپ بیٹے نے بیت اللہ کی تعمیر فرمائی تو اپنے لئے اور اپنی اولاد کیلئے دعاؤں کے ساتھ حضور ﷺ کی بعثت کیلئے بھی دعا فرمائی۔ قرآن پاک کے اندر ان کی دعا کا ذکر جمیل یوں آیا ہے۔

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتک ویعلمھم الکتب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔

(پارہ 1 رکوع 15)

اے ہمارے رب بھیج ان میں سے ایک برگزیدہ رسول انہیں میں سے تا کہ پڑھ کر سنائے انہیں تیری آیتیں اور انہیں کتاب و دانائی کی باتیں سکھائے اور پاک صاف کر دے بے شک تو ہی بہت زبردست اور حکمت والا ہے۔

خلیل اللہ نے جس کے لئے حق سے دعائیں کیں
ذبیح اللہ نے وقت ذبح جس کی التجائیں کیں

حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے جس رسول ﷺ کی بعثت کے لئے دعا فرمائی وہ بالاتفاق حضور ﷺ ہیں۔

حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس وقت خاتم النبیین تھا جب آدم کا جسم خاک گوندھی ہوئی مٹی تھا اور میں تم کو ابتدائے حال سے آگاہ کروں کہ میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا ہوں اور اپنے برادر عیسیٰؑ کی بشارت ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (پارہ 28 ع 9) ''اور خوشخبری سناتا ہوں ایک رسول کی جو آئے گا میرے بعد اس کا نام احمدؐ ہے۔'' اور اپنی والدہ کا خواب ہوں جو انہوں نے دیکھا تھا اور پیغمبروں کی مائیں یوں ہی دیکھتی ہیں۔ (رواہ احمد)

حضرت ابوالعالیہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ و اسماعیل علیہما السلام نے یہ دعا کی تو حکم ہوا کہ تیری دعا قبول کی گئی وہ آخری زمانے میں ہوگا۔

(تفسیر مواہب الرحمٰن پارہ 10 ص 402)

خاندان کا انتخاب

حضور ﷺ کا تعلق خاندان بنی ہاشم سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لئے خاندان کا انتخاب خود فرمایا۔

حضرت عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ممبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا میں کون ہوں۔ پس صحابہ نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق (جن وانس) کو پیدا فرمایا تو مجھے اچھے گروہ (انسان) میں پیدا فرمایا پھر عرب وعجم) پیدا کیے۔ مجھے اچھے فرقے

(عرب) میں پیدا فرمایا پھر عرب میں کئی قبائل بنے اور مجھے قبیلے (قریش) میں پیدا فرمایا۔ پھر ان کو گھرانوں میں تقسیم فرمایا تو مجھے ان تمام گھرانوں میں سب سے بہتر گھرانے میں پیدا فرمایا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا میں تم سے قبیلے کے لحاظ سے بھی بہترین اور گھر کے لحاظ سے بھی بہترین ہوں۔ (مشکوۃ شریف ص 513)

☆ حضرت واثلہ بن الاسقعؓ جو اصحاب صفہ سے ہیں روایت فرماتے ہیں۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اصطفی من ولد ابراھیم اسمعیل واصطفی من ولد اسماعیل بنی کنانہ واصطفی من بن کنانہ قریشا واصطفی من قریش بنی ھاشم. واصطفانی من بنی ھاشم. (رواہ مسلم)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ جل شانہ نے اولاد ابراہیم میں سے اسماعیل کو چنا اولاد اسماعیل میں بنی کنانہ، بنی کنانہ سے قریش، قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے اللہ تعالیٰ نے مجھے چنا (میرا انتخاب فرمایا)

☆ حضرت انسؓ سے ایک طویل روایت نقل کی گئی ہے۔ جس میں آپ کا ارشاد گرامی ہے۔

انا اکرم ولد آدم علی ربی ولا فخر.

میں اپنے رب کے ہاں تمام اولاد آدم سے زیادہ معزز ہوں مگر فخر نہیں۔

(شرح شفا لملا علی قاری حاشیہ نسیم الریاض ج 3 ص 202)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی روایت میں یوں آیا ہے کہ میں دنیا و آخرت میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں مگر فخر نہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی گواہی

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور عرض کیا۔

قلبت مشارق الارض ومغاربھا فلم ارجلا افضل من محمد ولم ارہی اب افضل من بنی ھاشم.

(البدایہ والنہایہ ج2 ص240)

میں زمین کے مشارق ومغارب میں پھرا ہوں پس میں نے محمد ﷺ سے افضل کوئی مرد نہیں دیکھا اور خاندان بنی ہاشم سے کسی خاندان کو افضل نہیں پایا۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

آپؐ کے جدامجد حضرت عبدالمطلبؓ

آپ خاندان بنی ہاشم کے چشم وچراغ تھے صرف قریش کے ہی نہیں بلکہ پورے مکہ شریف کے سردار تھے۔نہایت حسین وجمیل اور بڑے ہی بارعب انسان تھے۔ابرہہ جیسا ظالم اور سفاک آدمی جو خانہ کعبہ کو گرانے آیا تھا۔اس کے لشکری آپ کے اونٹ ہانک کر لے گئے تھے۔ان کی واپسی کیلئے عبدالمطلب ابرہہ کے پاس گئے ابرہہ آپ کو دیکھ کر مبہوت رہ گیا۔آپ کی ہیبت سے فوراً تخت سے اترا اور آپ کے ساتھ بیٹھ گیا اور ادب سے کہنے لگا فرمایئے کیسے تشریف لانا ہوا۔آپ نے کہا کہ تیرے آدمی ناحق میرے اونٹ ہانک کر لے آئے ہیں۔اس نے فوراً حکم دیا کہ تمام اونٹ واپس کر دیئے جائیں۔آپ رخصت ہونے لگے تو اس نے کہا۔

یہ ظاہر ہے میں آیا ہوں یاں کعبہ گرانے کو
تمہارے جدا مجد کی عبادت گاہ ڈھانے کو
تعجب ہے کہ اک ناچیز شے کا ذکر کرتے ہو
نہیں کعبے کی فکر اونٹوں کی اپنے فکر کرتے ہو
تمہیں لازم تھا عزت کے مطابق گفتگو کرتے
خدا کا گھر بچانے کے لئے کچھ آرزو کرتے

ابرہہ نے کہا مجھ کو آپ سے ایسی ہیبت معلوم ہوئی کہ اگر آپ فرماتے کہ میں خانہ کعبہ نہ ڈھاؤں تو میں منظور کر لیتا۔ آپ نے نہایت استقلال سے فرمایا مجھے اس کی فکر نہیں۔

کرے گا فکر اپنے گھر کی جو اس گھر کا مالک ہے
کہ جو اس گھر کا مالک ہے وہی بحر و بر کا مالک ہے

چنانچہ ایسا ہی ہوا اللہ تعالیٰ نے ابابیل پرندوں کو بھیجا۔ ہر پرندے کے پاس تین کنکریاں تھیں۔ پرندوں نے لشکر پر کنکریوں کی بارش کر دی اور انہیں تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ اللہ جل شانہ نے حضرت عبدالمطلبؓ کو ایک بہت بڑے اعزاز سے نوازا تھا کہ آپ نور محمدی ﷺ کے امین تھے۔ نور محمدی ﷺ آپ کی جبیں پہ چمکتا رہتا تھا قریش جب بھی قحط میں مبتلا ہوتے تو عبدالمطلبؓ کا ہاتھ پکڑ کر ثبیر کے پہاڑ پر لے جاتے اور اللہ کی بارگاہ میں آپ کا وسیلہ بنا کر دعا کرتے۔

☆ مواہب اللدنیہ کے مطابق۔

فکان یغیثهم ویسقیهم ببرکة نور محمد صلی الله علیه وسلم غیثا عظیما. (مواہب ص 15)

اللہ جل شانہ اپنے حبیب ﷺ کے نور کی برکت سے موسلا دھار بارش سے سیراب فرماتا۔

آپ ؐ کے والد ماجد حضرت عبداللہؓ

آپ حضرت عبدالمطلب کے فرزند ارجمند تھے نہایت ہی حسین وجمیل تھے۔ اللہ جل شانہ نے نور محمدی ﷺ کی امانت سے آپ کو نوازا تھا۔

☆ سیرت حلبیہ کے الفاظ ہیں۔

وکان نور النبی صلی الہ علیہ وسلم یری فی وجھہ کالکوکب الدری حتے شغفت بہ نساء قریش ولقی منھن عناء.

(سیرت حلبیہ ج 1 ص 38)

نور محمدی ﷺ ان کے چہرے میں روشن ستارے کی طرح چمکتا تھا قریش کی عورتیں ان کے ساتھ شادی کرنے کی خواہش مند تھیں اور حضرت عبداللہ کو ان کی وجہ سے کافی تکلیف کا سامنا تھا۔

حضرت عبداللہؓ کی شادی

حضرت عبدالمطلب کو بیٹے کے جوان ہونے پر بیٹے کی شان وعظمت کے مطابق رشتہ تلاش کرنے کی فکر ہوئی اہل کتاب میں سے ایک شخص جو نہایت عقلمند تھا اور آسمانی کتابوں کا عالم تھا۔ حضرت عبدالمطلب کو بیٹے کیلئے بنوزہرہ کے خاندان سے رشتہ کرنے کی نصیحت کی (گویا یہ ایک حکم ربی تھا) حضرت عبدالمطلب اپنے بیٹے کو ساتھ لیکر بنوزہرہ کے سردار وہب کے گھر ان کی لڑکی حضرت آمنہ کا رشتہ طلب کرنے گئے۔ حضرت آمنہ حسب ونسب میں قریش کی کل عورتوں سے افضل تھیں۔ اللہ تعالی نے اس اعزاز (نور محمدی ﷺ کی امانت) کیلئے انہیں مقرر فرما رکھا تھا۔ حضرت عبدالمطلب اپنے بیٹے کے ہمراہ ان کے گھر پہنچ گئے۔ وہب سے حضرت آمنہ کا رشتہ حضرت عبداللہ کے لئے طلب فرمایا۔ وہب نے بڑی خوشی کے ساتھ قبول فرمایا اس طرح نور محمدی ﷺ کے امین حضرت عبداللہ کی شادی حضرت آمنہؓ کے ساتھ ہوگئی۔

بہم دولہا اور دلہن تھے سیرت میں لا ثانی
قسم کھاتی تھی ان کا نام لے کر پاک دامانی
وہ نور لم یزل جس کی ضیاء تھی روئے انور میں
نظر آنے لگی اس کی جھلک تقدیر مادر میں

یہ شادی ماہ رجب میں پیر کے دن ہوئی۔ شادی کے بعد پہلے ہی ہفتے میں حضرت آمنہ نور محمدی ﷺ کی امانت دار بن گئیں۔ وہ نور مکنون جو ہزار ہا سال سے امانت ہی امانت بن کر آ رہا تھا اس نعمت عظمیٰ سے اللہ جل شانہ نے حضرت آمنہ کو مالا مال فرمایا۔ کہ ان کے بطن مبارک میں اس نور محمدی ﷺ کو بے مثل و بے مثال حسن و جمال سے آراستہ کر کے روح محمدی ﷺ کا اس سے ارتباط فرمایا گیا۔

آپ ﷺ والدہ ماجدہ کے بطن میں جلوہ افروز ہوئے

خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو حضرت آمنہؓ کے بطن مبارک میں پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا جمعہ کی رات تھی۔

☆ اللہ جل شانہ نے فرمایا۔

امر الله تعالیٰ فی تلک اللیلة رضوان خازن الجنان ان یفتح الفردوس وینادی منادفی السموات والارض الاان النور المخزون المکنون الذی فی هذه اللیلة یستقرفی بطن امه الذی فیه یتم خلقه ویخرج الی الناس بشیرا ونذیرا۔

(مواہب ج1 ص19)

اللہ تعالیٰ نے خازن جنت کو (اس رات) حکم فرمایا کہ جنت کے دروازے کھول دے منادی کرنے والا زمین و آسمان میں یوں پکار دے (اے آسمان اور زمین کے رہنے والو! تم سن لو) کہ وہ نور مخزون و مستور جس سے نبی ہادی پیدا ہونگے آج رات اپنی والدہ کے بطن میں قرار پکڑے گا جس میں آپ کی خلقت ہوگی وہ نبی (اپنی ماں کے پیٹ سے) آدمیوں کی طرف (ایسے حال میں) ظہور کرے گا کہ وہ بشیر اور نذیر ہوگا۔

☆ علامہ عبدالروف المناوی الشافعی روایت فرماتے ہیں۔

ان امی رأت فی النام ان الذی فی بطنها نور. (کنوز الحقائق)

حضور ﷺ فرماتے ہیں میری والدہ نے خواب میں دیکھا جو اس کے پیٹ میں ہے وہ نور ہے۔

خوشحالی کا سال

واصبحت یومئذ اصنام الدنیا منکوسہ وکانت قریش فی جدب شدید وضیق عظیم فاخضرت الارض وحملت اشجار واتاهم الرفد من کل مکان فسمیت تلک السنة التی حمل فیها برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنة الفتح والابتهاج. (مواہب ص19)

اس دن دنیا کی تمام بتوں کو اوندھا پایا گیا۔ اس وقت قریش سخت تنگی اور قحط میں مبتلا تھے حضور ﷺ کے نور کی برکت سے زمین سرسبز ہوگئی درختوں کو پھل لگ گئے اور قریش کے پاس ہر جانب سے خیر کثیر آئی جس سال میں حضور ﷺ کا حمل ٹھہرا۔ اس سال کو فتح و تروتازگی (الفتح والابتھاج) کا نام دیا گیا۔

سہل ترین حمل

حمل کے ایام میں اکثر خواتین پریشان اور مشقت کا شکار ہوتی ہیں۔ متلی، قے، بھوک کی کمی بعض چیزیں کھانے کی خواہش، حمل کا بوجھ اور وضع حمل کے موقع پر درد زہ ہونا یہ فطرتی امور ہیں۔ لیکن حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ نور محمدی ﷺ کے امین ہونے کے بعد مجھے احساس تک نہ ہوا کہ میں حاملہ ہوں خواتین جن حالات سے گزرتی ہیں میں ان سے محفوظ رہی۔

☆ حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں۔

لقد علقت به فما وجدت له مشقة حتی وضعته.
(البدایۃ والنھایۃ ج 2 ص 24)

میں حاملہ ہوگئی تھی لیکن میں نے اول سے آخر تک یعنی وضع حمل تک کوئی مشقت محسوس نہ کی۔

حضرت یحییٰ بن عائذ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نو ماہ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں رہے اس مدت میں کسی درد (سر، ہاتھ، پاؤں، مفاصل پیٹ) کی شکایت نہیں کرتی تھیں نہ کسی قسم کی رنج کی شکایت اور نہ وہ شئے تھی جو حاملہ عورتوں کو عارض ہوتی ہے۔

☆ حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں۔

والله مارائیت من حمل هو اخف منه ولا اعظم بركة منه.
(مواہب ج 1 ص 20)

مجھے اللہ کی قسم میں نے کسی عورت کے حمل کو نہیں دیکھا کہ اس حمل سے زیادہ خفیف ہو اور نہ کسی کا حمل دیکھا کہ برکت میں اس سے زیادہ عظیم ہو۔

هذا وقد حملت ام الحبيب به
وليس في حملها كرب ولا ضرر

بے شک حبیب ﷺ کی والدہ ان کے ساتھ حاملہ ہوگئی اور اس حمل میں کچھ کرب تھا نہ تکلیف۔

حضور ﷺ کو شکم مادر میں دو ماہ ہی گزرے تھے کہ والد ماجد نے وفات پائی۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت عبداللہ کا انتقال ہوا تو ملائکہ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے ہمارے رب تیرا نبی یتیم ہوگیا ہے۔

☆ اللہ جل شانہ نے فرمایا۔

انا له حافظ ونصير. (مواہب ج 1 ص 21)

میں اس کا حافظ و مددگار رہوں۔

محمد ﷺ نام رکھنے کا حکم

☆ ابن عباسؓ سے ہی روایت ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کانت آمنہ تحدث وتقول اتانی آت حین مربی من حملی ستة اشھر فی المنام وقال لی یاامنة انک حملت بخیر العالمین فاذا ولدتیہ فسمیہ محمد واکتمی شانک۔ (نسیم الریاض ج3 ص274، مواہب ج1 ص21)

حضرت آمنہؓ بیان کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ جس وقت میرے حمل کو چھ مہینے گزر گئے کوئی آنے والا میرے پاس خواب میں آیا اور مجھ سے کہا اے آمنہؓ تم خیر العالمین کے ساتھ حاملہ ہو، جس وقت اسے جنو تو اس کا نام محمد ﷺ رکھو اور اپنے اس امر کو چھپائے رکھو۔

☆ علامہ معین کاشفی فرماتے ہیں۔

چوں فرزندت متولد شود او رامحمدنام کن۔

(معارج النبوہ رکن اول ص408)

جب تیرا فرزند متولد ہو تو اس کا نام محمد ﷺ رکھنا۔

☆ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔

وقد سماہ اللہ تعالیٰ بھذا الاسم قبل الخلق بالفی الف عام۔

(مواہب ج1 ص185)

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مخلوق کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال قبل آپؐ کا نام محمد (ﷺ) رکھا۔

برکت نام محمد ﷺ

علامہ معین کاشفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے مگر بچپن ہی میں فوت ہو جاتا ہے مجھے اس سلسلے میں کچھ ارشاد فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا اس دفعہ جب تجھے حمل ہو جائے تو ارادہ کر لینا کہ بچے کا نام محمد رکھے گی۔ مجھے امید ہے کہ وہ بچہ لمبی عمر پائے گا اور اس کی نسل میں برکت ہوگی۔ وہ کہتی ہے میں نے ایسا ہی کیا میرا وہ بچہ زندہ رہا اور کثیر تعداد میں صاحب اولاد ہوا۔

آپ ﷺ کا ذاتی نام

حضور ﷺ کے صفاتی نام بے شمار ہیں مگر آپؐ کے ذاتی نام صرف دو ہیں۔ آپؐ فرماتے ہیں میرا نام زمین پر محمد ہے اور آسمانوں پر میرا نام احمد ہے۔

محمد ﷺ: فالمحمد فی اللغة هو الذی یحمد حمدا بعد حمد۔ پس محمد وہ ہے کہ بار بار حمد کیا جائے (اسم مفعول کا صیغہ ہے) یعنی مخلوق میں سب سے زیادہ تعریف کیے جانے والے۔

احمد ﷺ: احمد الحامدین لربه۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے والوں میں سب سے زیادہ تعریف کرنے والے (اسم تفضیل کا صیغہ ہے) (وہ آپؐ ہیں)۔

محمد محمدؐ ہی وردِ زباں ہو دلوں میں نہ کچھ فکرِ سود و زیاں ہو
اسی نام نامی کی برکت سے اپنا ذرا تم مقدر بنا کر تو دیکھو
وہ دیکھو دو عالم جہاں جھک رہے ہیں وہ جن و بشر قدسیاں جھک رہے ہیں
جو تم کو بھی ہے فیض پانے کی خواہش جبینِ عقیدت جھکا کر تو دیکھو

وقت ولادت

حضرت عمر بن قتیبہ سے ابو نعیم کی روایت کے مطابق آپ کی ولادت باسعادت کا وقت آیا تو اللہ جل شانہ نے ملائکہ سے فرمایا۔

افتحوا ابواب السماء کلها وابواب الجنان والبست الشمس یومئذ نورا عظیما و کان قد اذن الله تعالیٰ تلک السنه لنساء الدنیا ان یحملن ذکورا کرامة لمحمد صلی الله علیه وسلم. (الخصائص الکبریٰ ج 1 ص 47، مواہب ج 1 ص 21)

فرشتو آسمانوں کے تمام دروازے کھول دو اور جنت کے دروازے کھول دو۔ اس دن سورج کو عظیم نور کا لباس پہنایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی کرامت کی وجہ سے اس سال دنیا کی کل عورتوں کو اذن دیا کہ وہ اولاد (نرینہ) کے ساتھ حاملہ ہوں۔

ندا آئی دریچے کھول دو ایوان قدرت کے
نظارے خود کرے گی آج قدرت شان قدرت کے
یکایک ہو گئی ساری فضا مثال آئینہ
نظر آیا معلق عرش تک اک نور کا زینہ
خدا کی شان رحمت کے فرشتے صف بہ صف اترے
پرے باندھے ہوئے سب دین و دنیا کے شرف اترے

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

☆ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

حتے اذادنت ولادتی اتانی فقال لی قولی اعیذہ بالواحد من شر کل حاسد.
(مواہب ج 1 ص 20)

جب آپ کی ولادت کا وقت قریب آیا میرے پاس آنے والا آیا اور اس نے مجھ سے کہا (جب ولادت ہو جائے تو) یوں کہنا میں ہر حاسد کے شر سے اسے اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی پناہ وحفاظت میں دیتی ہوں۔

فرماتی ہیں جب آپ ﷺ کی ولادت کا وقت آیا تو

انی لوحیدۃ فی المنزل و عبد المطلب فی طوافہ.
(مواہب ج 1 ص 21)

میں گھر میں اکیلی تھی اور حضرت عبدالمطلب طواف کے لئے تشریف لے گئے تھے۔

فرماتی ہیں کہ مجھے دروزہ ہو رہا تھا اتنے میں ایک سفید پرندہ ظاہر ہوا اس نے اپنا بازو (پر) میرے دل پر پھیرا جس کے پھرتے ہی سب درد اور خوف جاتا رہا۔ پھر میں نے اپنے پاس چند عورتوں کو پایا جو قد وقامت اور حسن وجمال میں عبد مناف کی بیٹیوں کی مثل تھیں۔ انہوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا میں حیران تھی کہ یہ کون ہیں انہوں نے اپنا تعارف یوں کرایا۔

فقلن لی نحن آسیۃ امراۃ فرعون و مریم بنت عمران و ھولاء من حور العین. (مواہب ج 1 ص 21، نسیم الریاض ج 3 ص 274)

ہم آسیہ فرعون کی بیوی اور مریم بنت عمران (عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ) ہیں اور یہ ہمارے ساتھ جنت کی حوریں ہیں۔

پرچم لہرائے گئے

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ پھر اللہ جل شانہ نے میری نگاہ سے حجاب اٹھا دیے میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھا فرماتی ہیں۔

رایت ثلاثه اعلام مضروبات علما بالمشرق و علما بالمغرب و علما علی ظهر الكعبه. (مواہب ج1 ص21، خصائص کبریٰ ج1 ص47)

میں نے تین جھنڈوں کو دیکھا جو نصب کیے گئے تھے ایک جھنڈا مشرق ایک مغرب میں اور ایک کعبہ کی چھت پر لہرا رہا تھا۔

محلات جگمگا اٹھے

☆ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

لقد رايت ليلة وضعه نورا اضائت قصور الشام حتى رايتها. (مواہب ج1 ص22)

آپ کی ولادت کی رات میں نے ایسے نور کو دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے میں نے ان کو دیکھا۔

ستارے سلامی کو جھکے

☆ حضرت عثمان بن ابی العاص اپنی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ سے روایت فرماتے ہیں کہ

ورايت النجوم تدنوا حتى ظننت انها ستقع علی. (مواہب ج1 ص22، البدایہ ج2 ص246)

میں نے ستاروں کو دیکھا وہ اتنے قریب ہو گئے تھے کہ مجھ کو گمان ہوا مجھ پر گر پڑیں گے۔

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ آپ کی ولادت مبارکہ کے وقت میں نے ابرعظیم دیکھا جس میں نور تھا اس میں گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں پرندوں کے بازوؤں (پروں) کی حرکت تھی اور (ان فرشتوں کا کلام میں سنتی تھی) وہ مردوں کی شکل میں تھے یہاں تک کہ اس ابرعظیم نے آپ کو مجھ سے ڈھانپ لیا۔ آپ مجھ سے غائب ہو گئے میں نے سنا ایک ندا کرنے والا ندا کر رہا تھا۔

طوفوا بمحمد جميع الارض وعرضوا على كل روحانى من الجن والانس والملائكة والطيور والوحوش.

محمد کو جمیع کائنات کا طواف کراؤ اور ہر ایک ذی روح جو جن، انس، ملائکہ، طیور اور وحوش سے ہے ان کو آپ کا تعارف کراؤ۔

(مواہب ج1 ص22)

☆ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اپنی والدہ حضرت شفاء سے روایت کرتے ہیں۔

لما ولدت آمنه رسول الله صلى الله عليه وسلم وقع على يدى فاستهل فسمعت قائلا يقول رحمک الله قالت الشفاء واضاء لى مابين المشرق والمغرب حتى نظرت الى بعض قصور الشام قالت ثم البسته واضجعته فلم انشب ان غشينى ظلمة ورعب وقشعريره ثم غيب عنى فسمعت قائلا يقول اين ذهبت به قال الى المشرق قالت فلم يزل الحديث منى على بال حتى ابعثه فكنت فى اول الناس اسلاما.

(نسیم الریاض ج3 ص276، البدایہ والنہایہ ج2 ص246، مواہب ج1 ص23)

جب حضرت آمنہؓ نے حضور ﷺ کو جنا آپؐ میرے ہاتھوں پر تشریف لائے آپؐ نے آواز دی۔ میں نے سنا کوئی کہنے والا کہتا تھا رحمک اللہ (البدایہ والنہایہ کی روایت میں یرحمک اللہ ہے) پھر میرے سامنے مشرق و مغرب میں جو کچھ تھا سب روشن ہو گیا یہاں تک کہ میں نے شام کے محلات کو دیکھا پھر میں نے آپؐ کو (والدہ ماجدہ کا) دودھ پلایا اور لٹا دیا۔ اسی دوران مجھ پر رعب سا چھا گیا پھر آپؐ مجھ سے غائب کر دیئے گئے پھر میں نے سنا کوئی کہنے والا (فرشتہ) کہہ رہا تھا تو ان کو کہاں لے گیا تھا مخاطب نے جواب دیا میں آپ کو مشرق کی طرف لے گیا تھا شفاء نے فرمایا کہ یہ بات میرے دل پر تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسالت کیساتھ مبعوث فرمایا اسلام لانے میں لوگوں سے میں اول ہوں۔

☆ علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔

واستهل بتشديد الام ای رفع صوته بان عطس وقال الحمدلله بدليل قولها سمعت قائلايقول رحمک الله. (شرح شفا لملاعلی قاری ج3 ص276، حاشیہ نسیم الریاض)

حضور ﷺ کو پیدا ہونے کے بعد چھینک آئی آپ ﷺ نے الحمد اللہ کہا اس کی دلیل یہ ہے سمعت قائلا (ای ملکا) یقول تو فرشتے نے جواب دیا رحمک اللہ۔

کیونکہ رحمک اللہ یرحمک اللہ چھینک آنیوالے کو الحمد اللہ کہنے کے جواب میں کہا جاتا ہے۔ یہ حضور ﷺ کی علوشان ہے کہ پیدا ہوتے ہی اللہ جل شانہ کے ذکر سے اپنے کلام کی ابتداء فرمائی۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں کلمہ شریف پڑھنے کا ذکر بھی آیا ہے۔

اس مقام اس بات کا جاننا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے جب حضرت آدم علیہ السلام کے جسد مبارک کو پیدا فرمایا اور اس میں روح پھونکنے کا وقت آیا تو اللہ جل شانہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ جب میں اس میں روح پھونکوں تو آدم علیہ السلام کیلئے (تعظیم کا) سجدہ کرنا جب اللہ تعالی نے ان کے جسد مبارک میں روح پھونکی اور روح ان کے سر میں پہنچی تو آدم علیہ السلام کو چھینک آئی۔

فقالت الملائكةقل الحمدلله فقال الحمدلله.

(البدایہ والنہایہ ج1 ص80)

تو فرشتوں نے آدم علیہ السلام سے کہا الحمد للہ کہیں پس انہوں نے الحمد للہ کہا۔

حضرت آدم کو چھینک آئی تو ملائکہ کے بتانے اور کہنے پر الحمد للہ کہا لیکن جب حبیب خدا ﷺ پیدا ہوئے اور چھینک آئی تو از خود فرمایا الحمد للہ۔

پاکیزہ ولادت

فولدته نظيفا مابه قذر.
(نسیم الریاض ج3 ص275،
مدارج النبوۃ ص144)

میں نے آپ کو پاک وصاف جنا آپ کے ساتھ کسی قسم کی آلودگی نہیں تھی۔

فطرتی تقاضوں کے مطابق ولادت کے وقت بچے کے ساتھ آلودگی کا ہونا لازمی امر ہے ماں کے پیٹ سے بچے کا پاک وصاف پیدا ہونا ناممکن ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے حبیب ﷺ کو اس خصوصی اعزاز واکرام سے نوازا کہ آپ ؐ کے جسم مبارک پر کسی قسم کی آلودگی نہیں تھی۔

آپ ﷺ ختنہ شدہ پیدا ہوئے

☆ حضرت انسؓ روایت فرماتے ہیں۔

عن انس ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال من کرامتی علی ربی انی ولدت مختونا ولم یراحد سواتی. (البدایہ والنہایہ ج2 ص247، مواہب ج1 ص24)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب کے پاس میری بزرگی سے یہ امر (بھی) ہے کہ میں ختنہ کیا ہوا پیدا ہوا اور کسی نے میری شرمگاہ نہیں دیکھی۔

آپ ﷺ ناف بریدہ پیدا ہوئے

☆ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه قال ولد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم مسرور امختونا. (مدارج النبوۃ ج1 ص144، البدایہ والنہایہ ج2 ص247، مواہب ج1 ص24)

رسول اللہ ﷺ اس حال میں پیدا ہوئے کہ آپ ناف بریدہ اور ختنہ کیے ہوئے تھے۔

پیدا ہوتے ہی سجدہ ریزیاں

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ اسی وقت سجدہ ریز ہو گئے۔

فوضعت محمدافنظرت اليه فاذاهو ساجد قدرفع اصبعيه الى السماء كاالمتضرع المبتهل.

جب آپ کی ولادت ہوئی اور میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ سجدے کی حالت میں تھے دونوں شہادت کی انگلیاں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھیں اور آپ پر تضرع وانکساری کی حالت طاری تھی۔

(مدارج النبوۃ ص 144، مواہب ج 1 ص 21، انوار محمدیہ ص 33، الخصائص الکبریٰ ص 48)

☆ علامہ معین کاشفی فرماتے ہیں۔

چوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم متولد شد نظر کردم سر بسجدہ نہادہ بود.

حضرت آمنہ فرماتی ہیں جب آپ پیدا ہوئے میں نے دیکھا کہ سر سجدہ میں رکھا ہوا ہے۔

(معارج النبوۃ رکن دوم ج 1 ص 48)

علامہ معین کاشفی آگے چل کر صفحہ 51 پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی پھوپھی ہیں فرماتی ہیں میں آپ ﷺ کی دایہ تھی۔

☆ آپ کی ولادت کے وقت نور ظاہر ہوا جو چراغ کی روشنی پر غالب آ گیا۔

☆ آپ جب زمین پر تشریف لائے تو سجدہ فرمایا۔

☆ فصیح زبان میں لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ فرمایا۔

☆ میں نے آپ کو غسل دینا چاہا تو ہاتف نے آواز دی کہ صفیہ تو تکلیف نہ کر ہم نے ان کو پاک وصاف پیدا کیا ہے۔

☆ وہ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ تھے۔

جب آپ سجدے میں تھے تو کچھ کلام فرمایا فرماتی ہیں۔

امتی امتی کہتے ہوئے سرکار آئے

گوش بر دھان او نھادم تاچه گوید شنیدم که می گفت امتی امتی.

میں نے آپ کے منہ پر کان لگائے کہ کیا فرماتے ہیں میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے امتی امتی۔

لے کے دامن میں غم امت نادار آئے

امتی امتی کہتے ہوئے سرکار آئے

حضرت عبد المطلب کو خوشخبری

ولادت باسعادت کے وقت حضرت عبد المطلب گھر موجود نہ تھے وہ بیت اللہ شریف کا طواف کرنے تشریف لے گئے تھے پوتے کی ولادت باسعادت کی خوشخبری ان کو حرم شریف ہی میں پہنچائی گئی۔

☆ البدایہ والنہایہ کے الفاظ ہیں۔

فلما وضعت بعثت الی عبد المطلب جاریتها. (البدایہ والنہایہ ج2 ص246)

حضرت آمنہ نے جب حضور ﷺ کو جنا تو حضرت عبد المطلب کو خوشخبری دینے کیلئے بچی کو بھیجا۔

اچانک صبح کی پہلی کرن ہنستی ہوئی آئی

مبارک باد کہہ کر یہ خبر دادا کو پہنچائی

کہ رحمت نے تیری سوکھی ہوئی ڈالی ہری کر دی

تیری بیوہ بہو کی گود اپنے نور سے بھر دی

ملا ہے آمنہؓ کو فیض باری سے یتیم ایسا

نہیں بحر ہستی میں کوئی در یتیم ایسا

حضرت عبدالمطلبؓ نے عقیقہ کیا

☆ حافظ ابن کثیر دمشقی المتوفی 774ھ تحریر فرماتے ہیں۔

فلما کان الیوم السابع ذبح عنه ودعاله قریشا.	ولادت باسعادت کے ساتویں روز حضرت عبدالمطلبؓ نے حضور ﷺ کا عقیقہ کیا اور قریش کو کھانے کی دعوت دی۔
	(البدایہ والنہایہ ج 2 ص 247)

کھانا کھانے کے بعد قریش نے حضرت عبدالمطلبؓ سے پوچھا کہ جس بچے کی وجہ سے تو نے ہمارے لئے اتنا اہتمام کیا ہے بتایئے اس کا نام کیا رکھا ہے۔

قال سمیته محمد.	حضرت عبدالمطلبؓ نے فرمایا میں نے اس کا نام محمد رکھا ہے۔
	(البدایہ والنہایہ ج 2 ص 247)

امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ ایک روایت کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ مدنی دور میں حضورؐ نے بکرے ذبح کر کے فقراء و مساکین کو کھلائے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضورؐ نے اپنا عقیقہ کیا تھا۔

امام سیوطیؒ اس دعوے کورد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا عقیقہ ان کے دادا حضرت عبدالمطلبؓ کر چکے تھے اور عقیقہ دوسری دفعہ نہیں ہوتا۔

والعقیقه لاتعادمرة ثانية. عقیقہ دوسری مرتبہ نہیں کیا جاتا۔

(الحاوی للفتاوی ج 1 ص 196)

بت اوندھے گر گئے

☆ مواہب اللدنیہ میں ہے۔

نكست الاصنام لمولده. آپ کی ولادت باسعادت کی رات تمام بت اوندھے گر گئے۔

(مواہب ج 1 ص 396)

در وقت ولادت شریف بعاں همه سرنگوں افتادند. (مدارج النبوۃ 144) ولادت شریفہ کے وقت تمام بت اوندھے گر گئے۔

کسریٰ کے محل میں دراڑیں پڑ گئیں

کسریٰ کا محل جو نہایت مضبوط تھا ولادت باسعادت کی رات اس میں دڑاریں پڑ گئیں اور تختی سے چودہ کنگرے گر گئے۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ اب صرف چودہ حکمران تخت نشین ہوں گے اور پھر سلطنت ان کے ہاتھوں سے نکل جائے گی چنانچہ حضرت عثمانؓ کے دور میں لشکر اسلام نے کسریٰ کی سلطنت کو فتح کر لیا۔

بحیرہ ساوہ خشک ہو گیا

بلاد فارس میں شہر ساوہ کے قریب ایک بحیرہ ساوہ تھا جس کا پانی کافی وسیع وعریض علاقے پر پھیلا ہوا تھا جس کے ساحل پر ہر دو طرف نہایت شاندار مکان اور کنیسہ تھے مجوسی وہاں آگ کی پوجا کرتے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت کے وقت خشک ہو گیا۔

آتش کدہ فارس کی آگ بجھ گئی

فارس کے آتش کدہ کی وہ آگ جو ایک ہزار سال سے کبھی نہیں بجھی تھی، بجھ گئی۔

(البدایہ ج 2 ص 249)

شیاطین کو روک دیا گیا

حضور ﷺ کی شب ولادت سے شیاطین کیلئے آسمانی راہیں بند ہو گئیں اور آسمانی خبریں ان سے روک دی گئیں شہاب ثاقب نے ان پر ٹوٹنا شروع کر دیا۔

(نسیم الریاض ج 3 ص 279)

ولادت باسعادت کی رات ظاہر ہونے والے یہ انقلابات اور صدیوں سے قائم نظام باطل کو درہم برہم کر دینے والے یہ تغیرات اس بات کا اعلان تھے کہ اب باطل کی حکمرانی کے دن ختم ہونے والے ہیں حق آنے والا ہے۔

حضرت آمنہؓ نے اپنے نور نظر کو دیکھا

ثم نظرت الیہ فاذا بہ کالقمر لیلۃ البدر وریحہ یسطع کالمسک الاذفر.

(مواہب ج 1 ص 22)

فرماتی ہیں پھر میں نے آپ کو دیکھا آپ کو چودھویں رات کے چاند کی طرح پایا اور جسم مبارک سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی۔

حضرت حلیمہ نے آپ ﷺ کو دیکھا

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا جنہیں حضور اکرم ﷺ کو دودھ پلانے کی سعادت نصیب ہوئی فرماتی ہیں۔

میں جب حضرت عبدالمطلب کے گھر پہنچی میں نے ان سے کہا وہ فرزند ارجمند کہاں ہے لائیے تا کہ میں اسے دیکھوں۔ حضرت عبدالمطلب مجھے حضرت آمنہؓ کے پاس لے گئے انہوں نے مجھے اھلاً و سھلاً کہا میرا ہاتھ پکڑ کر اس مکان میں لے گئیں جہاں حضور علیہ السلام آرام فرماتے۔

آپؐ سفید صوف کے کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے آپؐ کے جسم مبارک کے نیچے سبز رنگ کا کپڑا تھا اور آپؐ سوئے ہوئے تھے جسم مبارک سے کستوری کی مانند خوشبو آ رہی تھی۔ فرماتی ہیں حضرت علامہ معین کاشفیؒ نے یوں نقل فرمایا ہے۔

چون روئے او را باز کردم کودکے دیدم کہ چہرہ مبارکش چون آفتاب در لمعان بود.

(معارج النبوہ ج 1 ص 62 رکن دوم)

جب میں نے آپؐ کے چہرہ مبارک سے پردہ اٹھایا (زندگی بھر میں پہلی دفعہ) ایسے بچے کو دیکھا جس کا مبارک چہرہ سورج کی طرح چمک رہا تھا۔

فرماتی ہیں جب میری نظر اس فرزند ارجمند پر پڑی میں ہزار دل و جان سے ان پر قربان ہوگئی آپؐ کے حسن و جمال کے سبب آپ کو بیدار کرنے سے ڈری میں آہستہ آہستہ آپؐ کے قریب ہوگئی پھر میں نے اپنا ہاتھ آپ کے سینے مبارک پر رکھا۔

فتبسم ضاحكا وفتح عينيه لينظر الى فخرج من عينيه نور حتى دخل خلال السماء وانا انظر فقبلته بين عينيه.

(مواہب ج 1 ص 28)

آپؐ نے تبسم فرمایا۔ میری طرف دیکھنے کیلئے آنکھیں کھولیں آپؐ کی آنکھوں سے ایک نور نکلا یہاں تک کہ وہ نور آسمان میں داخل ہوا اس وقت میں دیکھ رہی تھی پس میں نے آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

اللهم صل وسلم عليه وآله قدر حسنه وجماله

حضرت حلیمہؓ کے خاوند نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا

حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں اب میں چاہتی تھی کہ جلد از جلد انہیں اپنے مکان پر لے جاؤں تاکہ میرا خاوند بھی ان کے دیدار سے سعادت حاصل کرے چنانچہ میں آپ کو اٹھا کر لائی۔

چوں نظر شوهرم بر ایں فرزند افتاد و جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بدید ضبط احوال خود نتوانست نمود فی الحال برخاست وسجدہ شکر بجا آورد و گفت اے حلیمہ من درمیان جنس انس خوبروئے تر ازیں فرزند ندیدہ ام۔ (معارج النبوۃ ج 1 ص 63 رکن دوم)

جب میرے خاوند کی نظر اس فرزند پر پڑی اور جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اپنے احوال پر ضبط نہ کر سکا فی الفور اٹھا اور سجدہ شکر بجالایا اور کہا اے حلیمہ انسانوں میں اس سے زیادہ خوبصورت بچہ میں نے نہیں دیکھا۔

چودھویں کا چاند

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کا ذکر یوں فرماتے ہیں۔

یتلالؤ وجهه تلالؤ القمر ليلة البدر۔ (شمائل ترمذی)

آپ کا چہرہ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔

قارئین کرام! یہ ساری تشبیہات سمجھانے کے لئے ہیں ورنہ سورج، ہو یا چاند کسی کا نور بھی آپؐ کے نور جیسا نہیں ہو سکتا۔

سورج بھی ان کے در کا ادنیٰ سا ہے سوالی
شمس و قمر سے بڑھ کر چہرہ حضورؐ کا

☆ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وهذا التشبيهات الوارد ة في حقه صلى الله عليه وسلم انماهي على سبيل التقريب والتمثيل والافذاته اعلى ومجده اغلى.

اور یہ تشبیہات جو آپ ؐ کے حق میں وارد ہیں بر سبیل تقریب اور تمثیل ہیں ورنہ آپ ؐ کی ذات اعلیٰ اور آپ کی عزت وشرافت گراں ہے۔

(مواہب ج1 ص249)

آپ ﷺ سب سے حسین ہیں

☆ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

ان الله تعالىٰ مابعث نبيا الاحسن الصوت وحسن الوجه وكان نبيكم احسنهم وجها واحسنهم صوتا. (رواہ الترمذی)

اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا جو خوش آواز اور خوبصورت نہ ہو اور تمہارے نبی ﷺ شکل وصورت اور آواز میں ان سب سے احسن ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی رشد وہدایت کیلئے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور ہر نبی کو اپنی امت سے خوبصورت اور خوش آواز پیدا فرمایا پھر ان حسین وجمیل اور برگزیدہ ہستیوں میں سب سے زیادہ حسین وجمیل اور خوش الحان وخوش آواز اپنے حبیب ﷺ کو پیدا فرمایا۔ اسی حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے حضرت حسان بن ثابتؓ فرماتے ہیں۔

واحسن منک لم تر قط عين

واجمل منک لم تلد النساء

آپ سے زیادہ خوبصورت آج تک کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ آپؐ سے زیادہ خوبصورت کسی ماں نے جنا نہیں۔

خلقت مبرا من کل عیب

کانک قد خلقت کما تشاء

آپؐ ہر عیب سے پاک اور مبرا پیدا کئے گئے۔ آپؐ ایسے پیدا کئے گئے جس طرح آپ کی مرضی تھی۔ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم

حرف کما تشاء سے ہوا منکشف خدا نے

جیسا تھا تیرا منشا ویسا تجھے بنایا

☆ ☆

تیرے انداز یہ کہتے ہیں کہ خالق کو تیرے

سب حسینوں میں پسند آئی ہے صورت تیری

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت بے مثل ہے

☆ حضرت احمد بن محمد بن ابی بکر قسطلانی فرماتے ہیں۔

اعلم ان من تمام الایمان به صلی اللہ علیه وسلم الایمان بان اللہ تعالی جعل خلق بدنه الشریف علی وجه لم یظهر قبله ولا بعده خلق آدمی مثله.

(مواہب اللدنیہ ج 1 ص 248)

جان لو کہ حضور علیہ السلام کیساتھ کامل ایمان رکھنے کی شرائط سے ایک (شرط) یہ ہے کہ اس بات پر ایمان رکھے کہ اللہ جل شانہ نے آپؐ کے بدن شریف کی خلقت اس طرح پر کی کہ آپؐ سے پہلے اور بعد کسی آدمی کی خلقت آپؐ کے مثل ظاہر نہیں فرمائی۔

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا کوئی آئینہ
نہ کسی کی نظر خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

☆ ☆
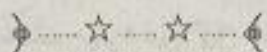
اس ذات بے مثال کو تشبیہ کس سے دوں
اک حسن بے مثال ہے صورت حضور کی

ابھی تو حسن ظاہر بھی نہ تھا

وقد حكى القرطبي في كتاب الصلوة عن بعضهم انه لم يظهر لنا تمام حسنه صلى الله عليه وسلم لانه لو ظهر لنا تمام حسنه لما اطاقت اعيننا رويته صلى الله عليه وسلم. (مواہب ص 249 ج 1)

قرطبی نے بعض علماء سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کامل حسن ہم پر ظاہر نہیں ہوا۔ اگر آپ کا تمام حسن ہم پر ظاہر ہوتا تو ہماری آنکھیں رسول اللہ ﷺ کی رؤیت کی طاقت نہ رکھتیں۔

تاریخ ولادت

مشہور اور مختار قول کے مطابق آپ 12 ربیع الاول عام الفیل بمطابق 22 اپریل 871ء کو پیدا ہوئے۔

ربیع الاول امیدوں کی دنیا ساتھ لے آیا
دعاؤں کی قبولیت کو ہاتھوں ہاتھ لے آیا
خدا نے ناخدائی کی خود انسانی سفینے کی
کہ رحمت بن کے چھائی بارہویں شب اس مہینے کی

یوم ولادت

آپ ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے

☆ حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ سے سوموار کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا۔

فیہ ولدت وفیہ انزل علی. قیل ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین وانزل علیہ الوحی یوم الاثنین وخرج من مکۃ مھاجرا یوم الاثنین وقدم المدینہ یوم الاثنین وتوفی یوم الاثنین.

(مجمع الوسائل ج 1 ص 12)

فرمایا اسی دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر وحی کا نزول ہوا۔ یوں کہا گیا ہے کہ آپؐ سوموار کے دن پیدا ہوئے، سوموار کے دن وحی کا نزول ہوا، سوموار کے دن مکہ سے ہجرت فرما کر نکلے، سوموار ہی کے دن مدینہ شریف میں داخل ہوئے اور سوموار کے دن ہی خالق حقیقی سے جا ملے۔

☆ بعض روایات میں ان امور کے ساتھ یہ اضافہ بھی ہے۔

ورفع الحجر یوم الاثنین وکذا فتح مکہ ونزول سورۃ المائدہ یوم الاثنین.

سوموار کے دن ہی آپؐ نے حجر اسود کو اٹھایا (اور دیوار کعبہ میں نصب فرمایا) ایسے ہی مکہ مکرمہ کی فتح سوموار کے دن ہوئی اور سورہ مائدہ کا نزول بھی سوموار کے دن ہوا۔

☆ علامہ معین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ حضرت دائی حلیمہ کے مکہ مکرمہ آمد کے سلسلے میں تحریر فرماتے ہیں۔

روز دوشنبه بود که بمکه رسیدم. (معارج النبوۃ رکن دوم ج 1 ص 61)

حضرت دائی حلیمہ فرماتی ہیں۔ سوموار کا دن تھا جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے۔

دل افروز ساعت

رات کے آخری تہائی حصہ کا کچھ وقت باقی تھا صبح صادق 1 ہونے کو تھی فرشتے اپنے اشتیاق زیارت کا مظاہرہ کر رہے تھے ستارے 2 قدم بوسیوں کی تیاری میں تھے کہ نور مجسم ﷺ اس عالم دنیا میں جلوہ افروز ہوئے اور کائنات کو اپنی زیارت کا شرف بخشنے کا آغاز فرمایا۔ ولادت باسعادت کی اس سہانی گھڑی کو دعاؤں کی قبولیت کیلئے ساعت اجابت قرار دیا جا چکا تھا۔

☆ حضرت مولانا عبدالعزیز دباغ رحمہ اللہ تعالیٰ ابریز شریف ص 331 میں (اہل تصوف اقطاب وابدال کی مجلس میں) تحریر فرماتے ہیں۔

''پس جو امر اللہ جل جلالہ کی طرف سے نازل ہوتا ہے اس کی طاقت تو آنحضرت ﷺ کے سوا کسی میں نہیں مگر وہ امر جب آنحضرت ﷺ کی طرف سے چلتا ہے تو اس کی برداشت بجز غوث کے دوسری کوئی ذات نہیں کرسکتی پھر غوث کی طرف سے وہ امر ساتوں اقطاب پر پھیلتا ہے اور ساتوں اقطاب سے تمام اہل مجلس پر۔ اس مجلس کا وقت وہی ساعت ہے جس میں آنحضرت ﷺ کی ولادت شریفہ ہوئی تھی یعنی رات کا آخری تہائی حصہ جو قبولیت دعا کا وقت ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔'' ہر شب ہمارا رب آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے جبکہ رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے پس فرماتا ہے کوئی مجھ سے دعا مانگے میں قبول کروں گا۔ الخ۔'' (ابریز شریف ترجمہ اردو ص 331)

---

1 ایک قول میں عین صبح صادق کے وقت اور ایک میں صبح صادق ہونے کے بعد متصل ولادت باسعادت ہونے کا ذکر آیا ہے۔

2 رایت النجوم تدنواحتے ظننت انهاستقع علی

قبولیت کی گھڑی

حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت جمعہ شریف کے دن ہوئی۔ جمعہ شریف کو ایک مبارک ساعت کے ساتھ خاص کیا گیا جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ شریف میں ایک ایسی ساعت ہے کوئی مسلمان بندہ اس ساعت میں اللہ تعالیٰ سے خیر کا سوال نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ وہ خیر اس بندے کو عطا فرما دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص 119)

☆ صاحب مواہب اللدنیہ فرماتے ہیں۔

فمابالک بالساعة التی ولد فیها سید المرسلین.

پس اس ساعت کا کیا حال ہوگا جس ساعت میں سید المرسلین پیدا کیے گئے۔

(مواہب ج 1 ص 26)

اقول وباللہ التوفیق! جمعہ شریف کا دن حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت کا دن ہے ہفتہ بھر کے سارے ایام میں صرف ایک جمعہ شریف کے دن کو ہی اس مبارک ساعت کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔ سوموار کا دن وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے حبیب جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ ہونا تو یوں تھا کہ سوموار کے دن کو بھی جمعہ شریف کی طرح دعا کی اجابت کیلئے اسی گھڑی کے ساتھ مخصوص کر دیا جاتا جس میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمتوں پر قربان اس کے حبیب ﷺ کی یہ شان کہ ہفتہ بھر کی ساری راتوں میں دعاؤں کی قبولیت کیلئے اس گھڑی کو قائم رکھا گیا جس میں سرکار دو جہاں ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

ماہ ربیع الاول میں ولادت باسعادت کی حکمت

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا في كتاب الله يوم خلق السموت والارض منها اربعة حرم. (توبہ 9، 36)

بے شک مہینوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ ماہ ہے کتاب الٰہی میں جس روز سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ان میں سے چار عزت والے ہیں۔

سال کے ان بارہ مہینوں میں سے چار مہینے رجب، ذیقعد، ذوالحجہ اور محرم حرمت والے مہینے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے یہ چار مہینے حرمت والے شمار ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ زمانہ جاہلیت میں بھی عرب ان کا احترام کرتے تھے یہاں ایک خیال پیدا ہوتا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت ان چار مہینوں میں سے کسی مہینے میں کیوں نہ ہوئی۔ اس میں ایک حکمت تھی۔

آپ کی ولادت باسعادت اگر ان مہینوں میں ہوتی تو یہ وہم کیا جاسکتا تھا کہ آپ کو ان مہینوں کی وجہ سے شرف حاصل ہوا حالانکہ اصل میں معاملہ یوں نہیں بلکہ حقیقت حال یہ ہے کہ زمانے کو آپؐ سے شرف حاصل ہے۔ آپ کو زمان و مکاں سے شرف حاصل نہیں۔

☆ علامہ احمد بن محمد بن ابی بکر القسطلانی کیا خوب تحریر فرماتے ہیں۔

ولم یکن فی المحرم ولا فی رجب ولا فی رمضان ولا غیرھا من الاشھر ذوات الشرف لانہ علیہ السلام لایتشرف بالزمان وانما الزمان یتشرف بہ کالاماکن فلو ولد من شھر من الشھور المذکورۃ لتوھم انہ تشرف بھا فجعل اللہ تعالیٰ مولدہ علیہ السلام فی غیرھا لیظھر عنایتہ بہ وکرامتہ علیہ۔

(مواہب ج 1 ص 26)

آپ کی ولادت باسعادت محرم، رجب اور رمضان شریف وغیرہ مبارک مہینوں میں نہیں ہوئی اس لئے کہ آپ کو زمانے سے شرف نہیں بلکہ زمانے کو آپ سے شرف حاصل ہے۔ اگر آپ ان مہینوں میں سے کسی مہینے میں پیدا ہوتے تو یہ وہم کیا جاتا کہ ان مہینوں سے آپ کو شرف حاصل ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے ان مہینوں کے علاوہ دوسرے مہینے میں آپ کی ولادت فرمائی تاکہ اللہ جل شانہ کی عنایات جو آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کی وہ کرامت، (تکریم) جو اللہ کے نزدیک ہے ظاہر ہو۔

شب میلاد شب قدر سے افضل ہے

شب قدر رمضان شریف کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے ہے۔ اس رات میں ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ اس رات کی عبادت ہزار مہینے سے افضل ہے لیکن شب میلاد کے کیا کہنے جس میں تاجدار انبیاء، رحمۃ للعالمین جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اس عالم دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔

☆ حضرت علامہ احمد بن محمد بن ابو بکر القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کی رات تین وجوہ سے افضل ہے۔

احدها ان ليلة المولد ليلة ظهوره صلى الله عليه وسلم وليلة القدر معطاة له وما شرف بظهور ذات المشرف من اجله اشرف مما شرف بسبب ما اعطيه ولا نزاع في ذالك فكانت ليلة المولد بهذا الاعتبار افضل.

(مواہب ج 1 ص 27-26)

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی رات آپ کے ظہور کی رات ہے اور لیلۃ القدر وہ رات ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ مشرف کی ذات کے سبب جو شئے شرف پائے وہ شئے اس شئے سے افضل (اشرف) ہوگی جو مشرف کی ذات کو عطا کی جائے اس دعویٰ میں کوئی نزاع نہیں ہے اس اعتبار سے آپ کی ولادت کی رات لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

ان ليلة القدر شرفت بنزول الملئكة فيها وليلة المولد شرفت بظهوره صلى الله عليه وسلم فيها ومن شرفت به ليلة المولد افضل ممن شرفت بهم ليلة القدر على الاصح المرتضىٰ فتكون ليلة المولد افضل.

(مواہب ج 1 ص 27)

دوسری وجہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر کو اس سبب سے بھی شرف حاصل ہے کہ اس رات میں ملائکہ کا نزول ہوتا ہے اور ولادت کی رات کو آپ کے ظہور کے سبب شرف حاصل ہوا ہے۔ وہ ذات بابرکات جس کے سبب ولادت کی رات کو شرف حاصل ہوا ہے وہ ان (ملائکہ) سے افضل ہیں جس کے سبب لیلۃ القدر کو شرف حاصل ہوا ہے (کہ وہ ملائکہ ہیں) اور یہ وجہ اصح اور پسندیدہ مذہب پر ہے۔ پس ولادت باسعادت کی رات افضل ہوئی۔

ان ليلة القدر وقع التفضل فيها على امة محمد صلى الله عليه وسلم وليلة المولد الشريف وقع التفضل فيها على سائر الموجودات فهو الذى بعثه الله عز وجل رحمة للعالمين فعمت به النعمة على جميع الخلائق فكانت ليلة المولد اعم نفعا فكانت افضل.

(مواہب اللدنیہ ج 1 ص 27)

تیسری وجہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر میں محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت پر اللہ کا فضل ہوا ہے اور آپ کی ولادت باسعادت کی رات میں تمام موجودات پر فضل الٰہی واقع ہوا ہے آپ وہ ذات ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام عالمین کیلئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ اور آپ کی ولادت کے سبب اللہ تعالیٰ کی نعمت جمیع مخلوق پر عام ہوئی اس لئے آپ کی ولادت کی رات نفع میں اعم ہے اور لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

شب ولادت

ازل کے روز جس کی دھوم تھی وہ آج کی شب تھی
جو قسمت کے لئے مقسوم تھی وہ آج کی شب تھی
مشیت ہی کو جو معلوم تھی وہ آج کی شب تھی
ارادے ہی میں جو مرقوم تھی وہ آج کی شب تھی

جائے ولادت

آپ کی جائے ولادت کا مکان صفاء مروہ سے کچھ فاصلہ پر محلہ سوق اللیل میں واقع ہے۔ پہلے یہ مکان دوسرے مکانوں میں گھرا ہوا تھا۔ لیکن اب چونکہ سوق اللیل سمیت

محلہ بنی ہاشم کے تقریباً تمام مکانات گرادیے گئے ہیں۔ لہٰذا صفاء مروہ کی جانب سے نکلتے ہی یہ مکان سامنے نظر آتا ہے۔ یہ مکان مستطیل شکل میں ہے اب اس جگہ ایک پبلک لائبریری مکتبہ مکۃ المکرمہ کے نام سے قائم ہے جو وزارۃ الحج والاوقاف کے زیر انتظام ہے۔ مکان کے صدر دروازے پر وزارۃ الحج والاوقاف کا بورڈ آویزاں ہے۔ جائے ولادت کا یہ مکان مکہ مکرمہ کے مقامات مقدسہ میں سے ہے کیونکہ اس جگہ کی خاک پاک کو سب سے پہلے حضورﷺ کے جسد اقدس کو چھونے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

☆ امام قطب الدین الحنفی حضورﷺ کے اس جائے ولادت کے سلسلے میں تحریر فرماتے ہیں۔

یستجاب الدعاء فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو موضع مشھور یزار الی الان. (تاریخ القطبی)

حضورﷺ کے مولد مبارک پر دعا کی قبولیت ہوتی ہے۔ یہ مقام بہت مشہور ہے اور آج تک اس کی زیارت کی جاتی ہے۔

واما بنعمۃ ربک فحدث الحمدللہ بندہ ناچیز کو جب پہلی بار 1973ء میں حج کی سعادت نصیب ہوئی تو مولد النبیﷺ کے اس مکان کے اندر حاضری نصیب ہوئی۔ صدیاں گزر جانے کے باوجود مجھ جیسے ناچیز انسان نے اس مکان میں رحمتوں کے نزول اور روحانی سکون کو محسوس کیا۔

تیسرا باب: رضاعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

حلیمہؓ بھید کھلا نہیں

جو خیال آیا تو خواب میں وہ جمال اپنا دکھا گئے
یہ مہک لہک تھی لباس میں کہ مکان سارا بسا گئے
ہمیں دام غم سے چھڑا گئے ہمیں معصیت سے بچا گئے
وہ نبی محمد مصطفےٰؐ کہ جو سوئے عرش علیٰ گئے
یہ حلیمہ بھید کھلا نہیں یہ مقام چون و چرا نہیں
تو خدا سے پوچھ وہ کون تھے تیری بکریاں جو چرا گئے
کہیں حسن بن کے قبول میں کہیں رنگ بن کے وہ پھول میں
کہیں نور بن کے رسول میں وہ جمال اپنا دکھا گئے
ہو درود تم پہ ہزار بار مرے رہنما مرے ناخدا
مرا پار بیڑا لگا گئے مری ڈوبی کشتی ترا گئے

(اکبر وارثی)

حضور ﷺ کو آپ کی والدہ ماجدہ نے تقریباً سات دنوں تک دودھ پلایا۔ پھر حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کچھ دن آپ ﷺ کو دودھ پلایا۔ حضرت ثویبہ ابولہب کی کنیز تھیں۔ ابولہب نے آپ کو حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشخبری دینے پر آزاد کیا تھا۔

بعدازاں یہ عظیم سعادت حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نصیب ہوئی کہ تقریباً دو سال تک دودھ پلانے کا شرف انہیں حاصل رہا۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا خواب

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا جس روز سے نور محمدی ﷺ کی امانت دار ہوئیں۔ اسی روز سے ہدایات کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ قدم قدم پہ رہنمائی کی جاتی تھی۔ حضور ﷺ کا اسم گرامی (محمد) رکھنا بھی بتا دیا گیا تھا یہاں تک کہ دودھ پلانے کیلئے دایہ کا انتخاب کرنے کیلئے بھی رہنمائی کی گئی۔

☆ علامہ معین کاشفی نقل فرماتے ہیں۔

پیش از بس سہ شبا روز در واقعہ دیدم شبے کہ بامن گفتند کہ فرزند خود رابشیر داری از قبیلہ بنی سعد کہ نسبت بابی ذویب داشتہ باشد بسپار. (معارج النبوۃ رکن دوص 63)

حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ (کہ حضرت حلیمہؓ کے تشریف لانے سے) دو تین رات پہلے مجھے خواب میں کہا گیا کہ اپنے فرزند کو دودھ پلانے کیلئے قبیلہ بنی سعد سے اس عورت کے سپرد کرنا جو ابی ذویب سے نسبت رکھتی ہو۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت حلیمہ بنت ابی ذویب ایک حلیم الطبع صابرہ وشاکرہ اور سعادت مند خاتون تھیں۔ بنو سعد قبیلہ سے تعلق تھا دستور کے مطابق اس قبیلے سے سات یا دس عورتیں مکہ مکرمہ جانے کیلئے تیار ہوئیں۔ تاکہ وہاں سے امیروں کے بچے لاکر پالیں اور پھر ان سے انعام حاصل کریں۔ چنانچہ حضرت حلیمہ بھی ان عورتوں کے ساتھ اسی غرض سے آئیں۔ حلیمہؓ کے ساتھ اس کا شیر خوار بچہ عبداللہ اور شوہر حارث بھی تھا۔ حلیمہؓ ان سب عورتوں سے زیادہ غریب تھیں۔ حضرت حلیمہؓ کی اونٹنی بھی ناتواں اور کمزور تھی۔ قبیلے کی عورتیں تیز رفتار سواریوں پر سوار تھیں۔ ان تیز رفتار سواریوں کا ساتھ دینا حضرت حلیمہؓ کی کمزور اونٹنی کے بس کا روگ نہیں تھا۔ اس لئے وہ قافلہ سے بہت پیچھے رہ گئیں۔ دوسری عورتوں نے پہلے پہنچ کر دولت مند گھرانوں کے بچوں کو حاصل کر لیا۔

حلیمہؓ قافلے بھر میں غریب اور سب سے کمتر تھی
پھر اس کی اونٹنی بھی دبلی اور لاغر تھی
بچاری قافلے کے پیچھے پیچھے چلتی آتی تھی
حلیمہؓ چپ تھی کہ بچہ ساتھ تھا اور خشک چھاتی تھی

حضرت عبدالمطلبؓ کیلئے بھی خواب میں رہنمائی کا سلسلہ جاری رہا۔ ان کی رہنمائی کیلئے ان اشعار کا ذکر آیا ہے۔

ما ان لہ غیر الحلیمۃ مرضع
نعم الامینۃ ھی علی الابرار

حلیمہؓ کے سوا کوئی ان کو دودھ پلانے والی نہیں۔ وہ ایک بہترین امینہ تھی جو ابرار کی نگہداشت کرنا چاہتی ہے۔

لا تسلمنه الی سواها انه

امر و جاء من جبار

ہمارے حبیب کو اس کے سوا کسی کے سپرد نہ کرو یہ اللہ کی طرف سے تمہارے لئے خاص حکم ہے۔

حضرت حلیمہؓ کی تشریف آوری کا انتظار

بنی سعد کی عورتیں حضرت حلیمہؓ سے پہلے مکہ مکرمہ کی گلی کوچوں میں پھیل گئیں۔ امیر گھرانے کے بچوں کو حاصل کیا۔ حضرت عبدالمطلبؓ کو جب ان عورتوں کی آمد کا علم ہوا گھر کے دروازے پر کھڑے گویا حضرت حلیمہؓ کی انتظار فرما رہے تھے۔ یہ عورتیں حضرت عبدالمطلبؓ کے گھر بھی آئیں۔ حضرت عبدالمطلبؓ پوتے کا نام لے کر اس کا یتیم ہونا بھی بتلاتے تو عورتیں یہ سن کر باہر سے واپس لوٹتی رہیں۔ (کسی عورت کو حضور ﷺ کے دیکھنے کی نوبت نہ آئی) کیونکہ قدرت کی طرف سے ان کو رد کیا جا رہا تھا۔

☆ علامہ معین کاشفی نقل فرماتے ہیں۔

ہمہ گفتند کہ پدر نہ دارد و تمتع وانتفاع از یتیم متوقع نیست.

(معارج النبوۃ ص 62 رکن دوم)

تمام عورتوں نے کہا کہ بچے کا باپ نہیں یتیم کے پالنے سے نفع (انعام) حاصل کرنے کی امید نہیں۔

حضرت عبدالمطلب نے دیکھا کہ تمام عورتیں گھر سے ہو کر چلی گئیں۔ وہ کیوں نہیں آئی۔ جس کا انتظار ہے۔ اس پریشانی میں آواز دی۔

ھیچ کس باشد از زنان شیردار که رضیع نه گرفته باشد.

(معارج النبوۃ ص 61 رکن دوم)

کہ (بنی سعد کی عورتوں میں) کوئی ہے۔ جس نے ابھی تک دودھ پلانے کیلئے بچہ نہ لیا ہو۔

☆ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں۔

خود را بروے عرض کردم پرسید که تو چه کسی گفتم زنے ام از بنی سعد پر سیدنام تو چیست گفتم حلیمه تبسم کرد گفت بخ بخ خلقان حسنتان سعلو حلم.

(معارج النبوۃ ص 62 رکن دوم)

میں حضرت عبدالمطلبؓ کے پاس گئی۔ حضرت عبدالمطلبؓ نے میری تعریف پوچھی میں نے کہا کہ میں بنی سعد قبیلہ کی عورت ہوں اور میرا نام حلیمہ ہے۔ مسکراتے ہوئے فرمانے لگے واہ واہ تم میں دو چیزیں خوبصورت اور اچھی یکجا پائی جاتی ہیں سعادت اور حلم۔

کہا میں سعد یہ عورت ہوں بدو یہ دایا

حلیمہ نام ہے میں نے کوئی بچہ نہیں پایا

فے یہ سن کے عبدالمطلبؓ اور ہنس کے فرمایا

کہ ہاں اے نیک بی بی اے حلیمہ سعد یہ دایا

حلیمی اور سعادت خوبیاں دو پاس ہیں تیرے

انہیں دونوں کے باعث کام سارے راس ہیں تیرے

☆ حضرت عبدالمطلبؓ نے فرمایا۔

گفت اے حلیمہ مرا کود کیست یتیم	حلیمہؓ میرا ایک یتیم بچہ ہے۔ جس کا نام
محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) نام 1	محمد (ﷺ) ہے میں نے دودھ پلانے
او بر جمیع زنان بنی سعد عرض کردم	کیلئے اس کا نام تمہارے بنی سعد کی
هیچ کس قبول نه کرد همه گفتند پدنه	عورتوں کو پیش کیا ہے مگر کسی نے قبول نہیں
دارد تو تمتع وانتفاع ازیتیم متوقع	کیا۔ سب نے کہا کہ جس کا باپ
نیست.	نہیں۔ اس یتیم بچے کے پالنے سے نفع
(معارج النبوۃ ص 62 رکن دوم)	(انعام) حاصل کرنے کی امید نہیں۔

حضرت عبدالمطلبؓ نے فرمایا مجھے یقین ہے کہ تم اس یتیم بچے کو لے کر فائدہ اٹھاؤ گی۔ حلیمہؓ نے کہا آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے شوہر سے اجازت لے لوں۔ شوہر سے اجازت لیکر واپس آئی۔ حضرت عبدالمطلبؓ سے میں نے کہا وہ فرزند کہاں ہے۔ لایئے میں اسے دیکھوں۔ تو حضرت عبدالمطلبؓ مجھے حضرت آمنہؓ کے پاس لے گئے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے خوش آمدید کہا اور مجھے اس مکان میں لے گئیں جہاں حضورﷺ آرام فرما تھے۔ آپ ﷺ سفید کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے اور جسم مبارک کے نیچے سبز رنگ کا کپڑا تھا۔ آپ ﷺ سوئے ہوئے تھے۔ جسم مبارک سے کستوری کی مانند خوشبو آ رہی تھی میں نے آپ ﷺ کے چہرے سے کپڑا اٹھایا۔ بچے کو دیکھا کہ جس کا مبارک چہرہ سورج کی مانند چمک رہا تھا۔ میں آہستہ آپؐ کے قریب ہوئی اور اپنا ہاتھ آپ کے سینہ مبارک پر رکھا۔ آپؐ نے آنکھیں میری طرف دیکھنے کیلئے کھولیں۔

---

1 بعض حضرات نے اس مقام پر یوں تحریر کیا ہے کہ جو عورت حضورﷺ کو دیکھتی اور پھر سنتی کہ حضور یتیم ہیں۔ قبول نہ کرتی جو عورت حضور کو

فخرج من عينيه نور حتى دخل خلال السماء و انا انظر فقبلته بين عينيه۔

(مواہب ص 28 ج 1)

اس وقت آپ کی آنکھوں سے ایک نور نکلا۔ یہاں تک وہ نور آسمان میں داخل ہوا۔ اور میں یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ پھر میں نے آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ حلیمہ کیا تو نے ہمارے اس بچے کو دودھ پلانے کا ارادہ کر لیا ہے۔ حلیمہ فرماتی ہیں۔ میں نے کہا۔ ہاں حضرت عبدالمطلب نے میرے لئے دعا کی۔ یا اللہ حلیمہ کو محمد ﷺ سے سعادت مند فرما۔

دیکھتی..... اور قبول نہ کرتی یہ عبارت دل کو بھانے والی نہیں کسی عورت کا حضور ﷺ کو دیکھنا اور پھر قبول نہ کرنا۔ ایں خیال است ومحال است وجنون ذرا اس عورت (حلیمہ) سے پوچھیں جس نے حضور ﷺ کو دیکھا۔ ویسے معارج النبوۃ کی مذکورہ بالا عبارت کی رو سے (نام اور ابر جمیع زنان بنی سعد عرض کردم) کسی عورت کیلئے حضور ﷺ کو دیکھنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ کیونکہ حضرت عبدالمطلب آپ کا نام ہی پیش کرتے رہے۔ (عرض علیها رسول الله ای عرض علیها اسمه) اصل میں وہ حضرت حلیمہ کے انتظار میں تھے کیونکہ والدہ ماجدہ اور حضرت عبدالمطلب کو یہ رہنمائی کر دی گئی تھی کہ آپ کو دودھ پلانے کیلئے قبیلہ بنو سعد سے اس عورت کے سپرد کرنا۔ جس کی نسبت ابی ذویب سے ہو۔ پھر کسی دوسری عورت کو آپ کے دکھلانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ هذا ما عندی و العلم عند الله علمه اعلی و اتم۔

عدل وانصاف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں لیا۔ اس سے قبل میری چھاتی خشک تھی۔ گود میں لیتے ہی دودھ چھاتی میں جوش مارنے لگا۔ میں نے دایاں پستان آپؐ کے منہ میں دیا۔ آپؐ نے دودھ پینا شروع کردیا جب میں نے بایاں پستان ان کی طرف کیا تو رک گئے اور یہی معمول پورے دوسال تک قائم رکھا۔ یہ عدل وانصاف کی بات تھی۔ کیونکہ آپ جانتے تھے کہ آپ کا ایک رضاعی بھائی بھی ہے۔ بایاں پستان ہمیشہ ان کیلئے چھوڑے رکھا۔

وذالک من عدلہ لانہ علم ان لہ شریکا فی الرضاعۃ۔

یہ انصاف کی بات تھی۔ کیونکہ آپؐ جانتے تھے کہ ان کا رضاعی بھائی بھی ہے۔

(خصائص کبریٰ ص 59 ج 1)

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں بھی اپنا دایاں پستان ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے محفوظ رکھتی۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ اب میں چاہتی تھی کہ جلدی سے آپؐ کو اپنے مکان پر لے جاؤں تاکہ میرا شوہر بھی آپؐ کے دیدار سے شرف حاصل کرے۔ میں آپ کو گھر لائی۔ جب میرے خاوند کی نظر آپؐ کے چہرہ اقدس پر پڑی جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ اور کہا اے حلیمہؓ میں نے انسانوں میں ان سے بڑھ کر کسی کو خوبصورت نہیں دیکھا۔ اللھم صل وسلم علیہ والہ قدر حسنہ وجمالہ حلیمہؓ کے شوہر حارث کہتے ہیں۔ میں نے اونٹنی کو دیکھا۔ جو ایک قطرہ بھی دودھ نہیں دیتی تھی۔ یکا یک اس کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ حارث کہتے ہیں۔ میں نے اتنا دودھ دوہا۔ کہ ہم دونوں نے خوب سیر ہو کر پیا۔

☆ حارث یوں بولے۔

والله انی لاراک قد اخذت نسمة مبارکة. (البدایۃ والنہایۃ ج 2 ص 255 شرح شفا ملا علی قاری حاشیہ نسیم الریاض ص 276 ج 3 مواہب ج 1 ص 28)

واللہ۔ بخدا۔ اے حلیمہؓ تو نے بڑی ہی برکت والی روح (ذات) حاصل کر لی ہے۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ ہم نے تین راتیں مکہ مکرمہ میں گزاریں۔

حضرت حلیمہ سعدیہؓ کی واپسی

حضرت حلیمہؓ کے ساتھ آنیوالی خواتین نے آپ کا انتظار نہ کیا۔ وہ اس خیال میں تھیں۔ کہ اس کی اونٹنی کمزور اور سست رفتار ہے۔ اسے ساتھ لیکر چلنا بڑا مشکل ہوگا۔

حضرت حلیمہؓ نے حضرت آمنہؓ سے اجازت لی انہیں الوداع کیا۔ حلیمہؓ کے شوہر نے اونٹنی پر کجاوہ کسا اور دراز گوش کو تیار کیا۔ اور منزل کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے دیکھا۔ کہ ہماری سواری نے کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے تین سجدے کئے۔ حضور ﷺ کی برکت سے ہماری سواری میں تیز رفتاری آ گئی۔ رفتار کیساتھ اس کی ظاہری حالت بھی بدل گئی۔ اب وہ گوشت پوست سے آراستہ ہوگئی۔ تھوڑی ہی دیر میں مجھ سے پہلے روانہ ہونے والی عورتوں کی سواریوں سے آگے نکل گئی۔ عورتیں بولیں۔

یابنت ابی ذویب اهذاه تانک التی خرجت علیهامعنا. (البدایہ والنہایہ ج 2 ص 255 شرح شفاء ملا علی قاری حاشیہ نسیم الریاض ص 276 ج 3 مواہب ج 1 ص 28)

اے بنت ابی ذویب کیا تیری یہ وہی سواری ہے جس پر سوار ہو کر تو ہمارے ساتھ آئی تھی۔

یکایک ہمراہیوں کے پاس سے جس دم گزرتی تھی

تو ہر عورت تعجب کا وہیں اظہار کرتی تھی

ارے یہ اونٹنی پہلی ہی ہے یا اور ہے کوئی

نہیں پہلی کہاں ایمان سے کہنا اور ہے کوئی

☆ حضرت حلیمہؓ نے فرمایا۔

فاقول تالله انهاهي فتعجبن منها و يقلن ان لهالشاناعظيما. (مواہب ج1 ص28 البدایۃ والنہایہ ص 255 ج2)

فرماتی ہیں میں نے کہا اللہ کی قسم یہ وہی سواری ہے وہ عورتیں اس سواری سے تعجب کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ البتہ اس سواری کی ضرور کوئی بڑی شان ہے۔

حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں۔ (طائف) بنو سعد میں قحط تھا۔ جب ہم قبیلہ بنی سعد کی زمین پر پہنچ گئے۔ تو آپ کی برکت سے ہم نے تنگی اور نقصان کا منہ نہیں دیکھا۔ میری بکریاں خوب پیٹ بھر کر اور دودھ سے بھرے ہوئے تھنوں کیساتھ واپس گھر لوٹتیں بنی سعد کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے تم اپنی بکریاں اس چراگاہ میں کیوں نہیں چراتے جہاں حضرت حلیمہؓ کی بکریاں چرتی ہیں۔ وہ جواب دیتے کہ تمام مویشی ایک ہی چراگاہ میں چرتے ہیں۔ مگر پھر بھی ان کے جانور خالی آتے بھلا چراگاہ میں کیا رکھا تھا! اصل میں وہ آپ کی برکت کی وجہ تھی۔ ہم برابر خیر و برکت کا مشاہدہ کرتے رہے۔

(کذافی المواہب ج1 ص28)

یہاں پر قحط تھا ہر سو نہ دانہ تھا نہ چارہ تھا

کہ اب تک مینہ نہ برسا تھا یہاں جس کا سہارا تھا

حلیمہ کی زمین کا حال سب لوگوں سے بدتر تھا
بھی تھی زمین اس کا زیادہ حصہ بنجر تھا
وہ لے آئی تھی لیکن گھر میں اس سامان رحمت کو
مٹایا جس کی ذات پاک نے ہر ایک زحمت کو
چرائی کے لئے ہر صبح اس کی بکریاں جاتیں
خدا کے فضل سے سب سیر ہو کر پیٹ بھر آتیں

حضرت حلیمہؓ کا گھر روشن ہو گیا

☆ امام ابن جوزیؒ نقل کرتے ہیں کہ سیدہ حلیمہ سعدیہ فرمایا کرتی تھیں۔

اذا ارضعته فی المنزل استغنی به من المصباح.

جن دنوں میں رسول خدا ﷺ کو دودھ پلایا کرتی ان دنوں مجھے گھر میں چراغ کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔

چنانچہ ایک دن مجھ سے حضرت خولہؓ نے پوچھا کہ کیا تم گھر میں رات کو آگ جلائے رکھتی ہو جس سے تمہارے گھر میں روشنی رہتی ہے میں نے جواباً کہا۔

لا واللہ ما اوقدت نارا ولكنه نور محمد صلی الله علیه وسلم.

خدا کی قسم آگ نہیں جلاتی بلکہ یہ روشنی نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی ہے۔

(المیلاد النبوی)

☆ تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی شمائل محمدیہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت حلیمہؓ سے مروی ہے۔

ما كنا نحتاج الى السراج من يوم اخذناه لان نور وجهه كان انور من السراج فاذا احتجنا الى السراج في مكان جنابه فتنورت الامكنة ببركته صلى الله عليه وسلم.

جس دن سے ہم آپ ﷺ کو اپنے گھر لائے اس دن سے ہمیں گھر میں چراغ جلانے کی حاجت نہ رہی۔ کیونکہ آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کا نور چراغ سے زیادہ منور تھا۔ جب کبھی ہمیں کسی جگہ چراغ کی ضرورت ہوتی ہم آپ کو اٹھا کر وہاں لے جاتے آپ ﷺ کی برکت سے تمام جگہ روشن ہو جاتی۔

طہارت و پاکیزگی

عام مشاہدے کی بات ہے کہ بچے بچپن میں بستر پر کبھی کپڑوں میں پاخانہ پیشاب کر دیتے ہیں۔لیکن آپ ﷺ نے کبھی پاخانہ پیشاب کپڑوں میں نہ کیا۔بلکہ دونوں کے وقت مقرر تھے۔اس وقت آپ کو اٹھانے والے اٹھا کر جائے ضرورت میں پاخانہ پیشاب کرا لیتے۔اور کبھی آپ کا ستر برہنہ نہ ہوا۔اگر کپڑا اتفاقاً اٹھ جاتا تو فرشتے فوراً ستر چھپا دیتے۔

آپ ﷺ کی نشو و نما

آپ ﷺ کی نشو و نما حیرت انگیز طور پر عام بچوں سے مختلف تھی امام عبداللہ مروزیؒ نے مفاخر میں ایک روایت بیان کی ہے۔کہ جب رسول ﷺ دو ماہ کے ہوئے بچوں کے ساتھ ہر طرف ہاتھوں اور قدموں کے بل چلتے پھرتے تھے۔اور جب تین ماہ کے ہوئے تو اٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔جب چار ماہ کے ہوئے دیوار کے ساتھ ہاتھ رکھ کر ہر طرف چلتے تھے پانچ مہینوں میں چلنے پھرنے کی پوری طاقت حاصل کر لی اور جب چھ ماہ کے ہوئے تیز چلنا شروع کر دیا۔جب آٹھ ماہ کے ہوئے بولنا شروع کر دیا اور نو ماہ کی عمر میں فصیح کلام فرمانے لگے۔(معارج النبوۃ ص 65)

آغاز گفتگو اور پہلا کلام

حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے جو کلام سب سے اول زبان مبارک سے ادا فرمایا وہ یہ تھا لا الٰہ اللہ قدوساقدوسانامت العیون والرحمن لاتاخذہ سنۃ ولانوم۔(معارج النبوۃ ص 65 رکن دوم)

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ دو سال کے ہوئے اور میں نے آپ ﷺ کا دودھ چھڑایا تو اس وقت سب سے پہلا کلام یوں فرمایا۔

اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا. (مواہب ص29ج1)

بادلوں کا سایہ

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کو دور نہ جانے دیتی تھی۔ ایک بار مجھے خبر نہ ہوئی۔ آپ ﷺ اپنی رضاعی بہن شیما کے ساتھ دوپہر کے وقت مواشی کی طرف چلے گئے۔ حلیمہ فرماتی ہیں میں آپ کی تلاش میں نکلی یہاں تک کہ آپ کو بہن کے ساتھ پایا۔ میں نے شیما کو کہا کہ اس گرمی میں ان کو ساتھ کیوں لائی ہو۔

فقالت اخته یا امة ما وجد اخی حرا رایت غمامة تظل علیه اذا وقف وقفت واذا سار سارت.

(البدایہ والنہایہ ص256ج2)

بہن نے کہا کہ اماں میرے بھائی کو گرمی محسوس تک نہیں ہوئی۔ میں نے ایک بادل کا ٹکڑا دیکھا جو آپ پر سایہ کئے ہوئے تھا۔ جب آپ ٹھہر جاتے وہ بھی ٹھہر جاتا اور جب آپ چلتے تو وہ بھی چلنے لگ جاتا۔

حضرت حلیمہ کی آرزو

آپ ﷺ کی عمر دو سال ہوگئی۔ حضرت حلیمہ نے آپ کا دودھ چھڑایا۔ اور سوچا کہ اب یہ امانت دستور کے مطابق حضرت آمنہ کو پہنچادی جائے۔ آخر ایک دن تیاری کی رخت سفر باندھا۔ مکہ مکرمہ حضرت آمنہ کے پاس پہنچی۔ حضرت آمنہ نے اپنے لخت

جگر کو دیکھا۔ خوش ہوئیں حضرت حلیمہؓ نے یوں عرض کیا کہ مکہ مکرمہ میں اس وقت وبا پھیلی ہوئی ہے۔ آپ مناسب سمجھیں تو مزید کچھ عرصہ کے لئے اپنے لختِ جگر کو میرے پاس رہنے دیں۔ حضرت آمنہؓ رضامند ہو گئیں۔ حضرت حلیمہؓ کی دلی آرزو پوری ہو گئی۔ خوشی خوشی آپؐ کو اپنے ساتھ لے کر گھر لوٹ آئیں۔ ابھی تقریباً تین ماہ ہی گزرے تھے کہ شقِ صدر کا واقعہ رونما ہوا۔

شقِ صدر

شقِ صدر حضورﷺ ایک دن اپنے رضاعی بھائی عبداللہ کے ساتھ بستی کے پیچھے بکریوں کے ریوڑ کے ساتھ پھر رہے تھے کہ آپ کا بھائی دوڑتا ہوا گھر آیا۔ اور کہا کہ میرے قریشی بھائی کے پاس سفید کپڑوں میں ملبوس دو شخص آئے۔ انہوں نے آپ کو پہلو کے بل لٹا کر آپ کا پیٹ چاک کر دیا ہے۔ حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں۔ یہ سن کر میں اور میرا خاوند دوڑتے ہوئے گئے ہم نے دیکھا کہ آپ کھڑے ہیں ہم نے آپ کو گلے سے لگایا اور پوچھا بیٹا تجھے کیا ہوا۔ آپؐ نے بیان فرمایا کہ دو شخص جو سفید کپڑوں میں ملبوس تھے۔ میرے پاس آئے۔ انہوں نے مجھے پہلو کے بل لٹایا میرا پیٹ چاک کیا۔ اندر سے کوئی شئے نکالی اور وہ باہر رکھ دی پھر میرے پیٹ کو پہلی حالت یعنی پھیر دیا۔ یہ شقِ صدر کا پہلا واقعہ ہے۔

شقِ صدر چار مرتبہ ہوا ایک وہ جس کا ذکر اوپر ہوا۔ دوسری مرتبہ دس سال کی عمر میں تیسری مرتبہ غارِ حرا میں چوتھی مرتبہ معراج شریف کے موقع پر۔ انسانی جسم کے اندر دل ایک ایسا عضو ہے جس کی حرکت پر انسانی زندگی کی بقاء کا دارومدار ہے۔ حرکتِ قلب بند ہو جانے سے انسانی حیات کی بقا ممکن نہیں۔ لیکن یہ حضورﷺ کی شان ہے کہ شقِ صدر کے موقع پر دل مبارک بدن سے باہر نکالا جاتا رہا۔ (فاستخرج قلبی۔ استخرجا قلبی)

لیکن آپ ﷺ کی حیات طیبہ کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہوا۔حتیٰ کہ کوئی بے ہوشی تک نہ آئی۔شق صدر کے سارے عمل کو آپ اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے۔ملائکہ کو ایمان وحکمت سے بھرا ہوا طشت لاتا۔پھر طشت سے قلب مبارک میں ملائکہ کو ایمان وحکمت بھرتے دیکھنا یہ ساری چیزیں ہماری سمجھ سے بالا ہیں۔ہم اس ایمان اور حکمت کی عظمتوں کو سوچ تک نہیں سکتے جنہیں آپ کے سینہ مبارک کے اندر بھرا جاتا رہا۔اور بار بار شق صدر کے یہ واقعات ہوتے رہے۔اللہ تعالیٰ جل شانہ ہی بہتر جانتے ہیں کہ اس ایمان وحکمت کی عظمتیں کتنی تھیں اور کیا تھیں اور یہ آپ کی خصائص سے ہیں۔

☆ حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں۔

شق صدر کے واقعہ کے بعد میرے خاوند نے مجھے کہا۔حلیمہؓ مجھے ڈر ہے کہ ہمارے اس بیٹے کو آسیب کا اثر ہوا ہے قبل اس کے کہ بچے کو اور کوئی تکلیف پہنچے۔بچے کو اپنی والدہ کے پاس چھوڑ آئیں۔چنانچہ ہم آپ کو مکہ مکرمہ میں اپنی والدہ کے پاس لائے۔حضرت آمنہؓ نے فرمایا۔حلیمہ تو انہیں بڑے اصرار کے ساتھ لے گئی تھی کیا بات ہوئی۔اتنی جلدی ان کو واپس کیسے لے آئی۔بڑے اصرار کے بعد حضرت حلیمہؓ نے حقیقت کی وضاحت کی اور شق صدر کا واقعہ بلا کم وکاست بیان کر دیا۔

حضرت آمنہؓ نے فرمایا۔حلیمہؓ میرے بیٹے کی بڑی شان ہے۔اللہ کی قسم (میرے بیٹے پر) شیطان کا کوئی اثر نہیں۔

حضرت حلیمہؓ کی دوبارہ واپسی

حضرت حلیمہؓ نے رضاعی ماں ہونے کی حیثیت سے خدمت کا حق ادا کر دیا تھا۔اور اپنی وسعت اور بساط کے مطابق آپ کی خوب خدمت کی تھی۔حضرت آمنہؓ ان سے

بہت خوش تھیں۔ اس خدمت پر حضرت حلیمہ کو مال و دولت تحائف و ہدایا سے لاد دیا گیا۔

☆ خود حضرت حلیمہؓ کی زبانی۔

حلیمہ گفت مارا چندان مال ونعمت عبدالمطلب و آمنہ ہریک جدا جدا ارزانی داشتند کہ اوصاف او در دھان نمے گنجد. (معارج النبوۃ 72 رکن دوم)

فرماتی ہیں کہ حضرت عبدالمطلبؓ اور حضرت آمنہؓ نے الگ الگ مجھے اس قدر مال و دولت دی کہ اس کی توصیف نہیں کی جا سکتی۔

حضرت حلیمہؓ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی

حضرت حلیمہؓ کے گھر آپؐ کے طفیل انوار و برکات کی بارشیں تھیں۔ انوار و برکات کے دو سال پلک جھپکنے میں گزر گئے تھے۔ حضرت حلیمہ کو آپؐ سے سچی محبت تھی اسی محبت کی بناء پر مدت رضاعت ختم ہونے کے باوجود حضرت آمنہؓ سے بڑا اصرار کر کے دوبارہ آپ کو اپنے ساتھ لے گئیں تھیں۔ حضرت حلیمہؓ کے لئے جدائی کے یہ لمحات ناقابل برداشت تھے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم را بجد او گذاشتیم اگرچہ بصورت دل از وصالش برداشتیم اما بحقیقت (معارج النبوۃ ص 73 رکن دوم)

محمد کو ہم نے ان کے دادا کے پاس چھوڑ دیا اگرچہ بظاہر اس کے وصال سے دل اٹھا لیا۔ لیکن درحقیقت..... نکندم دل زمہر او ولیکن جان بے کندم۔

آخر آپ کی جدائی کا غم لے کر مکہ مکرمہ سے گھر کیلئے روانہ ہوئیں۔ حضرت آمنہؓ نے آپ کو دعاؤں سے رخصت فرمایا۔

حضرت حلیمہؓ کی دربار رسالت ﷺ میں تشریف آوری

☆ علامہ شہاب الدین الخفاجی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت حلیمہؓ کی تشریف آوری کا ذکر (بعثت سے قبل) یوں فرمایا ہے۔

فاتتہ صلی اللہ علیہ وسلم زمن خدیجہ فاعطاھا اربعین شاۃ وجملا۔

حضرت حلیمہؓ ایک دفعہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اس وقت حضرت خدیجہؓ سے آپ کی شادی ہو چکی تھی۔ حضور ﷺ نے ان کو چالیس بکریاں عطا فرمائیں۔ اور ایک اونٹ بھی عطا فرمایا۔

عن ابی الطفیل قال رایت النبی ﷺ یقسم لحما بالجعرانۃ اذاقبلت امراۃ حتی دنت الی النبی ﷺ فبسط لھا رداہ فجلست علیہ فقلت من ھی قالوا ھی امہ التی ارضعتہ.

(رواہ ابوداؤد مشکوۃ ص 420)

حضرت ابی الطفیلؓ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو دیکھا آپ جعرانہ کے مقام پر گوشت تقسیم فرما رہے تھے اچانک ایک عورت حضور ﷺ کی طرف آتی نظر آئی۔ جب وہ آپؐ کے قریب پہنچی۔ (تو آپؐ اٹھ کھڑے ہوئے) آپؐ نے اپنی چادر بچھائی وہ عورت چادر پر بیٹھ گئی۔ (میں نے اس عورت کی اتنی تعظیم اور تکریم کو دیکھا) پس میں نے کہا (پوچھا) کہ یہ عورت کون ہے۔ مجھے بتلایا گیا کہ آپ کی رضاعی ماں ہے۔

صاحب مرقاۃ فرماتے ہیں کہ یہ عورت حضرت حلیمہ تھیں۔ جو حنین کے موقع پر تشریف لائی تھیں۔

فقام الیھا وبسط ردائه لها فجلست علیها. (مواہب ص 216 ج 1 حاشیہ مشکوۃ ص420)

آپ ﷺ ان کے لئے کھڑے ہوئے اور اپنی چادر بھی ان کیلئے بچھائی۔ حضرت حلیمہ چادر پر بیٹھیں۔ (حضور ﷺ کا اپنی چادر پر ان کو بٹھانا بہت بڑا اعزاز تھا۔) یے L

حضور ﷺ کی چادر مبارک کی شان

حضور ﷺ ایک دفعہ اپنے کسی حجرہ میں تشریف لے گئے۔ صحابہ کرامؓ اس قدر آپ کی خدمت میں حاضر ہونا شروع ہوئے کہ حجرہ شریف بھر گیا۔ حضرت جریر بن عبداللہ تشریف لائے۔ اندر جگہ نہ دیکھی تو دہلیز پر بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ نے حضرت جریر بن عبداللہؓ کو دہلیز پر بیٹھا دیکھا تو آپؐ نے اپنی چادر مبارک لپیٹ کر ان کی طرف ڈالی۔ اور فرمایا کہ اس چادر پر بیٹھ جاؤ۔ حضرت جریرؓ نے چادر مبارک کو لے کر آنکھوں سے لگایا۔ چادر مبارک کو بوسہ دیا۔ اور رونے لگے۔ اور پھر چادر مبارک تہہ کر کے آپ کی طرف واپس کی اور عرض کیا۔ یارسول اللہ میں اس قابل نہیں کہ آپ کے کپڑے (چادر) پر بیٹھوں اللہ تعالیٰ آپ کا اکرام فرمائے جس طرح آپؐ نے میرا اکرام فرمایا۔ (مذاق العارفین ص330)

(اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کو کتنی شان وعظمت سے سرفراز فرمایا کہ ان کو حضور ﷺ کی بابرکت چادر پر بیٹھنا نصیب ہوا) ذالک فضل الله یعطیه من یشاء.

دولت ایمان کا شرف

☆ حضرت علامہ خفاجی تحریر فرماتے ہیں۔

وذکر فی الوفاء انها اسلمت هی وزوجها وبنتها. (نسیم الریاض ص420 ج3)

وفا میں ہے کہ حضرت حلیمہ اس کا شوہر اور اس کی بیٹی مشرف با اسلام ہوئے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لطف وکرم اور اس کے حبیب ﷺ کے نقش پا، کے صدقے خلقت سے رضاعت تک کے حالات وواقعات مختصر طور پر تحریر کیے گئے ہیں۔ اگلے صفحات پر آمد مصطفیٰ کے تذکرے محافل میلاد النبی ﷺ کی اہمیت وضرورت اور ان کی شان وعظمت کے بارے میں تحریر کیا جاتا ہے۔

آمد مصطفیٰ ﷺ کے تذکرے

☆ قرآن پاک میں سے چند مقامات کا ذکر جمیل ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم بالمومنین رء وف رحیم ۝ فان تولو افقل حسبی الله لا اله الا هو علیه توکلت وهو رب العرش العظیم. (پارہ 4 ع6)

بیشک تشریف لایا ہے تمہارے پاس ایک برگزیدہ رسول تم میں سے گراں گزرتا ہے اس پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت ہی خواہشمند ہے تمہاری بھلائی کا مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا بہت رحم فرمانیوالا ہے (اے حبیب) پھر اگر منہ موڑ لیں تو آپ فرمادیں کافی ہے مجھے اللہ نہیں کوئی معبود بجز اس کے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔

کم کی ضمیر کا مرجع بعض نے اہل العرب کو قرار دیا ہے لیکن صحیح قول یہی ہے جو علامہ قرطبیؒ نے زجاج سے نقل کیا ہے۔ھی مخاطبة لجمیع العالم ۔سارے جہاں کو خطاب ہے کیونکہ حضور سب انسانوں کے رسول بن کر تشریف لائے ہیں۔رسول میں تنوین تعظیم کی ہے عنت کہتے ہیں مشقت وشدت کو یہاں ما یا تو مصدریہ ہے یا موصولہ یعنی ہر وہ چیز جس سے اے اولاد آدم! تمہیں تکلیف پہنچتی ہو وہ حضورؐ کے قلب رحیم پر بھی گراں گذرتی ہے اور ہر وہ چیز جس سے تمہارا بھلا ہو اس کے حضور بہت خواہشمند ہیں۔امت کے ساتھ اس کے آقا کا جو رشتہ محبت والفت ہے اس کا بیان ان پاکیزہ الفاظ سے زیادہ بلیغ پیرایہ میں ادا کرنا ممکن نہیں۔عزیز علیه ان تدخلوا النار وحریص علیکم ان تدخلوا الجنة ۔جب سارے نوع انسانی کے ساتھ اس نبی اکرم کا یہ رشتہ ہے تو اپنے ان غلاموں پر آپ کا سحاب جودوکرم کس طرح برستا ہوگا۔اس کا اظہار ان کلمات سے فرمایا رؤف مبالغہ کا صیغہ ہے۔اس کا معنی ہے البالغ فی الرافة والشفقة وقال الحسین بن فضل لم یجمع الله لاحد من الانبیاء اسمین من اسمائه الاللنبی محمد ﷺ قال عبدالعزیز بن یحییٰ عزیز علیه ماعنتم ای لایھمه الاشانک ۔''رؤف کا معنی ہے بے حد مہربانی اور شفقت فرمانیوالا حسین بن فضل نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے دو ناموں کو محمد ﷺ کے سوا کسی نبی میں جمع نہیں فرمایا۔ عبدالعزیز بن یحییٰ فرماتے ہیں عزیز علیہ الخ کا مفہوم ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے نزدیک تمہاری فلاح و بہبود کے سوا کوئی چیز اہمیت نہیں رکھتی۔اگر بے سمجھ اس رسول کی تعظیم کو تسلیم نہ کریں اور ان کی اطاعت کو فرض نہ جانیں تو اے محبوب تمہیں کیا تیرا نگہبان وہ اللہ ہے جو عرش عظیم کا مالک ہے۔(ضیاء القرآن)

سر چشمہ رشد و ہدایت کی آمد

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله.

(القصف آیت نمبر 9)

(اللہ) وہی تو ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ دین اسلام کو کل دینوں پر غالب کرے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ساری دنیا کی ہدایت کیلئے اپنے رسول ﷺ کو بھیجا تا کہ اس کے لائے ہوئے دین کا غلبہ ہو۔ سارا کفر و شرک اگر اپنی قوتوں کو یکجا کرلے ، اکٹھا کرلے تب بھی وہ شمع حق کے پروانوں کو ہراساں نہیں کرسکتا۔ (الا ان حزب الله هم الغالبون)

سراج منیر کی آمد

یا ایها النبی انا ارسلنک شاهدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی الله باذنه و سراجا منیرا. (پارہ نمبر 22/2)

اے نبی تحقیق ہم نے آپ کو گواہ کرکے بھیجا ہے اور خوشخبری دینے والا اور بلانے والا اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے اور چراغ روشن۔

انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں سے عہد لیتے ہوئے آپ ؐ کے تذکرے

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آپ ﷺ کی ذات اقدس کیلئے انبیاء علیہم السلام سے اور پھر انبیاء علیہم السلام نے اپنی امتوں سے آپ ﷺ کیلئے عہد اور میثاق لئے۔ (سبحان اللہ ما اکرمک)

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ء اقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا و انا معکم من الشھدین.

(سورہ آل عمران تلک الرسل)

(یاد کرو) جب عہد لیا اللہ نے نبیوں سے کہ جو میں تمہیں کتاب وحکمت دوں پھر آئے تمہارے پاس رسول تصدیق کرتا ہوا اس کی جو تمہارے ساتھ ہے تو ضرور تم اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا اور پھر فرمایا کیا تم نے اس پر اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب انبیاء نے عرض کیا کہ ہم ایمان لائے فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

حضرت سیدنا علی اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک نبی سے یہ پختہ وعدہ لیا کہ اگر اس کی موجودگی میں سرور عالم وعالمیان محمد رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوں تو اس نبی پر لازم ہے کہ وہ حضور کی رسالت پر ایمان لا کر آپ کی امت میں شمولیت کا شرف حاصل کرے اور ہر طرح حضور کے دین کی تائید و نصرت کرے اور تمام انبیاء نے یہی عہد اپنی امتوں سے لیا۔ السید المحقق محمود الالوسی صاحب روح المعانی تحریر فرماتے ہیں۔ ومن ھذا ذھب العارفون الی انہ صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم ھو النبی المطلق و الرسول الحقیقی و المشرع الاستقلالی وان من سواہ من الانبیاء علیھم الصلوۃ والسلام فی حکم التبعیۃ لہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔یعنی اسی لیے عارفین نے فرمایا ہے کہ نبی مطلق رسول حقیقی اور مستقل شریعت کے

لانے والے حضور نبی کریم محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور جملہ دیگر انبیاء حضور علیہ السلام کے تابع ہیں۔ (روح المعانی)

شب معراج تمام انبیاء کرام کا بیت المقدس میں مجتمع ہو کر حضور فخر کائنات کی امامت میں حضور کی شریعت کے مطابق نماز ادا کرنا اسی بلند مرتبہ عبد کی عملی توثیق تھی اور امام الانبیاء والمرسلین کی عظمت شان اور جلالت قدر کا صحیح اندازہ قیامت کے روز ہوگا جب ساری مخلوق خوف خدا سے لرزہ براندام ہوگی اور مصطفےٰ علیہ التحیہ والثناء لواحمد ہاتھ میں لیے مقام محمود پر فائز ہوں گے۔ اللھم صلی علی حبیک وصفیک صاحب لواء الحمد والمقام المحمود وبارک وسلم۔ (ضیاء القرآن)

دعائے خلیل علیہ السلام میں آپ ﷺ کا تذکرہ

☆ قرآن کریم میں ہے۔

ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم ایتک ویعلمھم الکتب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔

(بقرۃ آیت نمبر 129)

اے ہمارے رب! بھیج ان میں ایک برگزیدہ رسول انہیں میں سے تاکہ پڑھ کر سنائے انہیں تیری آیتیں اور سکھائے انہیں یہ کتاب اور دانائی کی باتیں اور پاک وصاف کردے انہیں بے شک تو ہی ہے بہت زبردست (اور) حکمت والا۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کی تعمیر کے موقع پر اپنے لئے اور اپنی اولاد کیلئے دعا مانگنے کے بعد اللہ تعالیٰ جل شانہ سے ایک جلیل القدر رسول کی بعثت کیلئے یہ دعا فرمائی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس دعا کا مصداق کون ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔

☆ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

انا دعوۃ ابراھیمؑ۔ — میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔ (سبحان اللہ ما اکرمک)

بشارت عیسیٰ علیہ السلام میں آپ ﷺ کا تذکرہ

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

واذقال عیسی ابن مریم یبنیٰ اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقالمابین یدی من التوراۃ ومبشرابرسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ (الصف آیت نمبر 6)

اور یاد کرو جب فرمایا عیسیٰ فرزند مریم نے اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں میں تصدیق کرنے والا ہوں تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی ہے اور خوشخبری دینے والا ہوں ایک رسول کی جو تشریف لائیگا میرے بعد اس کا نام نامی احمد ہوگا۔

تشریح: تمام انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کو حضور ﷺ کی آمد کی خوشخبری سناتے رہے۔ لیکن جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ ﷺ کی آمد کی خوشخبری دی وہ کسی اور نبی سے منقول نہیں۔ اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد حضور ﷺ کے سوا کوئی دوسرا نبی آنیوالا نہیں تھا۔

احسان عظیم کا ذکر کرتے ہوئے آپ ﷺ کا تذکرہ

حضور ﷺ کی آمد کو مومنوں کیلئے خصوصی طور پر احسان عظیم قرار دیا گیا۔

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لقدمن الله علی المئومنین اذبعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین. (پارہ 7)

یقیناً بڑا احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے پڑھتا ہے ان پر اللہ کی آیتیں اور پاک کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے انہیں قرآن اور سنت اگرچہ وہ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے بیت اللہ شریف کی تعمیر کے موقع پر جو دعائیں مانگیں تھیں ان دعاؤں میں انہی صفات سے موصوف رسول اللہ ﷺ کی بعثت کیلئے بھی عرض کیا گیا تھا۔ قرآن پاک کی اس آیت کریمہ میں بتایا جارہا ہے کہ وہ دعا قبول ہوگئی۔

نیز ایمان والوں کو آگاہ کیا گیا کہ ایسے جلیل القدر رسول ﷺ کی آمد تمہارے لئے رب تعالیٰ کا احسان عظیم ہے۔ غور فرمائیں کوئی تو ایسی بات تھی کوئی تو ایسا راز تھا کہ آپ کی آمد کو احسان عظیم قرار دیا۔

ولادت باسعادت کا ذکر جمیل

حضور ﷺ نے ولادت باسعادت کا ذکر جمیل خود فرمایا۔

☆ حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے گویا کہ حضرت عباسؓ نے دشمنوں کا کوئی طعن سن رکھا تھا۔ نبی ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے فرمایا میں کون ہوں صحابہ نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب

ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا مجھ کو بہترین خلقت میں پیدا کیا پھر ان کے دو گروہ بنا دیئے مجھ کو ان کے بہترین فرقہ میں کیا پھر ان کو قبائل میں تقسیم کر دیا مجھ کو بہترین قبیلہ میں کر دیا۔ پھر ان کے گھرانے بنائے مجھ کو بہترین گھرانے میں پیدا کیا۔ میں بہترین ذات کا اور بہترین حسب والا ہوں۔ (ترمذی شریف)

☆ حضرت واثلہ بن اسقع سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل سے کنانہ کو چن لیا۔ کنانہ سے قریش کو چن لیا اور قریش سے بنو ہاشم کو چنا۔ اور بنو ہاشم میں مجھ کو چن لیا۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے) حضرت ترمذی کی ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کی اولاد سے اسماعیل کو چن لیا اور اسماعیل کی اولاد سے بنو کنانہ کو چن لیا۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں بنی آدم کے بہترین طبقوں میں پیدا کیا گیا ہوں ایک صدی کے بعد دوسری صدی گذرتی گئی۔ یہاں تک کہ میں اس صدی میں پیدا ہوا۔ جس میں پیدا ہوا۔ (بخاری شریف)

☆ حضرت عرباضؓ بن ساریہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کے ہاں میں خاتم النبین لکھا ہوا تھا جبکہ آدم علیہ السلام اپنی گوندھی ہوئی مٹی میں پڑے تھے۔ میں تم کو اپنے امر کی ابتداء بتلاتا ہوں کہ حضرت ابراہیم کی دعا ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی والدہ کا خواب ہوں کہ جب میں پیدا ہوا تو انہوں نے دیکھا کہ ایک نور ان سے نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (رواہ احمد)

صحابہ کرامؓ اور ذکر انبیاءؑ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چند صحابہؓ بیٹھے ہوئے تھے آپ باہر سے تشریف لائے ان کے نزدیک ہوئے سنا کہ وہ آپس میں باتیں کر رہے ہیں ایک کہہ رہا ہے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا۔ دوسرا کہہ رہا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کلام کیا۔ ایک کہہ رہا ہے عیسیٰ اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں ایک نے کہا کہ آدم کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا۔ رسول اللہ ﷺ ان پر نکلے اور فرمایا کہ جو کچھ تم نے کہا ہے میں نے سن لیا ہے اور تم تعجب کا اظہار کر رہے تھے کہ ابراہیم خلیل ہیں یہ درست ہے اور موسیٰ اللہ تعالیٰ سے سرگوشی کرنیوالے ہیں یہ بھی درست ہے اور عیسیٰ روح اللہ ہیں یہ بھی ٹھیک ہے اور آدم کو اللہ نے چن لیا۔ خبردار میں اللہ کا حبیب ہوں اور فخر سے نہیں کہتا قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں اور فخر سے نہیں کہتا آدم اور دوسرے نبی اس کے نیچے ہوں گے۔ میں پہلا سفارش کرنیوالا ہوں اور پہلا ہوں جس کی سفارش قبول کی گئی ہے۔ اور فخر سے نہیں کہتا اور میں پہلا ہوں جو جنت کے حلقے ہلاؤں گا۔ میرے لیے وہ کھولا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو اس میں داخل فرمائے گا میرے ساتھ فقراء مومن ہوں گے اور کوئی فخر نہیں ہے میں اگلوں اور پچھلوں میں سے اللہ کے نزدیک معزز ترین ہوں کوئی فخر نہیں ہے۔ (ترمذی)

صاحب مرقاۃ اس حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے سابقہ انبیاء علیہم السلام کے مقام اور مرتبہ کی تصدیق فرمائی۔

ثم نبه علی انہ افضلھم واکملھم وجامع لما کانو امتفرقا فیھم۔

(مشکوٰۃ حاشیہ ص513)

آخر میں آپؐ نے متنبہ فرمایا کہ وہ ان سب سے افضل اور اکمل ہیں اور وہ مقام جو ان سب (انبیاء) کو عطا ہوئے وہ ان سب کے جامع ہیں۔

صحابہ کرامؓ نے اپنی مجلس میں ذکر انبیاء علیہم السلام کا اہتمام فرمایا۔ حضور ﷺ تشریف لائے۔ ذکر انبیاء فرمایا صحابہ کرام جن کمالات کے ذکر خیر سے انبیاء علیہم السلام کو خراج عقیدت پیش کر چکے تھے۔ حضور نے ان کی تصدیق فرمائی۔ اور آخر میں اپنا ذکر خیر بھی فرمایا۔

صاحب لولاک...... فضل عظیم

☆ حضرت سلمان کی حدیث پاک میں جس کی روایت ابن عساکر نے کی ہے یوں ارشاد ہے۔

قال ھبط جبرائیلؑ علی النبی ﷺ فقال ان ربک یقول ان کنت اتخذت ابراھیمؑ خلیلا فقد اتخذتک حبیبا وما خلقت خلقاً اکرم علی منک ولقد خلقت الدنیا واھلھا لاعرفھم کرامتک ومنزلتک ولولاک ما خلقت الدنیا۔

(مواہب ص12، ج1)

حضرت جبرائیلؑ رسول اللہ ﷺ کے پاس نازل ہوئے اور عرض کیا کہ تحقیق آپ کا رب فرماتا ہے کہ اگر میں نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا تھا تحقیق آپ کو میں نے اپنا حبیب اختیار کیا ہے اور میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی کہ وہ میرے نزدیک آپ سے زیادہ مکرم ہو میں نے اہل دنیا کو اس واسطے پیدا کیا ہے تاکہ آپ کی وہ کرامت اور منزلت جو میرے نزدیک ہے ان کو اس کی معرفت کراؤں۔ اے محمد ﷺ اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا (سبحان اللہ ما اکرمک)

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا ۔۔۔ کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانیوالی ہے

تشریح: اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات پاک جو علی کل شئی قدیر ہے۔ اس نے اپنے حبیب ﷺ کو کتنی شان وعظمت قدر ومنزلت سے نوازا ہوگا۔ دراں حالیکہ مخلوق کو اپنے محبوب کی کرامت ومنزلت کی معرفت کرائی ہو (دکھائی ہو)۔

☆ قرآن پاک میں ہے۔

وکان فضل اللہ علیک عظیما. ۔۔۔ اور آپ پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کا فضل عظیم ہے۔

☆ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں۔

حارت العقول فی تقدیر فضله علیه و خرست الالسن دون وصف یحیط بذالک. (الشفاء، ص135، ج1) ۔۔۔ حضور پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کا جو فضل عظیم ہے عقلیں اس کا اندازہ کرنے اور زبانیں اسے بیان کرنے سے قاصر ہیں۔

☆ علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ومایکون عنده تعالیٰ عظیما کیف یعلمه سواه. (نسیم الریاض ص8، ج2) ۔۔۔ اور جو فضل اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظیم ہو اس کی عظمت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کون جان سکتا ہے۔

محفل میلاد اور اس کی شان و عظمت

آؤ مشتاقان محفل ، محفل میلاد میں ۔ رحمتیں بے حد ہیں نازل محفل میلاد میں

عطر ملنا ، بانٹنا شیرینی ، سلگانا بخور ۔ ہیں یہ امت کے مشاغل محفل میلاد میں

ذکر حق ، نعت پیمبر ، اجتماع مومنین ۔ جمع ہیں یہ سب فضائل محفل میلاد میں

گھر میں جب دھوپ آ گئی گویا کہ سورج آ گیا ۔ خود بدولت خود ہیں شامل محفل میلاد میں

قاری میلاد جب اٹھ کر لگے پڑھنے سلام ۔ سب اٹھے محفل کی محفل محفل میلاد میں

حیف اس پر جب کھڑے سب ہوں تو وہ بیٹھا رہے ۔ ہو کے پابند سلاسل محفل میلاد میں

کچھ تو اس محفل میں پایا ہے جو یوں آداب سے
سر کے بل آتا نجے بیدل محفل میلاد میں

☆ ☆
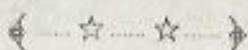
میلاد نبی کی ہر محفل عنوان عبادت ہوتی ہے ۔ ہر اہل محبت کو حاصل عرفان کی دولت ہوتی ہے

محبوب خدا ایک کون ہوا؟ معراج کا دولہا کون بنا ۔ یہ کون جہاں میں آتا ہے یہ کس کی ولادت ہوتی ہے

اس واسطے حضرت کا سایہ اترا نہ زمیں پر اے ہمدم ۔ سایے کے زمیں پر پڑنے سے توہین جلالت ہوتی ہے

جیتا بھی تمہارے سائے میں مرنا بھی تمہارے سائے میں ۔ سرکار تمہارے سائے کی ہر لمحہ ضرورت ہوتی ہے

دیکھے تو کوئی سمجھے تو کوئی آئے تو کوئی اس محفل میں ۔ اس محفل اقدس کی شرکت اسرار حقیقت ہوتی ہے

چلتی ہے شفاعت کی آندھی میدان قیامت میں ہمدم ۔ بخشش کی نہ ہو امید جسے اس کی بھی شفاعت ہوتی ہے

تورات میں پڑھ قرآن میں پڑھ انجیل کے سب اوراق میں پڑھ
محمود نبی کی اے محمود اس شان سے مدحت ہوتی ہے

صحابہ کرامؓ اور محافل میلاد

☆ حضرت عامر انصاریؓ اور محفل میلاد۔

عن ابی الدرداء مرمع النبی ﷺ الی بیت عامر انصاری و کان یعلم وقائع ولادته علیه السلام لابنائه وعشیرته ویقول هذا الیوم هذا الیوم فقال علیه الصلوٰة والسلام ان الله فتح لک ابواب الرحمة وملئکتة کلهم یستغفرون لک من فعل فعلک نجی نجاتک. (تنویر)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضورؐ کے ہمراہ حضرت عامر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے وہ اپنے گھر میں اپنی قوم اور اپنے بچوں کو حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے واقعات کی تعلیم دے رہے تھے اور کہتے تھے کہ آج کا دن آج کا دن حضورؐ نے فرمایا: اللہ نے تیرے واسطے رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ اور ملائکہ تیرے واسطے دعاء مغفرت کرتے ہیں اور (فرمایا جو شخص بھی) تیرے اس کام جیسا کام کریگا وہ بھی نجات پائیگا۔ (تنویر)

حضرت عامر انصاریؓ اپنے گھر میں محفل میلاد کا انعقاد کر کے اپنی قوم اور اپنی اولاد کو ولادت باسعادت کے واقعات کی تعلیم دے رہے تھے عام معمول کی طرح مجمع کو ولادت باسعادت کے واقعات صرف سنا ہی نہیں رہے تھے بلکہ ان کو تعلیم دے رہے تھے۔ تعلیم کے معنے سکھلانے یاد کرانے کے ہیں۔

☆ قرآن پاک میں ہے۔

وعلم آدم الاسماء کلها.

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو سارے نام سکھلائے۔

حضرت آدمؑ نے ان اسماء کو یاد رکھا تعلیم کے معنے سکھلانے کے ہیں۔

معلوم ہوا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے نزدیک ولادت باسعادت اور اس موقع پر رونما ہونے والے خارق عادت واقعات کی بڑی اہمیت تھی۔

حضرت عامرؓ ان کی تعلیم دے رہے تھے۔ اور اس عمل پر ان کو کتنا اعزاز نصیب ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے رحمت کے دروازے کھول دیے ہیں۔

اور ملائکہ تیرے واسطے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور فرمایا (جو شخص بھی تا انقراض عالم) تیرے اس کام جیسا کام کریگا وہ بھی نجات پائیگا۔

حضرت ابن عباسؓ اور محفل میلاد

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ انہ کان یحدث ذات یوم فی بیتہ وقائع ولادتہ ﷺ لقوم فیستبشرون ویحمدون اللہ و یصلون علیہ اذ جاء النبی ﷺ قال حلت لکم شفاعتی.

(تنویر)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وہ اپنے گھر میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے واقعات اپنی قوم کے سامنے بیان فرما رہے تھے اور وہ خوش ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی حمد وثنا، کرتے تھے۔ اور درود پاک پڑھتے تھے۔ اچانک حضور ﷺ تشریف لائے اور ارشاد فرمایا تمہارے لئے میری شفاعت لازم ہوگئی۔ (سبحان اللہ)

گھر میں محفل میلاد

حضرت عامر انصاری اور عبداللہ بن عباسؓ نے اپنے گھروں میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے واقعات اپنی قوم کے سامنے بیان فرمائے۔ ثابت ہوا کہ گھر میں محفل میلاد کا انعقاد کرنا باعث ثواب اور حضور ﷺ کی شفاعت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ نیز محفل میلاد میں ولادت باسعادت کے خارق عادت واقعات کا بیان کرنا خوشی کا اظہار کرنا اللہ تعالیٰ جل شانہ کی حمد وثناء کرنا صلوٰۃ وسلام پڑھنا صحابہ کرامؓ کی سنت ہے۔ الحمدللہ آج تک یہ معمول اسی طرح سے قائم ہے۔ آج بھی محافل میلاد کا انعقاد کر کے انہی معمولات کو ادا کیا جاتا ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

حضرت عباسؓ اور محفل میلاد

حضرت حزیم ابن عوسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب میں ہجرت کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ اس وقت غزوہ تبوک سے مدینہ شریف واپس تشریف لائے تھے۔ تو حضرت عباسؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کی مدح کروں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہو اللہ تعالیٰ تمہارا منہ سالم رکھے۔ حضرت عباسؓ نے ایک قصیدہ پڑھا۔ حاکم اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ جب حضور ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے مسجد میں داخل ہوئے اور مجلس عام میں تشریف فرما ہوئے۔ حضرت عباسؓ نے اجازت مانگی آپؐ نے دعا کرتے ہوئے انہیں اجازت فرمائی۔ انہوں نے قصیدہ کی صورت میں اشعار پڑھے۔ ان میں سے چند اشعار یہ ہیں۔

من قبلها طبت في الظلال وفي

مستودع حيث يخصف الورق

آپ پیدائش سے پہلے پاک تھے جنت کے درختوں کے سایہ میں اور پشت آدم
میں جبکہ آدم وحوا اپنے ستر چھپانے کیلئے پتے لپیٹتے تھے۔

تشریح: حضرت آدم اور حوا علیہما السلام نے جب شجر ممنوعہ سے پھل کھالیا تھا جس سے
جنت کا لباس اتر گیا۔ تو دونوں نے درختوں کے پتوں سے بدن کو ڈھانکا۔ اس وقت بھی
آپ مستودع میں موجود تھے۔ ثم ھبت البلاد لا بشر انت ولا مضغة ولا علق
پھر آپ زمین پر اترے (صلب آدم میں) اس وقت نہ آپ بشر تھے نہ گوشت
کے ٹکڑے اور نہ خون جما ہوا۔

تشریح: شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں ہمیشہ جوہر وے نور بود، آپ ﷺ کے جسم
اطہر کا جوہر نور تھا) زمین پر نزول کے وقت آپ نہ بشر تھے نہ گوشت پوست اور نہ جما ہوا خون
کیونکہ یہ سارے حالات جنین کے ہیں۔ ہبوط الی الارض کے وقت ان کا انتفاء واضح ہے۔

منتقل من صالب الی رحم　　　اذا مضی عالم بدأ طبق

آپ ﷺ کے جسم اطہر کا جوہر ایک صلب سے دوسرے رحم تک منتقل
ہوتا رہا۔ جب ایک عالم گذر جاتا تو دوسرا شروع ہو جاتا۔

وردت نار الخلیل مکتتما　　　فی صلبه انت کیف یحترق

آپ وارد ہوئے نار خلیل میں پوشیدہ کیونکہ آپ کا جوہر ابراہیم علیہ السلام کی
صلب میں مخفی تھا۔ تو وہ کیسے جلتے۔ (چنانچہ آگ گلزار ہوگئی)

زمین چمک گئی

وانت لما ولدت اشرقت الارض. وضاءت بنورک الافق
فنحن فی ذالک الضیاء وفی. النور والسبل الرشاد نخترق

جب آپ پیدا ہوئے زمین چمک گئی اور آفاق روشن ہو گئے

اب ہم اسی روشنی اور نور میں ہیں اور ہدایت کے راستوں پر چل رہے ہیں

قارئین کرام! حضورﷺ نے حضرت عباسؓ کو اس عمل خیر کی صرف اجازت ہی نہیں فرمائی بلکہ آپﷺ نے مجلس میں تشریف رکھتے ہوئے خود بھی ان اشعار کو سماعت فرمایا۔ اسی کا نام دین ہے۔ ماثبت من النبی ﷺ قولاً او فعلاً او تقریراً

مسجد میں محفل میلاد

حاکم اور طبرانی کی روایت کے مطابق حضورﷺ جب غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے مسجد میں داخل ہوئے اور مجلس عام میں تشریف فرما ہوئے۔ حضرت عباسؓ نے مدح کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپﷺ نے دعا کرتے ہوئے اجازت فرمائی۔ حضرت عباسؓ نے آپﷺ کی موجودگی میں آپﷺ کی تعریف میں مجلس عام میں مسجد میں اشعار پڑھے۔ ہر شعر میں ولادت باسعادت کا ذکر فرمایا۔ معلوم ہوا کہ ولادت باسعادت کے خارق عادت واقعات کا بیان کرنا۔ حضورﷺ کی حیات طیبہ کے زمانہ سے چلا آرہا ہے۔

حضرت حسانؓ اور ذکر ولادت

مداح رسول کی شان

حضرت حسان بن ثابتؓ دربار رسالت کے شاعر اور مداح رسول تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضورﷺ مسجد نبوی میں ان کیلئے ممبر رکھتے چادر بچھاتے پھر حضرت حسانؓ آپﷺ کے فضائل بیان فرماتے۔

☆ حضور ﷺ نے حضرت حسانؓ کیلئے یوں دعا فرمائی۔

اللھم ایدہ بروح القدس.	اے اللہ حضرت حسان کی مدد جبرائیل سے
(متفق علیہ)	فرما۔

☆ قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ کے بارے میں ہے۔

وایدناہ بروح القدس.	اور مدد فرمائی ہم نے ان کی پاکیزہ روح
(بقرہ آیت ۲۵۳ ع ۳)	سے (حضرت جبرائیل سے)

☆ سورۃ مائدہ میں ہے۔

اذاید تک بروح القدس.	جب مدد کی میں نے تیری روح پاک سے
(مائدہ آیت نمبر ۱۰)	(جبرائیلؑ سے) حضرت عیسیٰ کی تائید کیلئے ہم نے روح القدس (جبرائیلؑ) کو مقرر کیا حضرت عیسیٰ جہاں تشریف لے جاتے حضرت جبرائیلؑ ان کے ساتھ رہتے۔

حضور ﷺ نے اپنے صحابی حضرت حسانؓ (مداح رسولؐ) کیلئے یہ دعا فرمائی۔ کہ اے اللہ حضرت حسانؓ کی مدد جبرائیل علیہ السلام سے فرما۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آپ کی اس دعا کو منظور بھی فرمایا۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت حسانؓ سے فرمایا۔ روح القدس (جبرائیلؑ) ہمیشہ تیری مدد کرتے رہیں گے۔ جب تک تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے (قریش کی ہجو کا) جواب دیتا رہیگا (تعریف کرتا رہیگا) (مسلم شریف)

حضرت حسانؓ کیا خوب فرماتے ہیں۔

خلقت مبرأ من کل عیب　　کانک قد خلقت کما تشاء

(اللہ کے حبیبؐ) آپؐ ہر عیب سے پاک وصاف پیدا کیے گئے گویا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس طرح پیدا فرمایا جس طرح آپ کی مرضی تھی۔

واحسن منک لم ترقط عین　　واجمل منک لم تلد النساء

آپؐ سے زیادہ حسین وجمیل کسی آنکھ نے دیکھا نہیں۔ اور آپ ﷺ سے زیادہ خوبصورت کسی عورت نے جنا نہیں۔ ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

فان ابی و والدتی و عرضی　　لعرض محمدٌ منکم وقاء

میرے ماں باپ اور میری آبرو محمد ﷺ کی آبرو بچانے کیلئے قربان ہیں۔

حضرت کعب بن زبیرؓ نے حضور ﷺ کی مدح کرتے ہوئے قصیدہ پڑھا۔ جب حضرت کعبؓ اس شعر پر پہنچے۔

ان الرسول لنور یستضاء بہ مھند من سیوف اللہ مسلول

تو آپ ﷺ نے ان کو اپنی چادر مبارک عطا فرمائی۔ اس مبارک چادر کو حاصل کرنے کیلئے حضرت معاویہؓ نے دس ہزار درہم کی پیشکش کی۔ مگر حضرت کعبؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی چادر کیلئے میں اپنی ذات پر کسی کو ترجیح نہیں دیتا۔ حضرت کعبؓ کی وفات کے بعد حضرت معاویہؓ نے ان کے ورثاء سے وہ چادر بیس ہزار درہم میں لے لی۔ اسی چادر کو خلفاء عیدین میں پہنتے تھے۔

حضرت امام بوصیریؒ اور ذکر ولادت

(قصیدہ بردہ شریف میں ذکر ولادت)

امام شرف الدین بوصیری (متوفی ۶۹۴ھ) اپنے قصیدہ بردہ کا سبب تصنیف یوں بیان فرماتے ہیں۔

''میں نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں بہت سے قصیدے لکھے جن میں سے بعض وزیر زین الدین یعقوب بن زبیر کی درخواست پر تصنیف ہوئے۔ بعد ازاں ایسا اتفاق ہوا کہ میں مرض فالج میں مبتلا ہوگیا۔ اور اس سے میرا نصف بدن بے کار ہوگیا۔ میرے جی میں آیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح میں ایک اور قصیدہ لکھوں۔ چنانچہ میں نے یہ قصیدہ بردہ تیار کیا اور بتوسل حضور اکرم ﷺ بارگاہ باری تعالیٰ میں اپنی عافیت کیلئے دعا کی۔ میں نے اس قصیدے کو بار بار پڑھا اور آنحضرت ﷺ کے توسل سے دعا کی اور سوگیا۔ (اب دیکھئے احمد مختار کی مسیحائی اور محمد عربی کی چارہ فرمائی) خواب میں زیارت ہوئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا دست شفا میرے مفلوج حصہ پر پھیرا۔ اور اپنی چادر (بردہ) مبارک مجھ پر ڈال دی۔ آنکھ کھلی تو میں نے اپنے تئیں تندرست وقوی پایا میں نے اس قصیدے کا ذکر کسی سے نہ کیا تھا۔ مگر جب میں صبح کو گھر سے نکلا تو راستے میں ایک درویش نے مجھ سے کہا کہ وہ قصیدہ مجھے عنایت فرمایئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں لکھا ہے۔ میں نے کہا آپ کونسا قصیدہ طلب فرماتے ہیں؟ وہ بولے کہ جو تم نے بحالت مرض لکھا ہے۔ اور اس کا مطلع بھی بتادیا اور یہ بھی فرمایا کہ خدا کی قسم! رات کو یہی قصیدہ میں نے دربار نبوی میں سنا ہے۔ جب یہ پڑھا جارہا تھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو سن سن کر یوں جھوم رہے تھے جیسا کہ بادنسیم کے جھونکے سے میوہ دار درخت کی شاخیں جھومتی

ہیں۔ حضور انور نے ان کو پسند فرمایا اور پڑھنے والے پر ایک چادر ڈال دی۔ یہ سن کر میں نے اپنا خواب بیان کیا اور یہ قصیدہ اس درویش کو دے دیا۔ اس نے لوگوں سے ذکر دیا اور یہ خواب مشہور ہو گیا۔ (سیرت رسول عربی)

قصیدہ بردہ شریف کے چوتھے فصل کے سارے اشعار میں حضورﷺ کی ولادت باسعادت اور اس موقع پر ظاہر ہونے والے خارق عادت واقعات کا ذکر ہے۔ پہلا شعر یوں ہے۔

ابان مولدہ عن طیب عنصرہ یاطیب مبتدء منہ و مختتم

آپﷺ کے زمان ولادت نے آپؐ کے عنصر کی پاکیزگی اور خوبی کو ظاہر کر دیا۔ کیا پاکیزگی ہے اول بھی اور آخر بھی۔

حضورﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت خارق عادت واقعات امور غریبہ کے ظہور نے آپﷺ کی عنصری عمدگی اور پاکیزگی کی حقیقت کو واضح کیا۔

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنی مخلوق کی رشد و ہدایت کیلئے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ مخلوق کیلئے ان کی تشریف آوری ایک نعمت عظمیٰ ہوتی ہے۔ ان کی ذات مخلوق کیلئے امن و سلامتی کا پیغام ہوتی ہے۔ پیدائش، وفات اور حشر کے دن ایک عام انسان کیلئے بھی خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ عام انسانوں کیلئے ان تینوں موقعوں پر وحشت کا امکان ہوتا ہے۔ لیکن انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ جل شانہ اس اکرام سے نوازتے ہیں کہ ان تینوں موقعوں پر ان کو سلامتی عطا فرماتے ہیں۔

☆ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے یوم ولادت پر اللہ تعالیٰ جل شانہ ارشاد فرماتے ہیں۔

وسلام علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیا. (پارہ 16 ع 4)

اور سلامتی ہو ان پر جس روز وہ پیدا ہوئے۔ اور جس روز انتقال کریں گے اور جس روز انہیں اٹھایا جائے گا زندہ کر کے۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔

والسلام علی یوم ولدت و یوم اموت و یوم ابعث حیا. (پارہ 16 ع 5)

اور سلامتی ہو مجھ پر جس روز میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن مجھے اٹھایا جائیگا زندہ کر کے۔

ان ہر دو آیات کی روشنی میں یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی۔ کہ انبیاء علیہم السلام کی ولادت باسعادت کا دن اللہ تعالیٰ جل شانہ کی خصوصی رحمتوں کا دن ہوتا ہے۔ سلامتی کا دن ہوتا ہے۔

☆ حضور ﷺ جمعہ شریف کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

وفیہ خلق ادم.

جمعہ شریف کے دن آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا

جب یہ مقام دوسرے انبیاء علیہم السلام کی ولادت باسعادت ہونے والے ایام کو حاصل ہے تو حبیب خدا جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت والے دن کو کتنا مقام حاصل ہوگا۔

یوم ولادت کی عظمت

حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے سوموار کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ اس دن میں پیدا ہوا اور مجھ پر وحی نازل ہوئی۔ (مسلم شریف)

خوشی کا اظہار

اللہ تعالیٰ جل شانہ کے فضل اور اس کی رحمتوں کے حصول پر خوشی کا اظہار کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں۔

قل بفضل اللہ وبرحمته فبذالک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون۔ (پارہ 11 ع 11)

آپ فرما دیں کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے باعث اس پر خوشی مناؤ۔ یہ خوشی منانا ان چیزوں سے بہتر ہے جنہیں وہ جمع کر رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضور ﷺ مکہ سے ہجرت فرما مدینہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم عاشورہ کا روزہ کیوں رکھتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ یہ دن مقدس و مبارک ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دی تھی۔ اور ہم تعظیماً اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

فنحن احق بموسی منکم فصامه وامر بصیامه۔ (متفق علیه)

فرمایا کہ ہم موسیٰ کی فتح کا دن منانے میں تم سے زیادہ حقدار ہیں۔ پس حضورؐ نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

حضرت ابن عباسؓ نے ایک دن قرآن پاک کی آیت "الیوم اکملت لکم دینکم" الایۃ پڑھی آپ کے پاس ایک یہودی موجود تھا۔ اس نے کہا۔ اگر یہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو عید مناتے۔ حضرت ابن عباسؓ نے

فرمایا جس دن یہ آیت نازل ہوئی اس دن ہماری دو عیدیں تھیں۔ جمعہ شریف کا دن اور عرفہ کا دن۔ (مشکوۃ شریف ص 121)

یہودی کا مقصد یہ تھا کہ یہ آیت ایسی عظیم الشان ہے کہ اگر ہم پر نازل ہوتی۔ تو ہم اس کے نزول کے دن کو یوم عید قرار دیتے۔ اس کے جواب میں حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔ کہ ہمارے یہاں اس دن دو عیدیں تھیں معلوم ہوا کہ پچھلی امتوں میں بھی شکر ادا کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ جس دن ان کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے کوئی نعمت میسر آتی تو اس دن کو خوشی کا دن مناتی تھیں۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ جل شانہ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔

ربنا انزل علینا مائدۃ (1) من السماء تکون لنا عیدا لاولنا و آخرنا و اٰیۃ منک وارزقنا وانت خیر الرازقین۔ (پارہ 7 ع 5)

اے اللہ ہم سب کے پالنے والے اتار ہم پر خوان آسمان سے بن جائے ہم سب کیلئے خوشی کا دن (یعنی) ہمارے اگلوں کیلئے بھی اور پچھلوں کیلئے بھی اور (ہو جائے) ایک نشانی تیری طرف سے اور رزق دے ہمیں اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

مائدہ (1) حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگوں نے عرض کیا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے اور آپ کی رسالت پر یقین ہے آپ آسمان سے ہمارے لئے کھانا نازل ہونے کی دعا فرمادیں۔ تا کہ روٹی کی فکر سے ہمیں نجات ملے اور ہم اطمینان سے اطاعت اور فرمانبرداری کرسکیں۔ حضرت عیسیٰ نے دعا فرمائی۔ آپ کی دعا کے بعد

دیکھئے حضرت عیسیٰ نے خوان اترنے کے دن کو اگلوں اور پچھلوں کیلئے عید کا دن قرار دیا۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن میں اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

عید مطلق خوشی اور سرور کے دن کو کہتے ہیں **لاولنا واخرنا** سے مراد یہ ہے کہ جو اس مائدہ کے نزول سے پہلے ایمان لا چکے اور جو بعد میں ایمان لائیں گے۔ یہ سب کیلئے فرحت وشادمانی کا دن ہوگا۔

حضرت صدر الافاضل مرادآبادی قدس سرہ نے یہاں خوب لکھا ہے۔ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جس روز اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہو۔ اس روز کو عید منانا اور خوشیاں منانا عبادتیں کرنا شکر الٰہی بجالانا طریقہ صالحین ہے اور کچھ شک نہیں کہ سید عالم ﷺ کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت اور بزرگ ترین رحمت ہے۔ اس لئے حضور ﷺ کی ولادت مبارکہ کے دن عید منانا اور میلاد شریف پڑھ کر شکر الٰہی بجالانا اور اظہار فرح وسرور کرنا مستحسن ہے اور مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔ (ضیاء القرآن ج اول ص 523)

آسمان سے ایک خوان نازل ہونا شروع ہوا۔ جس کے گرد بادل کے دو ٹکڑے ہوتے تھے۔ خوان حضرت عیسیٰ کے سامنے آکر ٹھہر جاتا۔ حضرت عیسیٰ بسم اللہ خیر الرازقین کہہ کر سرپوش ہٹاتے۔ خوان میں گوشت، روٹی، سبزی سرکہ اور پھل وغیرہ موجود ہوتے تھے۔ سب لوگ اس سے سیر ہو کر کھاتے تھے چالیس دنوں تک یہ خوان نازل ہوتا رہا۔ صبح کے وقت اترتا اور زوال کے وقت واپس چلا جاتا۔ سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ جل شانہ کے رسول کی دعا کا کیا اثر تھا۔)

اظہار خوشی پر ثواب جزیل

☆ علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں۔

یثاب علیها صاحبها لما فیه من تعظیم قدر النبی ﷺ واظهار الفرح والاستبشار لمولده الشریف ﷺ (حسن المقصد)

محفل میلاد کرنے والا ثواب پاتا ہے اس لیے کہ اس میں حضور ﷺ کی تعظیم ہے۔اور ولادت باسعادت پر خوشی اور مسرت کا اظہار ہے۔

☆ علامہ صدر الدین بن عمر شافعیؒ کیا خوب فرماتے ہیں۔

ویثاب الانسان بحسب قصده فی اظهار السرور والفرح بمولد النبی ﷺ.

میلاد شریف کے موقع پر ہر انسان کو اپنی نیت کے مطابق خوشی کا اظہار کرنے پر ثواب دیا جاتا ہے۔

عید میلاد پر خوشی منانے کا فائدہ

ابولہب کی ایک لونڈی تھی جس کا نام ثویبہ تھا۔جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی ثویبہ ابولہب کے پاس گئی۔اور کہا کہ آپ کو مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تمہارے بھائی کے گھر بیٹا عطا فرمایا ہے۔اپنے بھتیجے (محمد) کی ولادت کی خوشی میں ابولہب نے ہاتھ کی دو انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے ثویبہ کو آزاد کر دیا۔ابولہب مر گیا۔

....

ہزار ہا لوگ اس سے کھاتے مگر کھانے میں کمی نہ ہوتی تھی۔نزول مائدہ کی ایک شرط یہ تھی کہ کوئی شخص دوسرے وقت کیلئے بچا کر نہ رکھے۔لوگوں نے خیانت شروع کر دی اور مائدہ سے بچا کر رکھنا شروع کر دیا۔وہ لوگ نافرمانی سے باز نہ آئے۔آخر مائدہ کا نزول روک دیا گیا۔

تو حضرت عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے تقریباً ایک سال بعد اس کو خواب میں برے حال میں دیکھا۔ اس نے مجھے کہا کہ مرنے کے بعد مجھے آرام نصیب نہیں ہوا۔ بڑے عذاب میں گرفتار ہوں۔ لیکن ہر سوموار کو میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔

☆ حضرت عباسؓ اس کی وجہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

ان النبی ﷺ ولد یوم الاثنین وکانت ثویبة بشرت ابالهب بمولده فاعتقها.

(فتح الباری ص149 ج9)

کہ سوموار کے دن حضورؐ کی ولادت ہوئی تھی اور ثویبہ نے ابولہب کو حضورؐ کی ولادت کی خوشخبری سنائی تھی اور اس نے اس خوشی میں ثویبہ کو آزاد کر دیا۔

☆ علامہ قسطلانیؒ ابن الجزریؒ کا قول نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

قال ابن الجزری فاذا کان هذا ابولهب الکافر الذی نزل القرآن بذمه جوزی فی النار بفرحه لیلة مولد النبی ﷺ به فما حال المسلم الموحد من امته علیه السلام الذی یسر بمولده ویبذل ماتصل الیه قدرته فی محبته ﷺ لعمری انما یکون جزاؤه من الله الکریم ان یدخله بفضله العمیم جنات النعیم.

حضرت ابن جزریؒ فرماتے ہیں۔ جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے۔ جس کے بارے میں قرآن پاک میں مذمت نازل ہوئی۔ باوجود اس کے حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں پیر کی رات اس کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔ تو اس موحد امتی کا کیا حال ہوگا جو آپ ﷺ کی میلاد پر خوشی و مسرت کا اظہار کرے اور اپنی وسعت کے مطابق آپ کی محبت کی وجہ سے خرچ کرے مجھے اپنی عمر کی قسم بے شک اس کی جزا رب کریم ضرور دیگا اور اپنے فضل و کرم سے اسے جنت کی نعمتوں میں داخل کریگا۔

محافل میلاد النبی ﷺ مفسرین ومحدثین کرام کی نظر میں

☆ علامہ اسماعیل حقی تفسیر روح البیان میں تحریر فرماتے ہیں۔

ومن تعظیمہ عمل المولد اذلم یکن فیہ منکر اقال الامام السیوطی قدس سرہ یستحب الاظہار الشکر لمولدہ علیہ السلام. (روح البیان ص 661ج 5)

میلاد شریف کرنا بھی حضور کی ایک تعظیم ہے جب وہ منکرات سے خالی ہو امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے حضور کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔

☆ علامہ اسماعیل حقیؒ فرماتے ہیں۔

وقد استخرج لہ الحافظ ابن حجر اصلا من السنۃ وکذا الحافظ السیوطی ورد علی الکارہافی قولہ ان عمل المولد بدعۃ مذمومۃ[1] (روح البیان ص 661ج 5)

حافظ ابن حجرؒ اور حافظ سیوطیؒ نے میلاد شریف کی اصل سنت سے ثابت کی ہے اور ان لوگوں کا رد کیا ہے۔ جو میلاد شریف کو بدعت سیئہ[1] کہہ کر منع کرتے ہیں۔

---

[1] بدعت سیئہ: وہ بدعت ہے جو سنت کے مخالف ہو شرعی دلائل اس کی تائید نہ کرتے ہوں۔ اور نہ ہی کسی شرعی مصلحت پر مشتمل ہو امام غزالی فرماتے ہیں۔ ہر نو ایجاد بدعت کی ممانعت نہیں بلکہ اس بدعت کی ہے۔ جس کے مقابل کوئی سنت قائم ہو اور باوجود کسی امر شریعت کے موجود رہنے کے اس امر کو دور کردے۔

بلکہ بعض احوال میں جب اسباب بدل جاویں بدعت کا ایجاد واجب ہوجاتا ہے۔ (مذاق العارفین ص 5 ج 2)

☆ علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں۔

یستحب لنا اظهار الشکر لمولده ﷺ بالاجتماع والاطعام ونحو ذالک من وجوه القربات والمسرات. (حسن المقصد)

مستحب ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت کا شکر مجمع کر کے اور کھانا کھلا کر اور اس کے مثل دیگر اعمال قرب اور اظہار سرور سے بجا لاویں۔

☆ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔

بل یحسن فی ایام الشهر کلها ولیالیه. (مورد الروی)

بہتر ہے کہ میلاد شریف کی محافل مہینے کے کل دنوں میں اور راتوں میں کی جائیں۔

☆ محدث امام ابن جوزیؒ فرماتے ہیں۔

لازال اهل الحرمین الشریفین والمصر والشام وسائر بلاد العرب من المشرق والمغرب یحتفلون بمجلس مولد النبی ﷺ. (المولد العروی 58)

ہمیشہ مکہ مکرمہ مدینہ طیبہ مصر شام یمن غرض شرق سے غرب تک تمام بلاد عرب کے باشندے میلاد النبی ﷺ کی محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں۔

☆ امام سخاویؒ فرماتے ہیں۔

لازال اهل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یحتفلون فی شهر مولده ﷺ. (سبل الهدی ج1 ص439)

دنیا کے کونے کونے اور مختلف ممالک میں بسنے والے تمام اہل اسلام ہمیشہ سے ربیع الاول کے مہینے میں میلاد کی یاد مناتے ہیں۔

☆ امام قسطلانی فرماتے ہیں۔

لازال اھل السلام یحتفلون بشھر مولدہ علیہ السلام. (مواہب اللدنیہ ج1 ص27)

ہمیشہ سے اہل اسلام حضور کی ولادت باسعادت کے مہینے میں محافل میلاد کا اہتمام کرتے آئے ہیں

☆ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

لایزال اھل الاسلام یحتفلون بشھر مولدہ ویعملون الولائم الی اٰخرہ.

(ماثبت من السنۃ ج1 ص102)

ہمیشہ مسلمانوں کا یہ دستور ہے کہ ربیع الاول کے مہینے میں میلاد کی محفلیں منعقد کرتے ہیں صدقات و خیرات اور خوشی کے اظہار کا اہتمام کرتے ہیں

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحیمؒ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں۔ میں ہر سال حضور ﷺ کے میلاد کے موقع پر کھانے کا اہتمام کرتا تھا۔ لیکن ایک سال (بوجہ عسرت) کھانے کا اہتمام نہ کر سکا۔ مگر میں نے کچھ بھنے ہوئے چنے لیکر میلاد کی خوشی میں لوگوں میں تقسیم کر دیے۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ خوش وخرم تشریف فرما ہیں۔ (الدر الثمین ص40)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ فرماتے ہیں۔

فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہے۔ بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف اور لذت پاتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص9)

محفل میلاد النبی ﷺ کی ظاہری و باطنی برکات

☆ علامہ احمد بن محمد بن ابی بکر الخطیب القسطلانی فرماتے ہیں۔

مما جرب من خواصه انه امان فی ذالک العام وبشری عاجله بنیل البغیه والمرام فرحم الله امرا اتخد لیالی شهر مولده المبارک اعیاد الیکون اشدعلة من فی قلبه مرض. (مواہب اللدنیہ ج 1 ص 27)

میلاد النبی ﷺ کی مجرب چیزوں میں (خواص) سے ایک یہ بھی ہے کہ جس سال میلاد شریف منایا جائے وہ سال امن سے گزرتا ہے۔ نیز یہ عمل نیک مقاصد اور دلی خواہشات کی فوری تکمیل میں بشارت ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اس شخص پر رحم فرمائے۔ جس نے حضور ﷺ کی ولادت کے مبارک مہینہ کی راتوں کو بطور عید منایا۔ اور ان لوگوں کی شدت مرض میں اضافہ کیا جس کے دل میں (بغض رسالتؐ مآب کے سبب سے لا دوا) بیماری ہے۔

مکہ معظمہ میں محفل میلاد رحمت الٰہی اور ملائکہ کا نزول

حضرت شاہ ولی اللہؒ فیوض الحرمین میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں مکہ معظمہ میں مولد النبیؐ کے مقام پر بارہویں ربیع الاول کو مجلس میں حاضر ہوا جس میں لوگ درود پاک پڑھ رہے تھے اور ولادت شریف کے موقع پر رونما ہونیوالے خارق عادت واقعات کا ذکر بھی کیا جا رہا تھا۔ جن کا مشاہدہ آپؐ کی بعثت سے قبل ہوا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ اس محفل سے انوار بلند ہوئے میں نے ان انوار میں تامل کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ انوار تھے ملائکہ کے جو ایسی مجلس میں حاضر ہوا کرتے ہیں اور انوار تھے رحمت الٰہی کے۔ (فیوض الحرمین ص 80 تاریخ حبیب الہٰ ص 6)

محافل میلاد اور محبت رسول ﷺ

محافل میلاد محبت رسول ﷺ پیدا کرنے کا خاص ذریعہ ہیں۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی شخص اتنے تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (متفق علیہ)

حضور ﷺ کی محبت پر ایمان کا دارومدار ہے۔ آپ ﷺ کی محبت ایمان کی روح ہے۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اس میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

محبت رسول کی علامت کثرت ذکر

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں۔ ومن علامات محبة النبی ﷺ کثرة ذکره. (شفاء شریف)

حضور ﷺ سے محبت کی علامات میں ایک علامت آپ کا ذکر جمیل کثرت سے کرنا بھی ہے۔ من احب شیئاً اکثر ذکره جو شخص کسی سے محبت رکھتا ہے تو کثرت سے اس کا ذکر کرتا ہے۔

کثرت ذکر کا اہتمام

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے حبیب ﷺ کا ذکر جمیل کثرت سے کرانے کے اہتمام فرمادیے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ورفعنا لک ذکرک۔ اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کردیا۔

حدیث پاک

حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں۔ حضورﷺ نے فرمایا۔ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے مجھ سے کہا کہ تحقیق میرا رب اور تمہارا رب تجھ سے فرماتا ہے۔ (اے میرے حبیب) تم جانتے ہو کہ میں نے تیرا ذکر کیسے بلند کیا۔ پس میں نے کہا اللہ خوب جاننے والا ہے۔ اللہ تعالٰی جل شانہ نے فرمایا میرا ذکر نہیں کیا جاتا مگر تمہارا ذکر میرے ہمراہ کیا جاتا ہے۔ (ابو یعلی ابن حیان) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بلندی ذکر ہے کہ اذان میں، اقامت میں، تشہد میں، خطبوں میں ہر جگہ آپ کا ذکر مبارک ہے۔

حدیث قدسی میں بھی ہے۔ اللہ تعالٰی جل شانہ فرماتے ہیں۔

میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کر دیا ہے کہ (اے محبوب) میرے ذکر کیساتھ تمہارا ذکر بھی ہو اور میں نے تمہارے ذکر کو اپنا ذکر قرار دیا۔ پس جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔ (شفا شریف ص 12 ج 1)

☆ ملا علی قاریؒ اس بارے میں کیا خوب فرماتے ہیں۔

ولامقام فوق هذافی المرتبه. (شرح شفا)

اس سے بڑھ کر مرتبہ میں کوئی مقام نہیں ہو سکتا۔ (جب اللہ تعالٰی نے اپنے محبوبؐ کے ذکر کو اپنا ذکر قرار دیا)

درود پاک پڑھنے کا حکم

درود پاک پڑھنے کا حکم بھی گویا بلندی ذکر اور کثرت ذکر کا ایک خصوصی اہتمام ہے۔ جس کی مختصر تشریح یوں ہے۔

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ (القرآن)

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی کریم پر اے ایمان والو تم بھی آپؐ پر درود بھیجا کرو اور سلام عرض کیا کرو۔

ذکر رسولؐ

حضورؐ فرماتے ہیں ۔ جو شخص میرا ذکر کرے اسے چاہیے کہ مجھ پر درود پڑھے ۔ (ابو یعلی)

درود پاک میں دوام

علامہ ابن عابدینؒ فرماتے ہیں ۔ قرآن پاک کی آیت کریمہ : ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی الی آخرہ ۔ یہ جملہ اسمیہ ہے اور اس کی خبر مضارع ہے یہ فعل کے دوام اور استمرار مع التجدد پر دال ہے ۔ لہٰذا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے کثیر تعداد فرشتوں کے درود بھیجنے میں دوام ہے۔

سجود ملائکہ اور درود ملائکہ میں نمایاں فرق

علامہ شہاب الدین الخفاجیؒ فرماتے ہیں ۔ ملائکہ کے درود پاک پڑھنے میں استمرار اور دوام ہے اور یہ ایک ایسا اعزاز ہے جو آپؐ کے سوا کسی دوسرے نبی کیلئے نہیں پایا جاتا ۔ ملائکہ سے درود پاک پڑھنے کا اعزاز آدم علیہ السلام کیلئے ملائکہ کے سجود سے بڑھ کر ہے ۔ اس لئے کہ آدم علیہ السلام کیلئے تعظیم کا سجدہ ہوا اور ختم ہو گیا ۔ لیکن حضورؐ کی ذات اقدس پر درود پاک پڑھنے کا سلسلہ دوام سے جاری ہے ۔ (نسیم الریاض)

عبادات میں درود پاک کا امتیازی مقام

حضرت سہل بن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ نبی کریمؐ پر درود پاک پڑھنا ساری عبادات میں افضل ہے کیونکہ درود پاک بھیجنے میں اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے ملائکہ شریک ہیں۔ حالانکہ دیگر عبادات میں ایسا نہیں (تفسیر قرطبی)

احسان عظیم

علامہ ابن عابدین تحریر فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے مومن بندوں پر احسان فرمایا کہ ان کو بھی اپنے حبیبؐ پر درود پاک پڑھنے کا حکم فرمایا تا کہ ایمان والوں کو زیادہ سے زیادہ فضل وشرف حاصل ہو سکے۔ (شامی)

درود پاک کثرت سے پڑھنے کی عظمت

حضرت عامرؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضورﷺ کو دوران خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ بندہ جب تک مجھ پر درود پاک پڑھتا رہتا ہے ملائکہ اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ (اس کیلئے مغفرت اور رحمت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں) اب تمہاری مرضی ہے کہ مجھ پر کم درود پڑھو یا زیادہ۔ (شفاء، القول البدیع) وھذافی الحقیقة حث له علی الاکثار. حقیقت میں یہ حکم درود پاک کثرت سے پڑھنے پر آمادہ کرنے کیلئے ہے۔

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں آپؐ پر کثرت سے درود پاک پڑھتا ہوں۔ آپؐ فرمائیں کہ میں اس کام کیلئے کتنا وقت مقرر کرلوں۔ حضورؐ نے فرمایا جتنا تم چاہو میں نے عرض کیا چوتھائی وقت۔ حضورؐ نے فرمایا جتنا تم چاہو اگر اس سے بھی زیادہ پڑھیں تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا نصف

وقت۔ فرمایا جتنا تم چاہو، اگر اس سے بھی زیادہ کرلو تو تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا دو تہائی تو فرمایا جتنا تم چاہو اگر اس سے بھی زیادہ وقت کرلو تیرے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا (یا رسول اللہؐ) میں اپنا سارا وقت حضورؐ پر درود پڑھتا رہوں گا۔ حضورؐ نے فرمایا اگر تو ایسا کرے تب یہ درود تیرے رنج والم کو دور کرنے کیلئے کافی ہے۔ اور تیرے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (ترمذی شریف)

درود پاک پڑھنے میں گنتی کی اہمیت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جس شخص نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتے ہیں اور اس کے دس گناہ مٹا دیتے ہیں اور اس کے دس درجے بلند فرماتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف) حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جو شخص صبح (اور پھر) شام دس دس مرتبہ مجھ پر درود پڑھے قیامت کے دن اس کو میری شفاعت نصیب ہوگی۔ (طبرانی)

علامہ سخاویؒ نقل فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا جس شخص نے مجھ پر دس بار درود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرماتے ہیں اور جو شخص مجھ پر سو بار درود پاک پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر ہزار رحمتیں نازل فرماتے ہیں اور جو محبت اور شوق سے اس سے بھی زیادہ پڑھے تو قیامت کے دن میں اس کا شفیع اور گواہ بنوں گا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جس شخص نے مجھ پر ایک ہزار مرتبہ درود پاک پڑھا وہ (اتنے تک) نہیں مرے گا جب تک وہ جنت میں اپنی جگہ نہ دیکھ لے گا۔ (القول البدیع)

درود پاک کے فضائل کا سلسلہ

☆ علامہ شہاب الدین الخفاجی تحریر فرماتے ہیں۔

والاحادیث فی فضل الصلوٰۃ کثیرۃ لاتحصی. (نسیم الریاض)	درود پاک کی فضیلت میں وارد احادیث کثیر تعداد میں ہیں جن کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔

درود پاک کے فضائل کا سلسلہ الحمد اللہ کافی وسیع ہے جس کا احاطہ کرنا واقعی ممکن نہیں اس مقام پر صرف اتنا تحریر کرنا مقصود تھا کہ درود پاک کا پڑھنا ذکر رسول کرنا ہے۔ لہٰذا جتنا ممکن ہو درود پاک پڑھنے کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔ اسی طرح حضور کا ذکر جمیل کرنے کیلئے منعقد کی جانیوالی مجالس محافل میلاد النبیؐ کے فضائل سن کر ایمان قوی ہوتا ہے اور آپ کی محبت بڑھتی ہے۔ لہٰذا ایسی محافل میں شرکت کرنا ضروری ہے۔

تحدیث نعمت

محافل میلاد کی عظمتوں کا ذکر ہو چکا لیکن یاد رکھیں حضور ﷺ کا ذکر جمیل صرف ماہ ربیع الاول میں محافل میلاد تک محدود نہیں۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ زندگی بھر آپ ﷺ کی ذات اقدس کا چرچا کرتا رہے۔ قرآن پاک سے مزید دو حوالے تحریر کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الذین بدلو انعمت اللہ کفرا.	وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا۔

☆ حضرت ابن عباسؓ اس آیت کریمہ کی تفسیر یوں بیان فرماتے ہیں۔

عن ابن عباسؓ الذین بدلو انعمة الله کفراً قال هم والله کفار قریش قال عمر وهم قریش ومحمد صلی الله علیه وسلم نعمة الله.

(بخاری ج 2 ص 566)

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے بدل دیا اللہ تعالیٰ کی نعمت کو کفر سے فرمایا ابن عباسؓ نے خدا کی قسم وہ کفار قریش ہیں۔ اور عمرا بن دینارؒ نے فرمایا کہ وہ (بدلنے والے) قریش ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت حضرت محمد ﷺ ہیں۔

حدیث پاک

التحدث بنعمة الله شکر و ترکه کفر. اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان کرنا شکر اور اس کا ترک کرنا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے احسانات اور اس کی نعمتوں کا چرچا کرنا شرعاً محمود ہے۔ حضورؐ کی ذات اقدس بلا شبہ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ لہٰذا اس نعمت عظمیٰ کا چرچا کرنا لوگوں میں آپ ﷺ کی عظمتوں کو کھول کھول کر بیان کرنا اس نعمت عظمیٰ کا شکر ادا کرنا ہے۔

حضور ﷺ کی ثناء خوانی فرض ہے۔ علامہ قسطلانیؒ کی زبانی

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما ارسلنک الا رحمة للعلمین.

(پارہ نمبر 17 ع 7)

نہیں بھیجا ہم نے آپ ﷺ کو مگر سراپا رحمت بنا کر سارے جہانوں کیلئے۔

☆ علامہ قسطلانی کیا خوب فرماتے ہیں۔

لا ینفک احد من انعام رسول اللہ ﷺ لان اللہ بعثہ رحمۃ للعلمین فالثناء علیہ فرض علیھم لا یتم الاسلام الابہ'۔ (مواہب ص355ج1)

(دنیا میں) کوئی ہستی بھی ایسی نہیں جس کے ساتھ حضور ﷺ کے انعامات شامل نہ ہوں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رحمۃ للعلمین بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ لہٰذا آپ کی ثناء خوانی ہر ایک پر فرض ہے اور اس کے بغیر اسلام کی تکمیل ممکن نہیں۔

جو منکر ہے ان کی عطا کا وہ یہ بات بتائے تو
کون ہے وہ جس کے دامن میں اس در کی خیرات نہیں

اقول وباللہ التوفیق۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آپ ﷺ کو رحمۃ للعلمین بنا کر مبعوث فرمایا، مخلوق کیساتھ آپ ﷺ کی رحمت کا سلسلہ اتنا وسیع ہے کہ کائنات میں کوئی شیئ بھی ایسی نہیں جس کے شامل حال حضور ﷺ کی رحمت نہ ہو میں کہتا ہوں رحمت دو عالم ﷺ کی رحمت کے حصول کا سلسلہ تو ہر شیئ کیلئے اس کے وجود میں آنے کے بعد کا ہے۔ آپ ﷺ صاحب لولاک بھی ہیں۔ ہر شیئ وجود میں آنے کیلئے آپ ﷺ کی خلقت کی مرہون منت ہے۔

☆ حدیث قدسی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں۔

لولاک لما خلقت الافلاک ۔

(اے محبوب) اگر آپ کو پیدا نہ کیا جاتا تو کائنات کی کوئی شیئ پیدا نہ ہوتی۔

لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ ہم فخر کائنات صاحب لولاک جناب رحمۃ للعٰلمین ﷺ کی ثناء خوانی کرتے ہوئے آپ ﷺ کو ہدیہ تشکر پیش کریں۔ آپ ﷺ کی یاد میں محافل کا انعقاد کریں۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ اور سنت پر عمل پیرا ہوں۔ درود پاک کثرت سے پڑھیں۔

نبی الرحمۃ کے وسیلہ سے دعا

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مخلوق کے ساتھ اپنے حبیب ﷺ کی رحمت کا سلسلہ اتنا وسیع فرما رکھا ہے کہ خود آپ ﷺ نے اسی وسیلہ سے دعا مانگنے کا طریقہ سکھلایا۔ دوسرے واقعہ میں یہی طریقہ ایک صحابیؓ نے سکھلایا۔ یہی عمل آج تک امت میں جاری ہے۔

(۱) حضرت عثمان بن حنیف فرماتے ہیں کہ ایک نابینا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے عافیت بخشے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر تو چاہے، میں دعا کر دیتا ہوں۔ اور اگر چاہے تو صبر کر۔ صبر تیرے واسطے اچھا ہے اس نے عرض کیا کہ خدا سے دعا فرمایئے۔ آپ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ اچھی طرح وضو کر کے یوں دعا کرنا۔

اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی توجھت بک الیٰ ربی فی حاجتی ھذہ لتقضیٰ لی اللھم فشفعہ فی۔

یا اللہ! میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں۔ اور تیرے نبی نبی الرحمۃ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں یا محمدؐ! میں نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں آپ کا وسیلہ پیش کیا ہے۔ اپنی اس ضرورت میں تاکہ وہ پوری ہو۔ یا اللہ! تو میرے حق میں حضور کی شفاعت قبول فرما۔

اس حدیث کو ترمذی ونسائی نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا ہذا حدیث حسن صحیح غریب۔ امام بیہقی وطبرانی نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ مگر امام بیہقی نے اتنا اور کہا ہے کہ اس نابینا نے ایسا ہی کیا اور بینا ہو گیا۔ (وفاء الوفاء، ص 420 ج 2)

(۲) ایک شخص کسی حاجت کیلئے حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس آیا کرتا تھا۔ مگر وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہو سکتے اور اس کی حاجت پر غور نہ فرماتے۔ وہ شخص ایک روز حضرت عثمان بن حنیف سے ملا اور ان سے شکایت کی۔ حضرت ابن حنیف نے اس سے کہا کہ وضو کر کے مسجد میں جا۔ اور دو رکعت پڑھ کر یوں دعا کر۔ اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الیٰ ربک ان تقضی حاجتی. (یہاں اپنی حاجت کا نام لینا) اس نے ایسا ہی کیا۔ پھر وہ حضرت عثمان بن عفانؓ کے دروازے پر حاضر ہوا۔ دربان آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے اسے اپنے برابر فرش پر بٹھایا۔ اور دریافت حال کر کے اس کی حاجت پوری کر دی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اتنے دنوں میں اس وقت تم نے اپنا مطلب بیان کیوں نہ کیا۔ آئندہ جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس آکر بتا دیا کرو۔ وہ وہاں سے رخصت ہو کر ابن حنیف سے ملا اور ان کا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے ایسی اچھی دعا بتائی۔ ابن حنیف نے کہا کہ میں نے اپنی طرف سے نہیں بتائی۔ ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک نابینا نے اپنی بینائی کے جاتے رہنے کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا، اگر تم چاہو میں دعا کر دیتا ہوں یا صبر کرو۔ اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھے بہت دشواری ہے کوئی میرا عصا پکڑنے والا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ دوگانہ ادا کر کے یہ دعا پڑھنا، اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد الخ. ابن حنیف کا بیان ہے کہ ہم ابھی بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ شخص آیا۔ گویا اس کو کوئی تکلیف ہی نہ ہوئی تھی۔ (وفاء الوفاء ص 420 ج 2)

امت مسلمہ کا عمل

اللھم انی اسالک واتوجہ الیک بنبیک محمدٌ نبی الرحمۃ (الیٰ آخرہ) اس دعا کو پڑھنے کا عمل آج تک امت مسلمہ میں جاری ہے۔

(۱) علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک شخص عبدالملک بن سعید کے پاس آیا اس شخص کا پیٹ ٹٹولا اور کہا کہ تجھے لاعلاج بیماری ہے۔ یہ سن کر وہ شخص لوٹ آیا۔ مندرجہ بالا دعا پڑھ کر اپنی صحت اور عافیت کیلئے دعا کی دعا کے بعد پھر عبدالملک کے پاس گیا۔ عبدالملک نے اس کا پیٹ ٹٹولا تو کہا اب آپ تو تندرست ہیں۔ اب تجھے کوئی بیماری نہیں (حجۃ اللہ علی العالمین)

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کو قبول فرمایا اور سائل کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائی۔

(۲) علامہ الشیخ حسن بن عمار المتوفی 1069ھ نے کسی حاجت کے پیش آنے کے وقت دو رکعت صلوٰۃ حاجت پڑھنے کے بعد اسی دعا کو پڑھنے کیلئے کہا ہے۔ ہاں البتہ علامہ موصوف نے ربی کی جگہ ربک تحریر فرمایا ہے۔ (مراقی الفلاح، ص 77)

(۳) عملیات مجربہ خاندان عزیزیہ حصہ دوم میں صفحہ سات آٹھ پر نماز دعا الحاجۃ کے عنوان سے نماز کے بعد اسی دعا کو پڑھنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ نیز اس نابینا کی آمد کا ذکر بھی ہے۔ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا سکھلائی تھی۔

آخری گذارش

میلاد النبی ﷺ کے نام سے منعقد ہونیوالی محافل، جلسے، اجتماعات، بلاشبہ تبلیغ دین کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ ان اجتماعات کو غنیمت سمجھیں۔ ان اجتماعات میں شرکت فرما دیں۔ علماء کرام لوگوں کو حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر ہونیوالے خارق عادت واقعات سے آگاہ فرمادیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ سیرت طیبہ کے ہر پہلو اخلاق و آداب، عبادات و معاملات وغیرہ سے لوگوں کو روشناس فرمائیں اور ان پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرمائیں۔ اسی میں ہم سب کی کامیابی ہے۔ فتنہ و فساد کے اس دور میں آپ ﷺ کی ایک سنت کو زندہ کرنا اس پر عمل پیرا ہونا سو شہیدوں کے ثواب کا موجب ہے۔ ارشاد گرامی ہے۔ "من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهيد" اللہ تعالیٰ جل شانہ ہم سب کو آپ ﷺ کی سچی محبت اور آپ ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

دعا کی درخواست

آخر میں آپ سے دعا کی درخواست کرتے ہوئے گریہ وزاری سے عجز و نیاز سے عاجزی و انکساری سے رحمۃ اللعالمین کے وسیلہ سے آپ ﷺ کی ارشاد کردہ اسی دعا اللھم انی اسالک واتوجہ الیک بنبیک محمدنبی الرحمۃ یامحمد ﷺ انی توجھت بک الیٰ ربک فی حاجتی ھذاہ لتقضیٰ لی اللھم فشفعہ فی (مراقی الفلاح ،ص77) سے دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ میری اس سعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اپنے حبیب ﷺ کی خوشنودی کا باعث بنائے۔ اور مسلمانوں کیلئے نافع اور مفید فرمائے۔ آمین ثم آمین و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمدٌ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

احقر العباد

رضا محمد شاہ ہاشمی خطیب جامع مسجد سنٹرل جیل میانوالی

ساکن واںڈھی آرائیاں والی میانوالی

شمائل وفضائل نبوی ﷺ پر مشتمل چہل احادیث

حضور ﷺ کے شمائل وفضائل پر مشتمل امور دینیہ کے بارے میں علامہ محدث عبدالروف المناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ کی کتاب کنوز الحقائق سے انتخاب کردہ چالیس احادیث مبارکہ

حدیث پاک: حضرت علی اور عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے: حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص میری امت کے فائدہ کیلئے دینی امور کے بارے میں چالیس احادیث یاد کریگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو فقہاء اور علماء کے زمرہ سے اٹھائیگا۔

اس بشارت کو سن کر بزرگان دین نے جدا جدا طریقہ سے چالیس چالیس حدیثیں جمع کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ ان سب کو فقہاء اور علماء کے زمرہ میں محشور فرمائے آمین۔ اسی طمع سے میں نے بھی چالیس احادیث مبارکہ جمع کی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ ایمان والوں کو اس سے نفع عطا فرمائے اور اپنے محبوب ﷺ کی خوشنودی کا باعث بنائے۔ حضور ﷺ کی امت کے فقہاء اور علماء سے ناچیز (خادم العلماء) کا حشر فرمائے اور کتاب ہذا کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وماذالک علی اللہ بعزیز

(۱) کنت اول الناس فی الخلق و آخر ھم فی البعث. (کنوز الحقائق)

حضور ﷺ نے فرمایا میں خلقت میں لوگوں سے اول اور بعثت میں آخری (رسول) ہوں۔

(۲) کان وجھہ مثل الشمس والقمر و کان مستدیراً.

حضور ﷺ کا چہرہ سورج اور چاند کی طرح چمکتا تھا اور گول تھا۔

(۳) كان اذا سر استنار وجهه كانه قطعة قمر.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ اس طرح چمکتا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔

(۴) كان يرىٰ بالليل فى الظلمة كما يرىٰ بالنهار.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اندھیری رات میں روز روشن کی طرح دیکھتے تھے۔

(۵) اعدلوا صفوفكم فانى اراكم من خلفى.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی صفیں درست رکھا کرو کیونکہ میں اپنے پیچھے سے بھی تم کو دیکھتا ہوں۔

(۶) ان علمى بعد موتى كعلمى بالحياة.

میرا علم موت کے بعد ایسا ہے جیسا زندگی میں ہے۔

(۷) كان لا يطيل الموعظة يوم الجمعة.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن وعظ کو طول نہیں دیتے تھے۔

(۸) كان اذا بمكة صلى بعد الجمعة ستا.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ میں تھے تو جمعہ کے بعد چھ رکعت پڑھتے تھے۔

(۹) كان اذا استجد ثوبا لبسه يوم الجمعة.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا کپڑا بنواتے تو اسے جمعہ کے دن پہنتے۔

(۱۰) كان اذا لبس قميصاً بدأ بميامنه.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کرتہ پہنتے تو اپنی دائیں طرف سے شروع کرتے۔

(۱۱) كان اذا ختم القرآن يقرأ من اول القرآن خمس آيات.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قرآن پاک ختم کرتے تو اول قرآن سے پانچ آیات پڑھتے۔

(۱۲) كان اذا ختم جمع اهله ودعا.

حضور ﷺ جب قرآن پاک کا ختم کرتے تو اپنے اہل کو بلاتے اور دعا مانگتے۔

(۱۳) كان اذا دعا فرفع يديه مسح وجهه بهما.

حضور ﷺ جب دعا مانگتے ہاتھ اٹھاتے پھر ان کو چہرہ پر پھیر لیتے۔

(۱۴) كان اذا مشىٰ لم يلتفت.

حضور ﷺ جب چلتے تو ادھر ادھر نہیں دیکھتے تھے۔

(۱۵) كان اذا دخل المرفق لبس حذاءه وغطى راسه.

حضور ﷺ جب بیت الخلاء کو جاتے جوتی پہنتے اور سر کو ڈھانپ لیتے۔

(۱۶) كان يتوضا لكل صلوٰة طاهراً او غير طاهر.

حضور ﷺ ہر نماز کیلئے وضو کیا کرتے تھے چاہے باوضو ہوتے یا بغیر وضوء۔

(۱۷) كان يحب التيامن فى الوضوء والانتعال.

حضور ﷺ دائیں طرف سے ابتداء کرنے کو وضوء اور جوتا پہننے میں پسند فرماتے۔

(۱۸) كان اذا توضا حرك خاتمه.

حضور ﷺ جب وضو کرتے تو اپنی انگوٹھی کو ہلا دیتے۔

(۱۹) كان اذا توضا خلل اصابعه ولحيته.

حضور ﷺ جب وضو کرتے تو اپنی انگلیوں اور داڑھی کا خلال کرتے۔

(۲۰) كان اذا توضا اخذ كفا فنضح به فرجه.

حضور ﷺ جب وضو کر لیتے تو چلو پانی لیکر اپنی شرمگاہ پر چھڑک دیتے۔

(۲۱) كان اذا توضا شرب فضل وضونه قائما.

حضور ﷺ جب وضو کرتے تو وضو سے بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پی لیا کرتے۔

(۲۲) کان اذا شرب تنفس ثلاثاً.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب پانی پیتے تو تین دفعہ سانس لیا کرتے۔

(۲۳) کان لایتوضأ بعد الغسل.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرنے کے بعد وضو نہ کرتے۔

(۲۴) کان یغتسل یوم الفطر ویوم الاضحیٰ.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الضحیٰ کے دن غسل کیا کرتے تھے۔

(۲۵) کان اذا خرج یوم العید من طریق رجع من غیرہ.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عید کے روز ایک راستے سے نکلتے اور دوسرے راستے سے واپس لوٹتے۔

(۲۶) کان اذا زوج اوتزوج نثر تمراً.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نکاح کرتے یا کراتے تو کھجوریں پھینکا کرتے تھے۔

(۲۷) کان یعجبہ النظر الی الخضرۃ والماء الجاری.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سبزہ اور جاری پانی کا دیکھنا مرغوب تھا۔

(۲۸) کان کثیر العرق.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ زیادہ آتا تھا۔

(۲۹) کان یکثر تسریح لحیتہ.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم داڑھی کو بہت کنگھی کیا کرتے تھے۔

(۳۰) کان یکتحل وھو صائم.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں سرمہ لگاتے تھے۔

(۳۱) کان یستاک وھو صائم.

حضورﷺ روزہ کی حالت میں مسواک کیا کرتے تھے۔

(۳۲) کان یکثر من اکل الدباء.

حضورﷺ کدو زیادہ کھایا کرتے تھے۔

(۳۳) کان لاینخل له الدقیق.

آپﷺ کیلئے آٹا نہیں چھانا جاتا تھا۔

(۳۴) کان اذا اکل طعاما لعق اصابعه.

آپﷺ جب کھانا کھالیتے تو اپنی انگلیوں کو چاٹ لیتے۔

(۳۵) مامن نبی یمرض الاخیر بین الدنیا والآخرہ.

کوئی نبی بیمار نہیں ہوتا مگر اسے دنیا یا آخرت میں رہنے کا اختیار دیا جاتا ہے۔

(۳۶) لایقبض النبی الافی احب الامکنة الیه.

نبی کی روح اس جگہ قبض کی جاتی ہے جو اس کے نزدیک سب جگہوں سے زیادہ محبوب ہو۔

(۳۷) انااول من تنشق عنه الارض ولافخر.

میں وہ ہوں کہ جس کیلئے سب سے پہلے زمین کھلے گی اور اس میں فخر نہیں کر رہا۔

(۳۸) انااول من یوذن له فی السجود.

قیامت کے دن سب سے پہلے مجھے سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی۔

(۳۹) انااول شفیع یوم القیامة.

قیامت کے دن سب سے پہلے میں شفاعت کرونگا۔

(۴۰) انا اول من يدخل الجنة يوم القيامة.

قیامت کے دن سب سے پہلے میں جنت میں داخل ہونگا۔

☆ انا ابو القاسم الله يعطی وانا اقسم۔

میں ابوالقاسم ہوں اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

☆ اهل الجنة يدعون باسمائهم الا آدم فانه يكنى ابامحمد.

تمام اہل جنت اپنے ناموں سے بلائے جائیں گے مگر حضرت آدم علیہ السلام کو ابو محمدؐ سے بلایا جائیگا۔

☆ اهل الجنة عشرون ومأة صف ثمانون منهم امتی.

اہل جنت کی ایک سو بیس (۱۲۰) صفیں ہونگی ان میں سے اسی (۸۰) میری امت کی ہونگی۔

صلی اللہ علی حبیبہ محمد و علی آلہ و اصحابہ و بارک وسلم

نہایت ہی قابل توجہ فقہی مسائل

☆ پاخانہ پیشاب کرنے کیلئے بیت الخلاء میں ننگے سر داخل نہ ہوں۔(مراقی الفلاح)

☆ قضائے حاجت کیلئے قبلہ شریف کی طرف منہ یا پشت کر کے بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے۔

☆ اگر کوئی شخص بھول کر قبلہ رخ بیٹھ جائے اگر قضائے حاجت کے دوران یاد آجائے تو پھر جائے۔

☆ پاخانہ اور پیشاب کرانے کیلئے چھوٹے بچے کو بھی قبلہ رخ نہ بٹھائیں۔

☆ مسجد کی قبلہ والی دیوار کا بیت الخلاء، حمام اور وضو کی جگہ کی طرف ہونا مکروہ ہے۔ (اور اسی طرح مسجد کی قبلہ والی دیوار کیساتھ بیت الخلا، حمام اور وضو کی جگہ بنانا مکروہ ہے۔) (فتاوی سراجیہ)

☆ سوتے جاگتے وقت قبلہ شریف کی طرف پاؤں لمبے کرنا مکروہ ہے۔ اسی طرح قرآن پاک اور فقہ کی کتابوں کی طرف بھی پاؤں لمبے کرنا مکروہ ہے۔ (فتح القدیر)

☆ جان بوجھ کر سستی اور کاہلی کرتے ہوئے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (قاضی خان)

☆ نماز باجماعت پڑھنے کیلئے جو لوگ تکبیر کے وقت مسجد میں موجود ہوں بیٹھے رہیں جب مکبر حی علی الفلاح پر پہنچے تو اٹھیں اور یہی حکم امام کیلئے بھی ہے۔ (عالمگیری)

☆ اقامت کہنے کے وقت اگر کوئی شخص آیا تو اس کو کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے۔ بلکہ بیٹھ جائے جب مکبر حی علی الفلاح پر پہنچے تو اس وقت کھڑا ہو۔ (عالمگیری، شرح وقایہ، مراقی الفلاح)

☆ امام اور منفرد کیلئے ہر رکعت کی ابتدا میں بسم اللہ شریف کا پڑھنا سنت ہے۔ (مراقی الفلاح)

☆ عیدین کی تکبیرات کہتے وقت امام صاحب ہر تکبیر کہنے کے بعد تین مرتبہ تکبیر کہنے کی مقدار سکوت کرے۔ (مراقی الفلاح)

☆ نابالغ بچے کی امامت میں نماز تراویح اور نوافل پڑھنا جائز نہیں۔ (قاضی خان)

☆ امام کے ساتھ کچھ تراویح پڑھی ہوں یا بالکل نہ پڑھی ہوں۔ہاں البتہ فرض پڑھ لئے ہوں تو وتر باجماعت پڑھ سکتے ہیں۔وتر باجماعت پڑھ کر بقایا تراویح پڑھیں۔

☆ پہلی رکعت سے دوسری رکعت کو قرأت زیادہ کر کے لمبا کرنا مکروہ ہے۔(مراقی الفلاح، قاضی خان)

☆ نماز میں چھوٹی سورتیں پڑھنے کی صورت میں اگر وقفہ کرنا ہو تو کم از کم دو سورتوں کا وقفہ کریں۔ایک سورۃ کا وقفہ کرنا مکروہ ہے۔(مراقی الفلاح)

☆ نماز میں قرأت کرنے کیلئے ترتیب کا خیال رکھیں ترتیب کو چھوڑ کر قرأت کرنے سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔مثلاً پہلی رکعت میں سورۃ قریش اور دوسری رکعت سورۃ فیل یا اس سے پیچھے قرأت کرنے سے نماز مکروہ ہوگی۔(مراقی الفلاح)

☆ سجدہ کی حالت میں ایک پاؤں کا زمین سے اٹھانا مکروہ اور دونوں پاؤں کا اٹھانا نماز کو باطل کر دیتا ہے۔(قاضی خان)

☆ اذان کی طرح اقامت اور بچے کے کان میں اذان کہنے کیلئے حی علی الصلاۃ کے وقت دائیں طرف اور حی علی الفلاح کہنے کے وقت بائیں طرف التفات کیا جائے۔(ردالمختار)

☆ عورت کو سر کے بال کٹوانا ناجائز اور گناہ ہے۔ایسی عورت پر لعنت آئی ہے۔شوہر نے بال کٹوانے کیلئے کہا ہو تب بھی یہی حکم ہے۔(درمختار، بہار شریعت)

☆ عورت نے عورت کے منہ یا رخسار کو بوقت ملاقات یا بوقت رخصت بوسہ دیا یہ مکروہ ہے۔(درمختار، بہار شریعت)

☆ نماز تراویح وقت کی سنت ہیں۔ روزہ کی سنت نہیں۔ اگر آدمی مجبوری اور معذوری کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا لیکن تراویح پڑھ سکتا ہے تو اسے تراویح پڑھنی ہوگی۔ (مراقی الفلاح)

☆ ماہ شوال کے روزے متفرق رکھنا بہتر ہے۔ (قاضی خان)

☆ دعا مانگنے کیلئے ہاتھ سینے تک اٹھائے جائیں اور دونوں ہاتھوں کے درمیان فاصلہ رکھا جائے۔ اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ (شامی)

☆ ایک آدمی کا صدقۃ الفطر ایک مسکین سے زائد مساکین کو دینے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ اکثر فقہاء نے ایک آدمی کا صدقۃ الفطر ایک مسکین کو دینا ضروری لکھا ہے۔ فرماتے ہیں۔ ایک آدمی کا صدقۃ الفطر دو مسکینوں یا اس سے زیادہ مساکین پر تقسیم کرنا جائز نہیں۔ ہاں البتہ ایک سے زیادہ آدمیوں کا صدقۃ الفطر ایک مسکین کو دینا جائز ہے۔ (عالمگیری)

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔
صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

احقر العباد

رضا محمد شاہ ہاشمی وانڈھی آرائیانوالی، میانوالی

نعت رسول مقبول ﷺ

خاک سورج سے اندھیروں کا ازالہ ہوگا
آپ آئیں تو میرے گھر میں اجالا ہوگا

حشر میں اس کو بھی کملی میں چھپالیں گے حضورؐ
جس گنہگار کو ہر ایک نے ٹالا ہوگا

عشق سرکار کی اک شمع جلالو دل میں
بعد مرنے کے لحد میں بھی اجالا ہوگا

حشر میں ہوگا وہ سرکار کے جھنڈے تلے
جس کے عیبوں کو زمانے نے اچھالا ہوگا

صلہ نعت نبی پائے گا جس دن خالد
وہ کرم دیکھنا تم دیکھنے والا ہوگا

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمدو علیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم

وَاَحسَنُ مِنکَ لَم تَرَ قَطُّ عَینِی

وَاَجمَلُ مِنکَ لَم تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقتَ مُبَرَّاً مِن کُلِّ عَیبٍ

کَاَنَّکَ قَد خُلِقتَ کَمَا تَشَاءُ

مکتبہ جمال کرم

9، مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور

042-7324948

0300-4209866